بعون اللہ وتوفیقہٖ

کتاب موسومہ

نسبِ افاغنہ

تصنیف و تالیف

محمد عبد السلام خاں سب جج پنشن یافتہ ملک اودھ

از خاندان نواب نجیب الدولہ عمر خیل

سنہ ۱۹۱۶ء

مطبوعہ مطبع ریاست رامپور

بار اول ۵۵۰ جلد

قیمت [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

افغان، ایک خودسر، آزادی پسند، پُرجوش، شجاع قوم ہی، اس لیے ہمسایہ سلطنتوں ہندوستان وایران کی نگاہوں میں ہمیشہ کھٹکتی رہی اور برسرپیکار رہی، ہندوستانی وایرانی قدیم مورّخ پادشاہ پرست ہوتے تھے اُن کی جدّت طبع کے زیرِ مشق افغانی نسب برابر رہا، کسی نے دیوزاد بنایا، کسی نے جُنبشِ نفس سے فرعونی قومِ قبطی سے منسوب کیا، انصاف پسند مورّخ جو سلطنت کے اثر سے آزاد ہوتے تھے اُنھوں نے اسرائیلی نسب ظاہر کیا، افغانی مورّخ سوٗلہ صدی عیسوی سے پیدا ہوئے وہ اُس وقت سے اب تک اسرائیلی نسب لکھتے رہے، یوروپین مورّخوں نے اٹھارہ صدیؑ سے تلاشِ حقیقتِ نسب کی شروع کی، ایک گروہ نے مشابہت، مراسم، افغان اور بنی اسرائیل کے ملتے ہوئے پاکر اور افغانی تاریخ اور روایت کو معتبر سمجھکر اسرائیلی نسب قرار دیا، دوسرے گروہ نے شباہت اور مراسم کو تسلیم کیا کہ دونوں قوموں میں ایک سے پائے جاتے ہیں مگر زبان میں عبرانی الفاظ نہیں اس لیے شباہت اور مراسم کا ثبوت غیر کافی ہی، اور روایات افغانی نامعتبر ہیں، اور پھر قیاسات کو دخل دے کر کسی نے قدیم قومِ افغانستان بتلایا، اور بعضے نے ارمنی قرار دیا، اور کسی نے جارجین، اور کاکیشن، لکھ مارا، اور اپنی اپنی

مفروضہ قومیت کے لیے کچھ کچھ منصوبے بنا لیے، مگر ایشیائی مورخوں کی طبع زاد قومیت
دیونژاد اور قبطیہ فرعونی کسی یوروپین مورخ نے قبول نہیں کی، اس طرح دو فریق یوروپین
مورخوں کے ہو گئے، اور ہر فریق نے سعی کی کہ جو نقص فریق مخالف بتلاتا ہے اُس کو رفع کیا جائے
مگر آج تک قول فیصل نہ ہوا، میرے علم میں کسی ایشیائی، یا یوروپین مورخ نے محض نسب
کی تحقیق پر کوئی کتاب نہیں لکھی، ضمنی تذکرے نسب کے ملکی تاریخوں میں کر دیے ہیں، اس طرح
نسب افاغنہ متنازع اور بحث طلب ہو کر رہ گیا۔

اسی فریق بندی کے زمانے میں علمی تحقیقات اقوام عالم کے اقسام قائم کرنے کے لیے شروع
ہوئی، اور تقسیم اقوام کے لیے علم اعضاء انسان کی بنیاد پڑی، اس میں بھی محققوں کے
دو گروہ ہو چلے ہیں، ایک گروہ کی رائے مذبذب ہے اور بربنائے علم مذکور بلوچستان کے
افغانوں کو ترکی ایرانی نسل قرار دیتا ہے، دوسرا گروہ علما کا اس علم کو ناقص بتلاتا ہے اور
افغانوں کو عبرانی الاصل قرار دیتا ہے۔

میں نے اس فریق بندی کی کشمکش کے سلجھانے کے لیے محض نسب افاغنہ کا مسئلہ زیر بحث
کیا، اور مورخوں اور علماء کی رائیں متضاد ایک جگہ جمع کیں، اور اُن پر جرح قدح کی،
اور اپنی ذاتی تحقیقات اضافہ کی، اور اس تمام روئداد پر غور کرنے سے میری یہ رائے
قائم ہوئی ہے کہ قوم افاغنہ بنی اسرائیل ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ آئندہ مسئلہ نسب افاغنہ فریق بندی کی بحث سے نکل کر یکسو ہو جائے گا
میری تحقیقات کی بنیاد ان امور پر ہے۔

تفصیل مضامین

یہ مضامین سب نئے نہیں ہیں، بعض زیر بحث رہ چکے ہیں. بعض جدید ہیں، کچھ ایسے ہیں کہ وہ متفرق تھے مدت کی تلاش سے یک جا کیے ہیں، اور ان پر مشترکاً اور منفرداً غور کرنے سے حقیقت نسب کی کھل جاتی ہے، ان مضامین میں دلچسپی کی کمی ہے وہ آئندہ امید ہے کہ پوری ہو،

محمد عبد السلام خان ۲۴ نومبر ۱۹۱۳ء

اوّل مختصر تاریخی حالات افغانستان و مردم شماری افاغنہ

میرا اصلی مدعا اس کتاب کے لکھنے سے قوم افاغنہ کے نسب کی تحقیقات ہی مگر اس کے ساتھ اور بہت سے ضمنی امور ہیں جن کے نتیجہ سے اس تحقیقات میں مدد ملتی ہی لہذا اُن کا بھی سرسری تذکرہ کیا جاتا ہی، میں تاریخی حالات افغانستان سے آغاز مطلب کا کرتا ہوں افغانستان کے نام کی بابت مورخ ٹیٹ اپنی کتاب تاریخِ افغانستان میں لکھتا ہی، کہ نام افغانستان سولہ و سترہ صدیٔ میں مغلیہ سلطنت نے ذکر کی سہولیت کے لیے اختراع کیا، اور اُس وقت سے غیر ملک والوں میں افغانستان کا نام مروّج ہوا ہی، مصنف نے کسی تاریخ کا حوالہ اس واقعہ کی بابت نہیں دیا، اس لیے مجھے تلاش و تحقیقات کی ضرورت پڑی، افغانستان دو لفظ آفغان، و ستان، سے مرکب ہی ان دو لفظوں سے ایک لفظ مرکب بنانے کا قاعدہ لغت کی کتاب بُرہان قاطع میں دیکھا اُس میں لفظ ستان کے اضافہ کرنے کا یہ قاعدہ تحریر ہی، کہ لفظ، بار، و ستان، دوسرے لفظ سے اُس وقت لگایا جاتا ہی جب کثرت اور زیادتی ظاہر کرنا مقصود ہو جیسے، رود بار، گلستان، بوستان، پس ظاہر ہی کہ آسانیِ خط کتابت کی غرض سے افغانستان کا نام نہیں بنایا جا سکتا اگر افغانوں کی کثرت دکھانا مقصود ہوتا تو اُس وقت افغانستان نام بنا سکتے تھے، اس اصول پر لحاظ کرنے سے میری یہ رائے ہوتی ہی کہ افغانستان کا لفظ سلطنت مغلیہ کے زمانے سے ایجاد نہیں ہوا، کیونکہ اُس وقت افغانوں کی ترقی اندرونِ افغانستان رُک گئی تھی، اور افغان بیرونِ افغانستان منتشر ہونے لگے تھے ابتداء اسلام (۶۲۲ء) میں افغان پہاڑوں کے گوشوں میں پڑے ہوئے تھے جب قوم میں اسلام آیا تو پہاڑوں سے اُتر کر ملک میں پھیلنا شروع ہوئے اور اسلامی فوجوں کے ساتھ ہو لیے، اور ۹۷۵ء میں سبکتگین نے غزنی کی بنیاد ڈالی اُس تاریخ سے خاندانِ سبکتگین کی سلطنت افغانستان میں

قائم ہوئی تو کثرت سے افغان فوجوں میں بھرتی ہونے لگے ۱۱۵۲ھ/۱۱۵۸ء میں غزنی خاندان کو زوال ہوا، اور غوری خاندان افغان کی اسی ملک میں سلطنت قائم ہوئی اُس وقت سے تمام ملک میں افغان پھیل گئے ۶۰۴ھ مطابق ۱۲۰۶ء میں جامع التواریخ تصنیف ہوئی اس تاریخ میں ملک کا نام افغانستان تحریر ہی، پس قیاس یہ چاہتا ہی کہ غوری سلطنت کے زمانے میں جب افغان تمام ملک میں نظر پڑنے لگے اور قومی سلطنت افغانوں کی قائم ہوئی اُس وقت سے افغانستان نام ہوا، چونکہ افغان قوم حکمراں ہوئی اور مابین سلاطین ایشیا و افغانی سلطنت کے خط کتابت شروع ہوئی تو اُس وقت افغانستان سلطنت کا نام رکھنا واجب ہوا، افغانستان موجودہ اور جس وقت یہ نام قائم ہوا اُس کے حدود کی مطابقت کرنا بہت مشکل ہی، قریب قریب کل موجودہ افغانستان غوریوں کی سلطنت میں داخل تھا اس افغانستان میں چھ دار الحکومتیں مختلف اقوام کی رہی ہیں جو قوموں کے عروج اور زوال کی نشانیاں ہیں، ان دار الحکومتوں کی تفصیل یہ ہی،

۱۔ بلخ۔	۲۔ کابل۔	۳۔ غزنی۔	۴۔ ہرات۔
۵۔ قندہار۔	۶۔ غور۔	۷۔ بُست۔	۸۔ پکھتیا۔

پہلا۔ بلخ سب سے قدیم ہی اور افغانستان کے شمال میں واقع ہی۔
ایشیائی مورّخ بلخ کی قدامت پر بہت مبالغہ کرتے ہیں، اور یوروپین مورّخ اُسی قدر قدامت ظاہر کرتے ہیں جس قدر تاریخی حالات منکشف ہوتے ہیں۔

مصنّف گزیٹر افغانستان صفحہ ۸۲، ۸۹ میں لکھتا ہی کہ بلخ کیانیوں کی دار السلطنت رہا، اور اس میں بودھ مذہب کے کثرت سے کھنڈر ملتے ہیں اس میں کثرت سے معدنیات ہیں۔
راؔلنسن مصنّف باختر صفحہ ۲۰ میں بلخ کی بابت (باختر بھی کہتے ہیں) یہ لکھتا ہی کہ یہی ملک باختر ہی جہاں سے آریہ قوم کی دو شاخیں ہو کر دُنیا میں پھیلی ہیں ایک شاخ پنجاب میں آئی دوسری مغرب کو گئی، فرہنگ جہانگیری کا مصنّف لکھتا ہی کہ دری زبان کا سرچشمہ باختر ہی۔

نوٹ۔ ترجمہ مخزن افغانی پروفیسر ڈورن صفحہ ۴۲ شرح

اور دیگر تاریخوں سے ثابت ہوتا ہی کہ یہاں سب سے پہلے زردشت آیا اور گشتاسپ شاہِ ایران سے ملا، اور اپنے کرشمے دکھائے اور دینِ زردشتی جاری کیا، اور یہی وہ مقام ہی، جہاں رہنما دین کی شمع حیات تاتاری طوفان سے گل ہوئی، بلخ کیانی فرمانروایانِ ایران کا پہلا تخت گاہ رہا، اور اب افغان سلطنت کا ایک صوبہ ہی،

دوسرا[۲] کابل ہی جس کی قدامت بلخ سے دوسرے درجہ پر ہی، یہ پہلے ایرانی سلطنت کے صوبہ وار کا دار الحکومت رہا، اور محرابِ کابلی رستم کا نانا یہاں حکمراں رہا ہی، اور ایرانیوں کے زوال کے بعد سکندر کے جانشینوں کے قبضہ میں رہا، سلیوکس یونانی بادشاہ نے چندر گپتا ہند کے پادشاہ کو ۳۰۳ ق ع حوالہ کیا اور ۲۴۰ ق ع لغایۃ ۲۲۶ ع یوچی قوم تاتار جسے کشان کہتے ہیں کابل میں فرمانروا رہی، اور ۲۲۶ ع سے ساسانی شاہانِ ایران کے قبضہ میں رہا، اور کچھ دنوں تیموریہ خاندان (الغ بیگ، بابر ۱۵ صدی ع) کا دار السلطنت رہا، اور بعد ازاں مغلیہ سلطنت دہلی کے صوبہ دار کا مقام رہا اور اب افغانوں کا دار السلطنت ہے

تیسرا[۳] غزنی ہی، یہ ایرانی عہد میں زابلستان کہلاتا تھا، اور رستم شاہنامہ کے ہیرو کا دار الحکومت رہا، اور اس عروج سے گر کر پھر چمکا اور غزنویہ خاندان (سبکتگین) کا ۹۷۵ ع میں دار السلطنت بڑے جاہ و جلال سے رہا، دو صدی تک یہ ایشیا کے عروج کا مرکز رہا، اور پھر غوری خاندان نے خاک میں ملایا اور اب افغانستان کا ایک ویرانہ شہر ہی۔

چوتھا ہرات، مصنف مرآت البلاد لکھتا ہی، ہرات شہریست کہ در مفاخرت بلدہ نظیر ندارد، و در بنا رآں اختلاف واقع، لاجرم بایں رباعی اکتفا شد، **رباعی**

لہراسپ نہادہ بہت ہری را بنیاد	گشتاسپ گردراں بناتے بنہاد
بہمن پس ازاں عمارتِ عالی کرد	اسکندر رومی ہمہ را داد بباد

صاحب نزہت القلوب آوردہ کہ ہرات در عصر سلاطینِ غور بمرتبۂ آباد بود کہ دوازدہ ہزار

دُکان و شش ہزار حمام و کاروان سرائے و طاحونہ و سہ صد پنجاہ و سہ مدرسہ و خانقاہ و آتش خانہ داشت و در و چہار صد و چہل ہزار خانہ مردم نشین بود و بعد ازاں بسبب قتل عام چنگیزی در شہر ہرات جز شانزدہ کس زندہ نماند، بعد اس تباہی کے ہرات آباد ہوا، مغلیہ کا دارالحکومت رہا، ہرات اگرچہ بہت قدیم شہر ہی، اور ایران قدیم و جدید و غوریہ اور مغلیہ کا مرکز حکومت رہا ہی مگر مثل پہلی تین دارالسلطنتوں کے مرکز تہذیب اُسی قدر اُسے کہہ سکتے ہیں کہ زُبان ہروی وہاں سے جاری ہوتی ،

پانچواں قندہار اس کے نواح قوم افاغنہ کی نشو و نما کی جگہ ہی ،

چھٹا ، غور ، افغانی نشو و نما کی ابتدائی اصلی جگہ ہی، گزیٹر افغانستان میں اس کی بابت صفحہ ۱۴۳ پر یہ تذکرہ درج ہی، غور ایک ویران شہر افغانستان کا ہی، اور ایسے درہ میں واقع ہی جہاں یوروپین کا کبھی گذر نہیں ہوا، یہ جگہ ۱۲۰ میل جنوب مشرق ہرات کے تیمانی ملک میں واقع ہی اور اسی کا بڑا حصہ وہ درے ہیں جو غورات کہلاتے ہیں ان کا نام غورہ تیوارہ اور غورہ مشکن ہی، غور افاغنہ خاندان کا مشہور مقام ہی، غوریوں اور غزنی والوں سے سخت عداوت رہی اور بالآخر غوریوں نے ۱۱۵۵ء میں غزنی خاندان کو تباہ کر دیا، اور اپنا ملک شمالی ہندوستان سے لے کر گنگا تک پھیلایا، غور کی آبادی کی بابت مختلف تذکرے درج کیے جاتے ہیں ،

۱ - غور کی آبادی کی بابت مصنّف وجینی لکھتا ہی کہ افغانی روایت یہ ہی کہ شو لامو دمشق سے اوّل غورہ مشکن میں آکر آباد ہوا ،

۲ - مصنّف طبقات ناصری صفحہ ۳۴ میں لکھتا ہی کہ فولاد غوری حاکم غور کا تھا، اُس نے عباسیہ خاندان کی حکومت قائم ہونے میں مدد دی تھی یہ ذکر ۷۴۹ء کا ہی،

۳ - مورّخ الفنسٹن لکھتا ہی کہ گیارھویں صدی میں بھی غور کی حکومت قدیم خیال کی جاتی تھی، دوسری جگہ اسی مصنّف نے یہ لکھا ہی کہ تمام تذکرے اس امر میں متفق ہیں کہ افغان غور کے

پہاڑوں میں بہت قدیم زمانے میں آکر آباد ہوئے ہیں اور یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ انھوں نے ابتدا میں کوہ سلیمان کے پہاڑوں پر قبضہ کر لیا تھا اور تمام جنوبی افغانستان کے پہاڑوں پر نویں صدی عیسوی میں قابض تھے اُس زمانے میں بڑا حصّہ قوم کا سامانیہ خاندان کے ماتحت تھا،

۴۔ مضمون نمبر ۳ کتاب ہذا سے ظاہر ہوگا کہ عہد خلافت حضرت علیؓ میں غوریوں کو لوائے حکومت مل چکا تھا اور بعد ازاں سنہ ۱۷۰ھ مطابق ۷۸۶ء تنازع جانشینی حکومت غور کا ہارون رشید کے سامنے طے ہوا تھا انھیں واقعات سے الفنسٹن نے حکومت غور کو بہت قدیم خیال کیا ہے، قدیم کا لفظ اُس وقت استعمال ہوتا ہے کہ جب مصنف مدت کے اندازہ کرنے سے عاجز ہو ورنہ مجمل مدت سیکڑوں اور ہزاروں برس کی بتلائی جاتی ہے اور جب اس سے تجاوز ہو تو قدیم کا لفظ استعمال کرتے ہیں میری رائے یہ ہے کہ سکندر کے بعد پانچ سو برس تک ایران میں طوائف الملوکی رہی اُسی زمانے میں غور کی حکومت قائم ہوئی ہوگی اور اس لحاظ سے پہلی صدی ع زمانہ آغاز حکومت غور کا تجویز کیا جاتا ہے،

ساتواں۔ غور کے قریب ایک قصبہ بُست یا پُشت واقع ہے اُس کا ذکر ضروری ہے، اللہ یار مصنف ہفت اقلیم لکھتا ہے کہ ملک غور میں بُست بہت قدیم اور باعظمت شہر تھا اور اسی شہر کا نام حال کے مورخ حیات افغانی، و خورشید جہاں پُشت بتلاتے ہیں، اور یہ لکھتے ہیں کہ ہرات کے قریب ہے، اور اسی جگہ سے قیس عبدالرشید افغان مدینے جاکر اسلام لایا ہے،

آٹھواں۔ غور کے علاوہ یوروپین مورخوں نے ایک افغانی ملک پکھتیا کا ذکر لکھا ہے مگر اُس کا موقع ظاہر نہیں کیا ممکن ہے کہ غور ملک کی نواح کو پکھتیا قرار دیا ہو جہاں شہر پُشت واقع تھا، یا یہ کہ غور سے قندہار تک پھیلا ہوا ہو پکھتیا ملک کی بابت جو مورخوں نے لکھا ہے اُس کے انتخابات یہاں درج کیے جاتے ہیں،

تاریخ باختر مصنفہ راؤلنسن مطبوعہ سنہ ۱۹۱۲ء صفحہ ۳۰ قریب ۵۱۲ ق ع کے ایک بڑی مہم دریائے سندھ کی گھاٹی کی تحقیقات میں باختر سے روانہ کی گئی اسکائیلکس نے دریائے سندھ کے

راستے کا دریافت کرنا ملک پختو سے شروع کیا اور دریائے سندھ تک پہونچا اور ایک سال تک بہت مصیبت اٹھاکر قریب نہر سُوئیز کے پہونچا، اس مہم سے یہ فائدہ ہوا کہ ایرانیوں سے اور اُن کے بچھوڑے ہوئے رشتے دار جو پنجاب میں تھے تعلق قائم ہوا،

پختو کی نسبت ایک نوٹ اسی صفحے میں دیا ہی جس کا مطلب یہ ہی کہ پختون سے مراد افغان و پشتو ہی،

ایک دوسری کتاب تاریخ ہندوستان مصنّفہ طالمی صفحہ ۸۲ میں مُلک پختو کی نسبت یہ تذکرہ ہی کہ دریائے سندھ قدیمی تاجروں کو معلوم تھا اسکائیلکس مُلک پکھتیا سے روانہ ہوا یہ مُلک پختیا پشتو ہی، اور اس خیال سے افغان اب تک اپنے آپ کو پشتون کہتے ہیں،

مصنّف ہرودوٹس بھی صفحہ ۱۰۸ میں پکھتیا نام سے اس ملک کا ذکر کرتا ہی،

مصنّف اسمتھ جس نے تاریخ ہندو زمانے کی لکھی ہی وہ صفحہ ۳۵ و صفحہ ۲۵۹ پر پکھتیا ملک کا ذکر کرتا ہی اور اُس کا موقعہ شمال قندہار ظاہر کرتا ہی، غرضکہ غور، پُشت، پکھتیا، یہی افغانوں کے ابتدائی نشو نما کی جگہ ہیں، اور سنہ ۷۲۰ ق ع اس مُلک میں اُن کی آبادی کا آغاز ہوا ہی،

مُلک افغانستان اور قوم افاغنہ کی مردم شماری

جس قوم نے بالآخر تمام ملک کو افغانستان بنایا اُس قوم کی ابتدائی تعداد بروقت تباہی اوّل بیت المقدس یعنی سنہ ۷۲۰ ق ع بموجب تذکرہ مصنّف تاریخ شام، و کنعان صفحہ ۲۴۴ کے ۲۷،۲۹۰ تھی۔ یہ ممکن ہی کہ ان جلاوطنوں کی تعداد میں بعدہٗ اضافہ ہوا ہو، کیونکہ بیت المقدس بار ہا تباہ ہوتا رہا، بیسویں صدی عیسوی میں اس قوم کی تعداد کی بابت مختلف روایتیں ہیں جو یہاں مندرج کی جاتی ہیں، افغانستان کی مردم شماری بھی ایک راز ہی جو اندازہ کرنیوالے کے دل سے زبان پر آتا ہی پھر آگے نہیں بڑھتا اور نہ رواج پاتا ہی، حالانکہ سامان اُس کے دریافت کرنے کے سب کچھ موجود ہیں مگر اُن کے فراہم کرنے کی سعی نہیں کی جاتی، افغانوں کی ہر قوم کے سردار ہوتے ہیں اُن کو اپنی قوم کی تعداد معلوم ہوتی ہی، اور افغانوں کی قوموں کی

تعداد پیشتر سے معلوم ہے مگر کسی نے اس پریشان مجموعہ کو یک جا نہیں کیا، میں بھی مجبور ہوں، مجھے بھی مختلف قسم کے تخمینوں کی جانچ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں اُسی سے مردم شماری افاغنہ کا اندازہ کیا جائے گا۔

سب سے پہلے گزیٹر افغانستان ہے، اُس میں کُل مُلک کی مردم شماری پانچ ملین یعنی ۵۰ لاکھ لکھی ہے، مگر اس کو تزک عبدالرحمانی کے مصنّف نے جو افغانستان کا فرمانروا ہے قبول نہیں کیا اور کم تصور کیا، علاوہ اس کے تفصیل اقوام کی جو گزیٹر میں لکھی ہے یعنی ۱۵ لاکھ غلزئی و دُرّانی ۱۹ل - ۶۵ھ - دیگر اقوام۔ اُس کی میزان ۳۴ل - ۶۵ھ - ہوتی ہے وہ کُل افغانستان کی مردم شماری سے نہیں ملتی۔

مردم شماری قوم افغان

نمبر	نام کتاب	نام ملک	تعداد مردم شماری	نام قوم	کیفیت
۱	گزیٹر افغانستان	افغانستان	۱۵ لاکھ	افغان	گزیٹیر صفحہ ۲۴۲۔ دُرّانی فرمانروا قوم ہے شمول غلزئی غالباً مردم شماری ۱۵ لاکھ کی ہے
۲	״	״	۹ لاکھ	تاجیک	
۳	״	״	۵ لاکھ	ہزارہ	
۴	״	״	ایک لاکھ ۸۰ ہزار	چہار ایماق	
۵	״	״	۳ لاکھ	اُزبک	
۶	״	״	۵۰ ہزار	قزل باش	
۷	״	״	۳۵ ہزار	دیگر اقوام	
	میزان	״	۳۴ لاکھ ۶۵ ہزار		

۲۔ گزیٹر سے قبل ڈاکٹر بیلو نے اپنی کتاب سیاحت افغانستان میں تیس لاکھ افغانوں کی تعداد لکھی ہے وہ بھی کسی سے مطابق نہیں ہوتی ہے،

۳۔ تیسری کتاب طرز معاشرت افغانستان مطبوعہ سنہ ۱۹۰۵ء میں مردم شماری نوّے لاکھ افغانستان کی قائم کی ہے، یہ بھی مجمل ہے کیونکہ مصنف نے اپنی اطلاع کا ذریعہ ظاہر نہیں کیا، اس کا بیان نسبت مردم شماری اسی قدر قابل لحاظ ہے کہ وہ کابل میں ملازم رہا ہے،

۴۔ چوتھی مسٹر ٹٹ نے اپنی تاریخ افغانستان میں پچاس شخص فی میل مربع کے حساب سے افغانستان کی مردم شماری ۱ کروڑ ۲۰ لاکھ قائم کی اور یہ لکھا ہے کہ سیستان میں پچاس کس فی میل مربع کے حساب سے مردم شماری کا تجربہ ہوا ہے اور وہ صحیح ہے، اور اسی وجہ سے سیستان کے طریقے سے مردم شماری افغانستان کی تجویز کی ہے،

میرے نزدیک مسٹر ٹٹ کا قاعدہ مردم شماری کا قریب قریب صحیح کے ہے، اگرچہ افغانستان کی اکثر حصوں میں بہ نسبت سیستان کے آبادی گنجان ہے تاہم مقابلے کے لیے سیستان اور افغانستان دونوں غیر آباد ملک ہیں اور طرزِ معاشرت دونوں ملکوں کی ایک سی ہے اس لیے اندازے کی معیار ٹھیک ہے، میں اس تعداد کو تسلیم کرتا ہوں اور افغانستان کی مردم شماری ۱ کروڑ ۲۰ لاکھ قائم کرتا ہوں

مجموعی مردم شماری متذکرہ صدر سے بیس لاکھ دیگر اقوام افغانستان کی تعداد منہا کی جائے تو ایک کروڑ باقی رہتی ہے، یہ تعداد قوم افاغنہ کی اندرون افغانستان ہونی چاہیے، گزیٹر میں ۱۹ لاکھ ۵۴ ہزار تعداد دیگر اقوام کی لکھی ہے اس لیے بیس لاکھ تعداد دیگر اقوام کی منہائی مناسب ہے،

بیرونِ افغانستان تین قسم کے افغان باقی رہے،

اوّل، خودسر اقوام افاغنہ مثل افریدی، خیبری، وزیری، توری، جاجی، بنگش وغیرہ جو قریب چھ سو کوس کے پھیلی ہوئی ہے۔

دوئم، سرحدی اقوام افاغنہ جو عملداری سلطنت انگریزی میں داخل ہیں،

سوئم، اندرون ہندوستان جو اقوام افاغنہ آباد ہیں،

قسم دویم، قسم سویم، کے نقشے مردم شماری ہند سنہ ۱۹۰۱ء سے لے کر یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

مردم شماری افغانان سرحدی قسم دوم

نام قوم	نام صوبہ	تعداد			صفحۂ کتاب مردم شماری ہند
افغانان سرحدی	ایجنسی بلوچستان ممالک سرحدی	غلزئی ۱۸۹۶۱	کاکر ۱۰۷۸۴۵	لونی ۲۸۲۵	۵۶۰
		پنی ۲۰۶۸۲	شرانی ۱۷۱۰۱	ترین ۴۰۸۴۱	
		دیگر ۴۶۱۹۲۶	۰	۰	
	میزان	۶۷۰۱۶۱			

مردم شماری افغانان عملداری سرکار انگریزی کل قسم سویم

نمبر	نام قوم	صوبہ	تعداد	صفحۂ کتاب
۱	پٹھان	اجمیر، میواڑ، راجپوتانہ، پنجاب، کشمیر	۴۲۵۹۶۶	۵۶۱
۲	″	بمبئی، بروده	۱۸۲۷۸۹	۵۶۲
۳	″	مدراس، میسور، ملک متوسط، برار	۹۷۴۳۴۳	۵۶۵
۴	″	ممالک متحدہ، بہار	۳۴۳۹۱۹	۵۶۷
۵	″	بنگال، اوڑیسہ	۳۴۶۵۴۳	۵۶۸
۶	″	آسام، سکم، کوچ بہار، شیراز	۱۱۴۵۴	۵۶۹
		میزان تمام ہندوستان	۳۴۰۴۷۰۱	۵۸۱

اب صرف اوّل قسم کی مردم شماری باقی رہی، یہ قومیں اگرچہ خودسر ہیں مگر بعض زیراثر سلطنت انگریزی اور بعض زیر اثر افغانستان کے ہیں، ان کی ٹھیک تعداد معین کرنا بہت مشکل ہی، مگر یہ قومیں قریب قریب چھ سات سو کوس تک پہاڑوں میں پھیلی ہوئی ہیں، اور قسم دویم کی تعداد سے سہ چند چہار چند معلوم ہوتی ہیں، غلزی، درّانی، دو بڑی قوموں کا اندازہ ۱۵ لاکھ کیا جاتا ہی، سرحدی اقوام کی تعداد اس سے کم کسی طرح نہونی چاہیے، لہذا قسم اوّل کی تعداد ۱۵ لاکھ قائم کی جاتی ہی،

اب کل اقوام افاغنہ اندرون و بیرون افغانستان کی تعداد یہاں درج کی جاتی ہی

۱۔	اندرون افغانستان،	ایک کڑور
۲۔	خودسر افغان قسم اوّل،	۱۵ لاکھ
۳۔	افغان قسم دویم بلوچستان،	۲ لاکھ ۷۰ ہزار
۴۔	افغان قسم سویم اندرون ہندوستان،	۳۴ لاکھ چار ہزار
	میزان	ایک کڑور پچپن لاکھ چہتر ہزار

خلاصہ یہ ہی کہ ان بیت المقدس کے جلاوطن اسرائیلیوں کی تعداد ۶۲۲ ق ع جب یہ ایک گوشۂ مغربی جنوبی افغانستان کے پہاڑوں میں آکر رہے تو قریب ۲۷ ہزار کے تھی اور بیسویں صدی ع میں اُن کی تعداد قریب ڈیڑھ کروڑ کے ہوئی۔

دویم تذکرہ متعدد نام ہائے قوم افاغنہ و شرح آنہا

دُنیا میں کسی ایک قوم کے ایسے متعدد نام جو ساری قوم پر حاوی ہوں سوائے افاغنہ کے اور کہیں نہ ملیں گے اور اُس کی اصلی وجہ یہ ہی کہ غیر مُلکوں میں جب یہ قوم پھیلی تو اُس مُلک والوں نے نئے نئے نام رکھے اور اصلی نام بنی اسرائیل فراموش کر دیا ان ناموں کی تفصیل یہ ہی،

اوّل ۔ پشتون یا پختون اس نام سے یہ قوم اپنے آپکو منسوب کرتی ہی،

دویم، بنی اسرائیل یہ اصلی نام اس قوم کا ہی،
سویم، سلیمانی اس نام سے عرب ان کو مخاطب کرتے ہیں،
چہارم، افغان نام اہل ایران نے دیا ہی، اور اہل تاتار کبھی افغان اور کبھی اوغان بولتے ہیں،
پنجم، اہل ہند میں ان کے نام مقامی ہیں ممالک متحدہ میں روہیلہ کہتے ہیں اور پنجاب اور بنگال اور دکھن میں پٹھان بولتے ہیں،
ششم، بعض مورخ قبطی اور ارمنی کہتے ہیں،
ہفتم، غوری اور قیسی، یہ دو بڑے گروہ افاغنہ کے نام ہیں،
نمبر اول، پشتون یا پختون کی بابت یہ معلوم ہوتا ہی کہ قندہار کے پٹھان بجائے خ کے ش بولتے ہیں اور اپنے آپ کو پشتون کہتے ہیں، اور یوسف زئی ش کی جگہ خ استعمال کرتے ہیں اور پختون کہتے ہیں، اصل لفظ پشتون ہی، عبرانی انگریزی برسیلا ڈکشنری میں اس کے معنی یہ لکھے ہیں،

Pashat means to spread out to spread along relating to patash of spreading an army over something to invade, to plunder. Pashat nominative poshtin plural.

ترجمہ

پشت کے معنی پھیلنے کے ہیں اور اس کا تعلق پتاش سے ہی جس کے معنی فوج کے ہیں جو کسی سمت کو بغرض حملہ یا غارت کے پھیلے پوشت فاعل ہی اور پوشتن اس کی جمع ہی۔
ڈاکٹر بیلو اپنی کتاب سیاحت مشن افغانستان مطبوعہ ۱۸۵۷ء صفحہ ۵۶ میں یہ لکھتا ہی کہ اصلی نام افغانوں کا پشتون یا پختون ہی یہ لفظ عبرانی ہی، اور بعضے کہتے ہیں کہ سریانی

زبان کا لفظ ہی جس کے معنی آزادشدہ کے ہیں ،

اخبار ریفیٹ مین کلکتہ مطبوعہ ۲- جولائی ۱۹۱۳ء میں ایک مضمون شامی زبان کی توزیت ملنے کی بابت چھپا تھا اُس میں یہ لکھا تھا کہ یہ توزیت دوحصّوں میں ہی، ایک حصّہ پشتو ہی جس کے معنی صحیح یا لغوی کے ہیں ،

ان تینوں حوالوں سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ پشتو لفظ اصل میں عبرانی ہی جس کے معنی پھیلنے کے ہیں اور اہل شام اس لفظ کو صحیح کی جگہ استعمال کرتے ہیں اور بعضے لغوی معنی کی جگہ لاتے ہیں اور بعضے آزادشدہ کی جگہ بولتے ہیں ،

افغانستان میں قومی نام افغانوں کا پشتون ہی اور یہ قوم اپنی زبان کو پشتو کہتی ہی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ پشتون نام اس قوم کا کس وجہ سے ہوا قیاس یہ چاہتا ہی کہ جب بنی اسرائیل ملک شام سے نکالے گئے اور خراسان کی طرف نکلے اور مجمع کثیر تھا تو جن ملکوں میں مصیبت زدہ گذرتے تو لوگ ان سے پوچھتے کہ تم کون ہو تو اپنی زبان عبرانی میں کہتے کہ ہم پشت ہیں، یعنی ابھی قید سے آزاد ہوئے ہیں ، اسی لفظ پشت کا رد و بدل ہو کر پشتون نام پڑگیا اور یہ نام چھٹی صدی ق ع سے جاری ہونا قیاس ہوتا ہی، مورخ حیات افغانی اپنی تاریخ میں یہ لکھتا ہی کہ پشت ایک موضع غور میں ہی وہاں کی سکونت کی وجہ سے اس قوم کا نام پشتون ہوا ، میرے نزدیک یہ رائے غلط معلوم ہوتی ہی کیونکہ پشت عبرانی زبان کا نام ہی بنی اسرائیل سے پہلے افغانستان میں عبرانی زبان کا موضع آباد ہونا قیاس میں نہیں آتا بلکہ یہ ممکن معلوم ہوتا ہی کہ اسی پشتون قوم عبرانی نے اپنے نام پر پشت (یعنی چھاونی) بنائی ہو ،

دوسرے بنی اسرائیل یہ نام اصلی اس قوم کا ہی مگر اس نام سے عام شہرت اس قوم کی نہیں ہی صرف افغان اس کا ادعا کرتے ہیں کہ ہم بنی اسرائیل ہیں ، اصلی سبب اس نام کے رواج نہ پانے کا یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت موسیٰ کے زمانے سے حضرت عیسےٰ کے وقت تک (۱۳۳۵ سال) یہ قوم آوارہ گرد رہی اور شاہان مصر اور شاہان بابل اور نینوی برابر اس قوم کو تباہ

اور برباد اور جلا وطن کرتے رہے بنی اسرائیل کا نام آیا اور تکلیفیں دینا شروع کیں یہ نام اس قوم کے لیے عذابِ جان تھا، اور یہ قیاس ہوتا ہی کہ جس طرح سادات نے اپنی جان بچانے کے واسطے نام بدلے اسی طرح اس قوم نے بھی تکلیف سے بچنے کے لیے بنی اسرائیل سے پشتون نام رکھا، حضرت عیسے کو بنی اسرائیل کے دو اسباط نے جو یہودی مشہور ہیں اور جو بیت المقدس میں رہگئے تھے صلیب پر چڑھایا اس سبب سے عیسائیوں میں اور سب اہل کتاب میں یہودی مردود ہوئے اور اس دو اسباط نے بھی اپنا نام بنی اسرائیل جاری نہیں رکھا بلکہ یہودی نام اپنے ملک یہودیہ پر رکھا،

افغان دس اسباط گم شدہ میں سے ہیں چونکہ انھوں نے بالکل اپنا نام بدل دیا تھا اور اپنے آپکو پشتون کہنے لگے تھے اس سبب سے دوسری قوموں کو ان کی شناخت میں وقت ہوتی جب آنحضرتؐ کا زمانہ آیا تو یہ قوم مسلمان ہوئی تو اُس وقت نسب کا فخر قابلِ امتیاز نہ رہا اور اتقا کو ترجیح دی گئی اس لیے اسرائیلی نام بالکل پسِ پردہ پڑا رہا،

تیسرے نام سلیمانی کی بابت میری یہ رائے ہی کہ یہ نام بوجہ سکونت کوہِ سلیمان کے عربوں نے جاری کیا ہی اور اسلام کے وقت سے اس نام کا وجود ہی، افغانستان میں پہلی صدی ہجری میں عرب کی حکومت قائم ہوگئی تھی اور قوم افاغنہ زیادہ تر کوہِ سلیمان پر آباد تھی اس وجہ سے عرب ان کو سلیمانی کہنے لگے۔

چوتھے افغان یہ نام زیادہ قدیم معلوم ہوتا ہی کیونکہ مصنّف تاریخ ابو الفدا صفحہ ۶۲ میں افغان نام سے اس قوم کا ذکر کرتا ہی اور یہ واقعہ ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۹ء کا ہی، اور بعد ازاں مورّخ یمینی جس نے محمود کی تاریخ لکھی ہی وہ چوتھی صدی ہجری میں افغان نام سے اس قوم کا بیان کرتا ہی، تاریخ بیہقی اور روضۃ الصّفا (ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کی ہیں) سفرنامۂ ابن بطوطہ (صفحہ ۸۵ حصہ ۲) میں بھی افغان لکھا ہی، تیمور نامے میں کہیں اوغان اور کہیں افغان لکھا ہی،

افغان لفظ فارسی میں بامعنی نہیں ہوتا اور نہ اوغان ترکی میں بامعنی معلوم ہوتا ہی اس لیے خیال ہوتا ہی

کہ دونوں لفظ اسم کے لیے موضوع ہوئے ہیں،

ترجمہ مخزن افغانی میں اوغان کے لفظ کا تذکرہ پروفیسر ڈورن نے کیا ہو اور اپنی کوئی صاف رائے نہیں لکھی، مگر ریاض المحبت کے حوالے سے لکھا ہو کہ اس کی اصل افغان ہی

میری یہ رائے ہو کہ افغان، اور اوغان دونوں اصلی نام قومی نہیں ہیں، ان دونوں کی اصل اوگان ہی جو پہلوی لفظ معلوم ہوتا ہو، وہ اُن کا ماخذ ہو مشکل یہ ہو کہ اوگان کا لفظ افغان کی جگہ کسی اسلامی مورخ نے استعمال نہیں کیا، سب سے پہلے ابوالفدا نے (جیسا کہ اوپر لکھا ہی ۵۵۰ھ میں افغان لکھا ہو، یہ عربی تاریخ ہو اس میں اوگان جس میں حرف گاف ہے لکھ ہی نہیں سکتے تھے، اور ۵۵۰ھ سے قبل کی تاریخ فارسی کوئی ملتی نہیں جس میں اوگان کی تلاش ہو بظاہر یہ قیاس ہوتا ہو کہ افغان عربی میں معرب کیا گیا ہی، اور اسی طرح اوغان ترکی میں کیا گیا ہے (ابوالفدا میں افغان، تیمور نامے میں اوغان لکھا ہی) یہ نہیں کہہ سکتے کہ مورخوں نے یہ نام قوم کے لیے بوقت لکھنے تاریخوں کے اختراع کیے، بلکہ اُن کا وجود پہلے سے تھا اور مورخوں نے اپنی اپنی زبان کے موافق تبدیل حروف کیے ہیں، ترکی میں اوگان سے افغان بنانے میں گ، اور غ کا بدل ہی، عربی میں حرف واؤ سے ف کا بدل ہوا ہی، اور گ سے غ کا بدل ہوا ہی، سوائے اوگان کے دوسرا ماخذ خیال میں نہیں آتا، اوگان فریدوں کے زمانے میں مشہور پہلوان تھا۔ جب کسی کی تعریف کرتے تھے تو اوگان سے تشبیہ دیتے تھے، فردوسی اپنے شاہنامے میں نامور پہلوانوں کو اوگان سے تشبیہ دیتا ہی، فردوسی کا شعر ہی ؎

سپہدار چوں قارنِ کاوگان ... سپہ کش چو شیرویہ چوں آوگان

فرہنگ شاہنامے میں اوگان فریدوں کے پہلوان کا نام لکھا ہی، یہ لفظ فردوسی کے زمانے تک زبان زد عام تھا اور زبردست اور قوی جوان کی تعریف میں اس لفظ سے تشبیہ دیتے تھے، فردوسی نے بھی شیرویہ کی تعریف کی ہی کہ وہ مثل اوگان کے تھا، اوگان نام اس قوم سے منسوب ہونے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہی کہ یہ قوم عظیم الجثہ اور قوی اور شجاع تھی، مؤلف

طبقات ناصری اس قوم کی فوج کی بابتہ اپنی تاریخ میں یہ لکھتا ہی

تاریخ ناصری صفحہ ۱۵۳، خصوصًا جماعت افغاناں کہ ہر یکے از ایشاں گوئی زندہ پیلیست دو غوز نما بر کتف نہادہ یا برسے ہست از ہا را برائے ہیبت بر فراز او بیرق کشادہ مبلغ ایشاں کہ در رکاب الغ خانی مرتب بود بقدر سہ ہزار سوار و پیادہ مردانہ دلیر و جانباز کہ ہر یک از ایشاں صد ہندو را در کوہ و جنگل بچنگال گرفتے و دیو را در شب تاریک تنگ عاجز آوردے،

دوسری جگہ بھی مورخ حرقیل، حرمیل، دو غوریوں کی لڑائی کو ہاتھیوں سے بیان کرتا ہی ایک کو ہاتھی نے مار ڈالا اور دوسرے نے ہاتھی کو مارا، (طبقات ناصری صفحہ ۵۵)

ایسے قوی اور شجاع قوم کو فریدوں کے پہلوان اوگان کے نام پہ قوم کا نام رکھنا مناسب معلوم ہوتا ہی،

مورخ فرشتہ نے جو وجہ تسمیہ افغانوں کی لکھی ہی کہ یہ قوم شور و فغاں زیادہ کرتی تھی اس لیے افغان نام اس قوم کا رکھدیا گیا یہ تاویل نہایت مہمل ہی، اور تعصب سے یہ مکروہ تاویل کی ہی۔

پنجم پٹھان اور روہیلہ کی وجہ تسمیہ، پٹھان نام پہلی دوسری صدی کے درمیان میں جاری ہونا پایا جاتا ہی اُس وقت پنجاب میں افغانوں کا قیام شروع ہوگیا تھا،

پٹھان کی بابتہ مورخ فرشتہ یہ لکھتا ہی کہ افغان شہر پٹنے میں آکر آباد ہوئے اس لیے پٹھان مشہور ہوئے یہ تاویل بالکل بے سروپا ہی افغان سب سے پہلے پنجاب اور سندھ میں آئے وہاں بھی ان کو پٹھان کہتے ہیں پٹھانوں کی وجہ تسمیہ پر سب مورخوں نے قیاسی تاویلات کی ہیں کسی نے محققانہ طور پر بحث نہیں کی پٹھان نام پختون سے بنایا گیا یا بطنی نام جو افغانوں کی ایک شاخ ہی اُس سے یہ نام بنایا گیا ہی، روہیلہ ملک روہ کے افغان باشندوں کو کہنے لگے ہیں روہ ملک افغانستان میں ہی اور خود افغان اپنے آپ کو روہیلہ نہیں کہتے اس کی وجہ یہ ہی کہ روہیلہ نام اہل ہند کی طرف سے سترہ صدی سے آغاز ہوا ہی،

ششم قبطی اور ارمنی کی وجہ تسمیہ،

قبطی نام تاریخ فرشتہ سے پہلے کہیں پایا نہیں جاتا اور تاریخ فرشتہ کی تاویل جیسے افغان اور پٹھان کی ہی ویسے ہی ایک غلط اور مکروہ نام قبطی (یعنی فرعون کی رعایا) افغانوں سے منسوب کر دیا (قبطی کی تردید نمبر ۱۴ میں دیکھو)،

آرمنی یہ نام شناخت قومی کے لیے نہیں ہی، یہ مورخوں کی ایجاد ہی جو انھیں کی تاریخوں تک محدود ہی ایک لفظ افغان وچ ارمنی زبان میں پایا تو لکھ مارا کہ افغانوں کا نکاس ارمن کے ملک سے ہی اور تاویل یہ کر دی کہ اہلِ ایران سرکش قوموں کو سمندر کے کنارے جلاوطن کیا کرتے تھے یہ افغان وچ جلاوطن قوم ہی ایک تاریخی واقعہ مورخین نے نظرانداز کیا ورنہ لفظ افغان وچ کے ساتھ اگر اس واقعہ کو بھی دیکھتے تو اُن کا اطمینان ہو جاتا، وجہ اس کی یہ ہی کہ نینوی کے پادشاہ نے جب ملک ارمن کا حصہ فتح کیا اور اُسی وقت میں شام کے صوبہ دمشق اور حمص فتح کیے جہاں بنی اسرائیل آباد تھے تو اُس پادشاہ نے بنی اسرائیل کو ارمن میں آباد کیا اور ارمنی شام میں لا کر آباد کیے چونکہ ارمن کے بنی اسرائیل آباد شدہ اور افغان بنی اسرائیل ایک ہی قوم ہیں اس سبب سے ایک دوسرے کے ناموں میں مشابہت ہی،

تاریخ شام وکنعان مصنفہ ہیبن صفحہ ۲۴۳ میں اس واقعہ کی بابت یہ تذکرہ لکھا ہی،

۷۳۹ ق ع تغلت پلاسیر نے آرمینیہ پر چڑھائی کی اور ایک حصہ آرمینیہ کا داخل سلطنت اسیریا کے کیا، دوسری برس پادشاہ مذکور نے ایک مہم پاٹن کو بھیجی جو شمال میں شام کے ہی یہاں عزریاہ نے بغاوت شروع کی تھی اور اس بغاوت میں نو ضلع حمص کے شامل تھے (حمص اور دمشق میں بنی اسرائیل آباد تھے) جن ریاستوں نے بغاوت اختیار کی تھی تغلت پلاسیر نے اُن کی خودسری کی سزا دی اور ملک کو داخل سلطنت کیا اور کثیر التعداد باشندے ارمن کو بھیجے اور اُن کی جگہ تیس ہزار ارمنی شام میں آباد کیے،

یہ حمص کے جلاوطن اسرائیلی ہیں جو غالباً اپنے آپ کو افغان وچ کہتے ہیں یہ بیشک بنی اسرائیل ہیں اور افغانوں کی برادری ہیں،

مخزن افغانی کا شارح پروفیسر ڈورن یہ لکھتا ہی کہ ارمنی افغانوں کے برادر ہونے سے خوش ہوتے ہیں، یہ حمص کے جلاوطن بنی اسرائیل ہیں اور وہ ہی افغانوں کے برادر ہیں اور ارمنی اور افغانستانی دونوں قوموں کی ایک ہی صورت اور شباہت کے سبب سے افغان نام ہوگیا ہی

ہفتم غوری اور قیسی نام موّرخوں نے بغرض امتیاز دو شاخ افاغنہ کے رکھے ہیں یہ نام عوام میں رائج نہیں ہیں غوری سے مُراد باشندگان مُلک غور ہی اور قیسی سے مراد اولاد قیس عبدالرشید جب غُوری خاندان میں سلطنت آئی تو موّرخوں نے اُن کا نسب ضحاک سے جا ملایا حقیقت میں غُوری ایک شاخ افغانوں کی ہی۔ لودی اور سوری دو نامور خاندان غُوریوں کے ہندوستان میں فرمانروا ہوتے ہیں یہ اپنے آپ کو افغان کہتے رہے ہیں، اور موّرخوں نے بھی ان کو افغان لکھا ہی صرف وہ فرقہ جو فرمانروائے غُور تھا اُس کو نسل ضحاک سے موّرخوں نے لکھا ہی یہ موّرخوں کی گڑھت ہی جیسا کہ ابوالفضل اور فرشتہ نے اپنے اپنے پادشاہوں کے لیے بناوٹ کی تھی، اور یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ غُوریوں کے عہد میں عام طور پر قوم افاغنہ کا عروج ہوا اور افغانستان میں پھیلنا شروع ہوا اور اب غُوری قوم قیسی میں مل جُل کر ایسی ایک ہوگئی ہی کہ غُوری نام بالکل متروک ہوگیا صرف ایک چھوٹا فرقہ غُوری کا باقی رہا ہی جو اپنے آپ کو متی کہتا ہی مگر غُوری نام اُس نے بھی متروک کر دیا ہی، جس موّرخ نے غُوریوں کو ضحاک کی نسل سے ظاہر کیا ہی وہ غُوریوں کی عادت کی بابت یہ لکھتا ہی،

ملک قطب الدین جد سلاطین غُور بود امیر عادل نیکو عہد خوبرو آثار خیر و عدل و مرحمت و احسان و شفقت بر اہل بلادِ غُور ظاہر بود و جماعتے کہ تمرد نمودندے بہ قمع و قہر ایشاں مشغول گشتے و تباہی مفسداں از لوازم شمردے و در بلادِ غُور چوں اصل ایشاں از قبائلِ عرب بود و پرورش و نشو نما در کوہ پایہا یافتہ بود استبداد و غلظت و تمرد و گردن کشی در طبیعت و مزاج تمامت قبائلِ غُوریاں مرکب بود و مدام ہر قبیلہ را بدیگر قبیلہ خصومت اُفتادہ و قتال بودے و ہر سال طرفے از ممالک غُور خلاف ظاہر کردندے و از واجبات اموال امتناع نمودندے

تا بدیں عہد ہمیں حالت بود ، (طبقات ناصری صفحہ ۱۵۴)

جو عادات قوم غور کے مصنف نے لکھی ہیں یہ بالکل افغانوں کی عادات ہیں مگر مصنف نے ان عادات کو عربوں کی نسل ہونے سے منسوب کیا ہی اور غوریوں کو عربی نسل قرار دیا ہی حقیقت میں نہ غوری عربی نسل تھے اور نہ ضحاک عرب تھا ، یورپین مورخ بلا کسی استثنا کے غوریوں کو افغان قرار دیتے ہیں ، چند منتخب موّرخوں کے اقوال یہاں درج کیے جاتے ہیں ،

مصنف تاریخ الفنسٹن غوریوں کی نسبت یہ لکھتا ہی ،

لیکن وہ لوگ جو غور کے پہاڑوں پر رہے وہ خود مختار رہے اور اُن کی قوم کا بادشاہ اُن پر حکومت کرتا رہا اور شاہی خاندان اپنا نسب ضحاک سے ملاتا رہا اس خاندان کا شجرہ اگرچہ میرخوند اور فرشتہ نے ذکر کیا ہی مگر یہ شجرہ مشتبہ معلوم ہوتا ہی اور یہ امر قطعی ہی کہ غور کا شاہی خاندان افغانوں کی ایک شاخ سوری سے تھا اور اُن کا خاندان گیارہ صدی عیسوی میں بھی نہایت قدیم خیال کیا جاتا تھا اُن کے خاص شہر غور ، فیروزکوہ ، اور شاید بامیان تھے ،

مصنف تاریخ ملیسن صفحہ ۹۸ میں غور کے خاندان کی بابت یہ لکھتا ہی ،

خاندان غور کے نسب کی بابت پروفیسر ڈورن الفنسٹن ڈی گیگنگ اور دیگر عالی رتبہ مصنفوں نے بحث کی ہی اور کثرت رائے اس طرف ہی کہ غوری اصل افغان ہیں ،

گزیٹر افغانستان اور نیپال مطبوعہ سنہ ۱۹۰۸ء میں بھی غوریوں کے نسب کی بابت سابق الذکر مصنفوں کی تقلید کی ہی اُس کا تذکرہ بجنسہ نقل کیا جاتا ہی ،

(صفحہ ۶۳) غور ایک مشہور جگہ ہی جہاں افغانوں کا ایک خاندان رہتا تھا اُن سے ہمیشہ سلاطین غزنویہ سے جھگڑا رہتا تھا اس خاندان کے نسب کی بابت بہت بحث ہو چکی ہی ، اب صحیح رائے یہ قائم ہوئی ہی کہ یہ خاندان اور نیز اُن کی رعایا یہ سب افغان ہیں ،" اور مصنف حیات افغانی کی بھی یہی رائے ہی ، حیات افغانی میں تاریخ غور سے مرقوم ہی کہ قیس عبدالرشید ، ہمراہ شنسب مسلمان ہوا تھا اور ان دونوں کا باہم برادر یا ابن عم ہونا اس وجہ سے ثابت ہی

کران دونوں کی نسل سے اکثر اقوام افاغنہ کا نشان باقی ہی اور شنبی اور قلیسی کا رُتبہ برابر ہی، نتیجہ یہ ہی کہ بیت المقدس کی تباہی کے بعد بنی اسرائیل جلاوطن ہوئے تو اپنے اصلی نام بنی اسرائیل کو بھلا دیا، اور اسباط گم شدہ کے نام بھی یاد نہ رکھے، اوّل پشتون نام سے شہرت ہوئی، پھر اوگان کہنے لگے اور اسی نام اوگان سے غیر ملک والوں نے اوغان اور افغان بنالیا، تیرہ سو برس ہوئے کہ یہ قوم مسلمان ہوئی اُسی وقت سے اپنے بزرگوں کے نام سے فرقے قائم کیے، قلیسی، غُوری، یا شنبی مشہور ہوئے، بعدازاں بڑے بڑے فرقے فلزئی، درانی، یوسف زئی وغیرہ قائم ہوئے، اور ان فرقوں کی شاخوں کے نام پر علیحدہ علیحدہ شہرت پائی، انسائکلوپیڈیا آف اسلام میں افغان، پٹھان، پشتون کے ناموں پر بحث لکھی ہی مگر مضمون لکھنے والے نے قطعی اور مستقل رائے ظاہر نہیں کی البتہ پشتون کی بابت بہت سے مخرج فارسی اور سنسکرت کے بیان کیے اُن پر توجہ کرنا اس سبب سے پسند نہیں کرتا کہ میری تحقیقات سے پشتون کا ماخذ پاشت لفظ عبرانی ثابت ہی،

سویم ذکر قدیم مذہب قوم افاغنہ وحالات اسلام آوردن آنہا

اس امر کا علانیہ ثبوت ملنا نہایت مشکل ہی کہ اسلام لانے سے پہلے افغان کس مذہب پر تھے کیونکہ اُس زمانے کی کوئی تاریخ افغانوں کی موجود نہیں، افغان خود یہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب موسائی تھا اور اُس مذہب کے اتباع کا کچھ کچھ پتہ بھی لگتا ہی اور افغانوں کے مراسم مذہبی اس کو ظاہر کرتے ہیں،

افغانستان میں بُودھ مذہب اور آتش پرست کی نشانیاں کابل اور بلخ کی طرف موجود ہیں مگر جنوب ومغرب افغانستان کے جو مرکز افغان قوم کا ہی وہاں کوئی نشانی پُرانی بُودھ یا آتش پرست مذہب کی نہیں پائی جاتی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ افغانوں پر

ان ہر دو مذہب کا اثر کچھ نہیں ہوا،

یہاں چند واقعات تاریخی درج کیے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہوگا کہ غیر مذہب کا اثر افغانوں میں نہیں ہوا اور قدیم مذہب موسائی کا احترام کرتے رہے،

حیات زردشت مصنفہ جیکسن صفحہ ۴۴ و ۵۴ - میں یہ عبارت ہی،

زردشت نے اشاعت مذہب کی راہ اختیار کی اور ایک سردار پرشت نام کے پاس گیا یہ سردار سیستان کے سرے پر رہتا تھا، یہ ملک افغانستان اور بلوچستان کی سرحد پر ہی چونکہ سیستان کا آخیر لکھا ہی اس سے مراد ملک غزنی ہو سکتی ہی پرشت[1] نے زردشت سے مقدس آب حیات مانگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ زردشت علاوہ مذہبی ہدایات کے علاج معالجہ بھی کرتا تھا، زردشت نے سب سے پہلے یہ کہا کہ تم حق کی تعریف کرو، اور شیطان پر لعنت بھیجو، اور علی الاعلان میرا مذہب اختیار کرو، پرشت نے کہا کہ میں پہلی دو ہدایتوں پر عمل کرونگا مگر تیسری ہدایت کی تکمیل نہ کرونگا، یعنی مذہب اختیار نہ کرونگا، یہ بھی مصنف لکھتا ہی کہ زردشت کی وفات ۵۸۳ ق ع کے ہوئی ہی،

اگرچہ قطعی طور پر یقین نہیں ہوتا کہ یہ سردار عبرانی النسل تھا مگر نام سے اور جگہ سے یہ قیاس ہوتا ہی کہ زردشت افغانی ملک میں گذرا اور یہ حصہ ملک کا نواح ہرات سمجھنا چاہیے نہ یہ کہ غزنی اور یہی راہ بلخ جانے کی ہی، زردشت اس کے بعد یہاں سے بلخ گیا ہی،

ایک دوسرے تذکرے سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ افغانوں کے ہمسائے میں مذہب آتش پرستی کا رواج ہوگیا تھا، کتاب سائنس آف ریلجن مصنفہ فرلانگ مطبوعہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳۰۹ میں یہ ذکر ہی،

یہود اس کے مدعی ہیں کہ ہم باختر اور ہریرود (ہرات) میں ۷۲۱ ق ع کے آکر آباد ہوئے ہیں پاشاہ اسیریا نے ڈھائی قومیں بنی اسرائیل کی قبل تباہی و بربادی بیت المقدس کے وہاں نکالدی تھیں، مابین یہود اور گبر کے جو لڑائیاں ہوئی تھیں

[1] تاریخ شام مصنفہ ہیٹن صفحہ ۱۰۵ میں لکھا ہی کہ پرشت نام کنعانی ہی

اُن کے واقعات ضبط تحریر میں آگئے ہیں ،

یہ یہود وہ ہی افغان مُلک غور اور فیروزکوہ کے معلوم ہوتے ہیں اور ان ہی سے اور آتش پرستوں سے آگ بجھانے پر لڑائی جھگڑے ہوا کرتے تھے ،

افغانوں کے قبضہ سے عبرانی زبان کی توریت اور موسائی مذہب کی ادعیہ ملنا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ اُن کے قدیم مذہب کی نشانیاں ہیں ،

مصنف تاریخ نیرنگ افغان صفحہ ۱۲ لغایتہ ۲۱ ، افغانوں کے مذہب کی بابت یہ ذکر لکھتا ہے افغان جو اپنے یہودی (بنی اسرائیل) ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں وہ ایک واقعہ کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ جب نادر شاہ بارادۂ تسخیر ہندوستان پشاور میں داخل ہوا تو اُس وقت یوسف زئی سرداروں نے اُس کے روبرو کتاب مقدس کا ایک نسخہ جو عبرانی زبان میں تھا تحفۃً پیش کیا علاوہ اس کے اور بہت سے مکتوبات ادعیہ وغیرہ جن کو افغانو نے باعزت واحترام اُسوقت تک باقی رکھا تھا نذر کیے ، پادری جوہم کاب تھے اُنھوں نے اس امر کو تسلیم کیا کہ یہ مکتوبات دینِ عیسوی کے مطابق ہیں ، اگر اس واقعہ کو سچ مان لیا جائے تو اس کا اطلاق صرف یوسف زئی فرقے پر ہو سکتا ہے ،

اسی مضمون کا تذکرہ رسالہ ریویو آف ریلیجز مطبوعہ قادیان ۲۰ - جون ۱۹۱۴ء میں ہے ، اس رسالے میں ترجمہ اخبار سول ملٹری گزٹ کا شائع کیا گیا ہے اُس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جانسٹن افغانوں کی مندرجہ ذیل روایت بیان کرتا ہے کہ جب نادرشاہ پشاور میں پہونچا تو یوسف زئی قوم کے سرداروں نے ایک بائبل اُس کے سامنے پیش کی جو عبرانی میں لکھی ہوئی تھی ، اور کئی اور چیزیں بھی پیش کیں جو کہ وہ اپنی قدیمی عبادت میں استعمال کرتے تھے اور جن کو اُنھوں نے بحفاظت رکھا تھا -

مورخوں یا سیاحوں نے جو اس مُلک کی سیاحت کی ہے اُن کو یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ افغانوں میں مراسم یہود کے جاری ہیں اور کسی مذہب کے مراسم کا وہ ذکر نہیں کرتے ،

اور کتب وعید موسوی بھی اُن کے پاس تھیں حالانکہ وہ جاہل تھے تاہم احترام سے رکھا، یہ سب باتیں یکجا کرکے دیکھی جائیں تو موسوی مذہب قدیم افغانوں کا ثابت ہوتا ہے،

اسلام لانے کے وقت افغانوں کے دو بہت بڑے گروہ قیسی اور غوری تھے اور ان دونوں کی بابت بعضے مورخ مختلف وقت میں اسلام لانا کہتے ہیں اور بعضوں کی یہ رائے ہے کہ دونوں ایک ہی وقت میں ایمان لائے ،

قیسی گروہ میں قریب قریب کل افغانستان کی قوم افاغنہ داخل ہے، دُرّانی، غلزئی یوسف زئی وغیرہ یہ سب قیس عبدالرشید کے سلسلے میں خیال کیے جاتے ہیں ،

قیسیوں کی یہ روایت ہے کہ ہم آنحضرتؐ کے وقت میں مسلمان ہوئے ہیں بعض یورپین مورخوں نے قیسی فرقے کے آنحضرتؐ کے وقت میں اسلام لانے کی نسبت اشتباہ ظاہر کیا ہے، ان مورخوں کی رائے ہے کہ مسلمانوں کی کتب حدیث میں اور سیر میں اس فرقے کے اسلام لانے کا ذکر ہوتا اگر یہ فرقہ حضرتؐ کے وقت میں اسلام لایا ہوتا ۔

حدیث اور کتب سیر ترتیب پانے کا زمانہ اگر ان مورخوں کو معلوم ہوتا تو وہ ہرگز ایسا خیال ظاہر نہ کرتے حدیث کا ترتیب پانا سنہ ۱۰۱ھ مطابق سنہ ۷۱۹ء عہد خلیفہ عبدالعزیز میں شروع ہوا اور دوسری صدی خلفائے عباسیہ کے زمانے میں حدیث کی کتابیں تالیف ہونے لگیں سنہ ۱۴۳ھ مطابق سنہ ۷۶۰ء عہد منصور میں تدوین احادیث کی ہوئی اور پہلی کتاب حدیث کی موطّا امام مالک کی کہی جاتی ہے، افغان عرب کی قوم سے نہ تھے جو اہل عرب اُن کا واقعہ اسلام لانے کا یاد رکھتے اور کتب سیر اور احادیث میں ڈیڑھ سو برس کے بعد اُس واقعے کو درج کراتے علاوہ اس کے اسلام لانے کا واقعہ دینی ارکان میں سے نہ تھا کہ وہ زیر بحث رہتا اور اُس کی یاد تازہ رہتی، افغانوں کی شرکت مسلمان حملہ آوروں کے ساتھ سلسلے وار ابتدا سے ثابت ہوتی ہے، اور اس وجہ سے افغانوں کی روایت اسلام لانے کی آنحضرتؐ کے زمانے میں صحیح معلوم ہوتی ہے۔

قیسی گروہ کے افغان کوہ سلیمان پر آباد تھے اُن کے ایمان لانے کی بابت آنریبل الفنسٹن اپنی تاریخ ہند صفحہ ۲۶۰ پر یہ لکھتا ہی کہ اس زمانے میں (یعنی سالہ و سنہ ۶۲ و سنہ ہجری کے واقعات کے ذکر کے وقت) افغان مسلمان تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ وہ اپنی روایتوں کے بموجب اس امر کا اعتقاد رکھتے تھے کہ ہم آنحضرت کے زمانے میں مسلمان ہوئے ہیں اور وہ یہ بھی بیان کرتا ہی کہ سنہ ۶۳ھ میں انھوں نے ہندوستان پر حملہ کرنا شروع کر دیا تھا اور بعد ازاں برابر راجہ لاہور اور افغانوں سے جنگ و جدل ہوتی رہی اور بالآخر افغانوں نے گکروں سے میل کر لیا اور راجہ نے مجبوراً ایک حصہ ملک کا اس شرط کے ساتھ دیا کہ وہ حملہ آوروں سے حفاظت کرتے رہیں گے افغانوں کی مصالحت کی وجہ سے سامانیہ خاندان ہندوستان کے شمال پر حملہ نہ کر سکا یہ بھی تاریخ مذکور میں ذکر ہی کہ افغانوں نے اُن عربوں کو پناہ دی تھی جو سندھ سے دوسری صدی ہجری میں ہٹا دیے گئے تھے،

مورخ خورشید جہاں اپنی تاریخ کے صفحہ ۶۵ میں افغانوں کی شرکت کا یہ ذکر لکھتا ہی،

درسن شصت و شش سال ہجری در عہد سلطنت ولید مذکور چوں حجاج بن یوسف ثقفی سپہ سالار افواج ولید حسب الحکم پادشاہ خواہر زادۂ خود عماد الدین محمد قاسم را امیر افواج نصرت امواج اسلام ساختہ بہ تسخیر ولایات سیستان و سندھ و ملتان مامور گشت و بہ سرحد جبال غورستان رسید طائفہ افغان را کہ ہنگام محاربہ افواج بنی امیہ باسوریان غور نیز مطیع و منقاد ماندہ بودند ہمراہ خود گرفتہ و لشکر ایں طائفہ جریّہ پشتوان فوج اسلام مقرر نمودہ و سرداران ایشاں را درکار داشتہ بتوجہ تسخیر سیستان و بلوچستان و بعد محاربات شدیدہ و راجہ سیستان را بقتل رسانیدہ و ولایت سیستان را فتح نمودہ امیر لشکر در سیستان اقامت کردہ و افواج عرب و افاغنہ را بر فتح بلاد اطراف و جوانب آں ولایت مامور فرمودہ اکثر ممالک بلوچستان و سندھ و ملتان مفتوح ساختہ و بعضے از متمردان آں ولایت مقتول شدہ و اکثرے مشرف بشرف اسلام

گشتند و از فتوحاتِ ایں ولایت غنیمت بے شمار بدست افغاناں و دیگر غازیاں در آمدہ،

ان حالات پر قیاس کرنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بعد مسلمان ہونے کے افغان عربوں کی مہموں میں شریک ہوئے ہیں،

سر جان مالکم کی بھی یہ ہی رائے ہے کہ افغان ابتدا میں مسلمان ہوئے ہیں، جلد اوّل تاریخ ایران صفحہ ۱۹ میں اُن کے اسلام لانے کی بابت یہ ذکر درج ہے "در آنکہ ایں طائفہ از اوائلِ ظہورِ اسلام بدیں دین در آمدہ اند مجالِ شک نیست"،

اس کے بعد واقعہ اُن کے اسلام لانے کا اس طرح مذکور کرتے ہیں،

در یکے از تاریخ افغان مسطور است کہ چوں بخت نصر از اسرائے بنی اسرائیل را بقتل رسانید بقیہ را بکوہستان غور فرستاد و آنجا جمیعت ایشاں شدہ آں صفحات را بتصرف آوردند و ہمیشہ مابین ایشاں و یہود عربستان ابواب مراسلات مفتوح بود چوں یہود ان اعراب دین اسلام اختیار کردند خالد نام یکے از ایشاں کاغذے بافغاناں فرستادہ ایشاں را بداں دین دعوت کرد بنا بریں جمع از اُمرائے افغان بعربستان رفتند یکے از اعاظم ایشاں کہ قیس نام داشت و چہل و ہفت واسطہ نسب خود را بساؤل و پنجاہ و پنج واسطہ با براہیم میرسانید خالد ایشاں را بحضور حضرت رسول بُردہ پیغمبر ایشاں را مشمول عنایات ساخت و قیس را از میان ایشاں بلطف خاص امتیاز بخشید و او را عبدالرشید نام نہاد و لقب ملک بوے ارزانی داشت و فرمود کہ ایں لقب شائستۂ اوست زیرا کہ از نسل بادشاہ بنی اسرائیل است و ایشاں بعد از قبول اسلام در فتح مکہ متابعت کردند آثار جلادت در آں واقعہ بظہور رسانیدند بعد ازاں قیس بملک خود مراجعت کرد و پیغمبر در حق وے دعائے خیر فرمود و چند نفر از اہلِ مدینہ را مصحوب وے گردانید تا در رواج دینِ حنیف و اجرائے مراسم شریعت در کوہستانِ غور او را معاونت نمایند و قیس دراں امر چنداں مساعی جمیلہ مبذول داشت

کہ قبل از فوت او کہ در سال چہلم از ہجرت واقع شد جمیع رعایائے او بدین اسلام در آمدہ بودند، ہشتاد و ہفت سال عمر کرد و سہ پسر از وے ماند تا ہنوز نام وے بہ نیکی مذکور مے شود و امرائے افغان کوشش مے کنند کہ نسب خود را بوے رسانند،

آخون درویزہ جو ایک ترکی عالم ہی اور افغانوں کے معتقدات پر اکثر جرح قدح کرتا ہی وہ بھی یہ ہی بیان کرتا ہی کہ قیسی گروہ آنحضرتؐ کے زمانے میں اسلام لایا، یہ تاریخ ۱۰۲۱ھ مطابق ۱۶۱۲ء کی تصنیف ہی اور اُس مورخ کا قول ہی،

اما مردم افغان راہنما و ملکان یکبارگی جماعۃً واحدۃً رسیدند وایمان آوردند بعدہ خبر حقیقت نبوت خاتم پیغمبراں را باولوس خویش رسانیدہ تمام اولوس باتفاق یکدیگر مع اہل و عیال متوجہ ایمان شدند و ہمگی بشرف ایمان مشرف شدند،

میری رائے یہ ہی کہ قیسی فرقہ یقیناً حضرتؐ کے زمانے میں اسلام لایا ہی ۶ھ میں حضرتؐ نے بادشاہوں کے نام خط و کتابت ایمان لانے کے واسطے کی ہی اور بالخصوص شاہِ ایران کو اسی سال خط بھیجا ہی اور خراسان جہاں یہ قوم رہتی تھی وہ ایرانی سلطنت کے ماتحت تھا اس وجہ سے قیسی افغانوں کو ذریعہ اطلاع کا تھا اور اس قوم کی روایت یہ ہی کہ ہم کو بنی اسرائیل گروہ سے جو عرب میں رہتا تھا اطلاع ملی تھی۔ غرضکہ عام شہرت اور اہلِ عرب کی اطلاع سے اُمرایٔ افغان مدینے جاکر مسلمان ہوتے مخزن افغانی کا مصنف یہ لکھتا ہی کہ سال وفود یعنی ۹ھ میں قیس عبدالرشید مسلمان ہوا ہی، یہ روایت قبول کرنا واجب ہی،

اہلِ غور کی نسبت مصنف طبقات ناصری کا بیان ہی کہ وہ خلیفہ چہارم یعنی حضرت علیؓ کے زمانے میں مسلمان ہوتے ہیں طبقات ناصری تصنیف ۶۵۸ھ کی ہی اُس کا مصنف اس واقعہ کا اس طرح ذکر کرتا ہی،

شنسب در عہدِ خلافت امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بردست علی کرم اللہ وجہہ ایمان آورد و از وے عہد و لوائے بستند و ہر کہ از خاندان او بر تخت نشستے آں عہدا

کہ امیرالمؤمنین علی نوشتہ بود، بدو داوندے وا وقبول کردے آنکہ پادشاہی
وایشان از جملہ موالیِ علی بودند ومحبت ائمہ واہل بیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
دراعتقادِ ایشان راسخ بود،

۱۷۰ھ مطابق ۷۸۶ء جب ہارون الرشید عباسی خلیفہ ہوا تو غوری خاندان میں جانشینی کا نزاع پیدا ہوا اور اس کا فیصلہ ہارون الرشید نے کیا اس تنازع اور فیصلے کا ذکر تاریخ طبقات ناصری سے یہاں درج کیا جاتا ہے،

وچوں دولت آلِ عباس استقامت گرفت وممالک اسلام درضبط خلفائے بنی عباس آمد اوّل کسے کہ ازیں دودمان بدارالخلافت رفت وعہد ولوا آورد امیر بنجی نہاران بود وسبب رفتن او بحضرت امیرالمؤمنین، ہارون الرشید ایں بود کہ در غور قبیلہ بود کہ ایشاں را شیشانیاں گویند وایشاں دعوے آں کنند کہ اوّل پدر ایشاں اسلام آورد آنگاہ شیشانیاں ومحمد را بلفظ غور حمد گویند وچوں ایشاں اسلام آوردند نام ایشاں حمدی گفتند یعنی محمدی ودر عہد امیر بنجی از قبیلہ شیشانیاں امیرے بود نام او شیث بن بہرام وبلفظ غوریاں شیث را شیش گویند وایں قبیلہ را شیشانیاں بدیں امر بازخوانند میان امیر شیش ومیان امیر بنجی بجہت امارتِ غور منازعت رفت وفتنہ درمیان خلقِ غور ظاہر شد از طرفین جملہ اتفاق کردند کہ ہر دو امیر بنجی وشیش بحضرت خلافت روند ہر کہ از دارالخلافت عہد ولوا آرد و امیر او باشد ہر دو تن استعداد سفر کردند و روے بدارالخلافت نہادند، راوی چنیں گویند کہ بازرگانے بود درآں دیار یہودی بردین مہتر موسےٰ علیہ السلام آں بازرگاں را با امیر بنجی محبتے بود واو سفر بسیار کردہ ودر کارہا تجارب یافتہ وحضرت ملوک اطراف دیدہ وآداب درگاہ خلافت وملوک وسلاطین شناختہ بود با امیر بنجی ہمراہ شد ومقصود ومطلوب معلوم داشت امیر بنجی را گفت کہ اگر من ترا آداب تعلیم کنم وحرکات وسکنات درآموزم ومعرفت ومراتب درگاہ خلافت وحضرت سلاطین

تلقین واجب دارم تا بداں سبب امارت و ریاست ممالک غور حوالۂ تو شود و با من عہد کن کہ در کل ممالک تو ہر موضع کہ بخواہم جمعے را از بنی اسرائیل و متابعان دین مہتر موسیٰ علیہ السلام جا دہی و ساکن گردانی تا در پناہ تو و ظلِ حمایتِ ملوک فرزندان تو آرامیدہ باشند بنجی نہاراں با آں تاجر بنی اسرائیل عہد کرد چوں تو شرط نصیحت و تعلیم آداب ملوک و خدمت درگاہ خلافت مرا تعلیم کنی جملہ ملتمسات تو بوفا رسانم و مفرحات تو در کنار تو نہم چوں از جانبین عہد مستحکم شد آں تاجر بنی اسرائیل او را آداب ملوک و خدمت درگاہ خلافت و سلاطین و شرائط تعظیم دار الخلافت تعلیم دادن گرفت و بجہت او لباس قبا و کلاہ و موزہ زرّین و استعداد سواری و کار بستن اسلحہ تلقین و تفہیم مہیا و مرتب میکرد و چنانچہ منازع او شیث بن بہرام را از اں جملہ ہیچ معلوم نشد تا چوں بدار الخلافت رسیدند شیث بن بہرام ہمچناں با لباس مختصر غوریانہ کہ در خانہ معہود او بود در رفت و امیر بنجی نہاراں با لباسِ امیرانہ و زی مہترانہ و استعداد و آداب تمام بحضرت خلافت آمد بعد از یافت خدمت درگاہ خلافت بوقت فرصت ہر دو آنچہ مقصود ایشاں بود با شرائط خدمت بموقف عرض رسانیدند و حال منازعت با یکدیگر بخدمت وزیر و استاد دار الخلافت باز گفتند و مقصود و مطلوب کلی در میان آوردند امیر المومنین ہارون الرشید بعد از آنچہ قصۂ ایشاں را مطالعہ فرمودہ نظر مبارک او بحالِ ایشاں ملحق شدہ در حق امیر بنجی نہاراں ترتیب فرمود چوں امیر بنجی نہاراں از جمال نصیب شامل و نصاب کامل داشت و بحسنِ طلیعت و طراوت زینت آراستہ بود بر لفظ مبارک امیر المومنین رفت کہ ہذا قسیم امیر المومنین یعنی ایں بنجی نیکو روے است و آداب امارت و اسباب فرماندہی و ایالت و حسن صورت و صفای سیرت جمع دارد امارت غور حوالۂ او باید فرمود و پہلوانی لشکر ممالک غور حوالۂ شیث بن بہرام باید کرد و بہ تشریف دار الخلافت ہر دو بدیں دو اسم مشرف

شدندو بجانبِ غور بحکم فرمانِ خلافت مراجعت کردند و از اں عہد لقب سلاطین شنسبانی از لفظ مبارک امیر المومنین ہارون رشید گشت، چوں ہر دو تن بغور باز آمدند امارت شنسبانیہ و پہلوانئے شیثانیہ را تا بدیں عہد ہم براں قرار بود،

یہ دو انتخاب جو اوپر درج ہوئے ہیں اُس میں غوریوں کے اسلام لانے کا ذکر ہی، پہلے میں ایک مجمل تذکرہ غوریوں کے اسلام لانے کا عہدِ خلافتِ حضرتِ علیؓ (۳۵ لغایت ۴۰ ہجری) میں ہی، اور دوسرے میں تنازعہ حکومت کا باہمی تھا اُس میں شیثانیوں کا قبیلہ اپنے سردار کی ترجیح کے لیے یہ حجت پیش کرتا تھا کہ ہمارے قبیلے کا مورث پہلے مسلمان ہوا ہی، اس بحث کا کوئی فیصلہ ہونا تاریخ سے نہیں پایا جاتا، مگر اس قبیلے کے محمدی نام ہونے سے یہ قیاس ہوتا ہی کہ یہ نام حضرت کے نام مبارک پر تبرکاً رکھا گیا، اور خود حضرت کے زمانے میں یہ قبیلہ مسلمان ہوا ہی، اور میرے اس خیال کی تائید میں مصنف حیاتِ افغانی کا تذکرہ ہی، وہ لکھتا ہی کہ غوری و قیسی دونوں قبیلے ایک ساتھ مسلمان ہوئے ہیں، چونکہ قیسی قبیلے کا مسلمان ہونا حضرت کے سامنے بالاتفاق ثابت ہی، اس کا نتیجہ یہ ہی کہ غوری قبیلہ بھی حضرت کے سامنے اسلام لایا ہی، آخون درویزہ لکھتے ہیں کہ ستر سردار ایک لخت مدینے جاکر حضرت کے روبرو مسلمان ہوئے، اور بعد ازاں اپنے اپنے الوس میں اسلام پھیلایا، اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ کُل قوم کے اسلام لانے میں کچھ پیش ہوا مگر سردارانِ قبیلہ حضرت کے روبرو اسلام لائے،

ڈاکٹر بلیو اپنی کتاب سیاحت مشن افغانستان میں لکھتے ہیں کہ متفرق فرقے افغانوں کے بعد کو اسلام لائے ہیں، اور خیبر کی بابت یہ روایت لکھی ہی کہ وہاں یہودی رہتے تھے اور اُن پر افغان ان الفاظ میں لعن و طعن کرتے تھے ؎

سرم خاک رہِ ہر چار سرور	ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدر

ابوبکرؓ یارِ غار، عمرؓ امیرِ دُرّہ دار، عثمانؓ شرم سوار، علیؓ فاتح لشکر، ہر کہ ازیں چہار یار

خلاف دانند کمترین خرس و خوک و جہودان خیبر است ،

چہارم ذکر اختلاف مورخان در نسب افاغنہ

شاہی خاندان افغانوں کا اگرچہ تعلیم یافتہ ہوتا تھا، مگر قوم میں بالعموم تعلیم نہ تھی اس سبب سے افغانی تصنیف پندرہ صدی عیسوی سے پہلی کوئی نہیں ملتی ،

دُنیا میں افغان خاندان کی جو سلطنتیں قائم ہوئی ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے ،

نمبر شمار	نام خاندان	مقام	آغاز سلطنت	اختتام سلطنت	کیفیت
۱	غُوری	غور افغانستان	سنہ ۱۱۵۲ء	سنہ ۱۲۱۴ء	
۲	لودھی	دہلی ہندوستان	سنہ ۱۴۴۴ء	سنہ ۱۵۲۶ء	
۳	سوری	ایضاً	سنہ ۹۴۵ھ سنہ ۱۵۳۹ء	سنہ ۹۶۰ھ سنہ ۱۵۵۴ء	
۴	غلزی	ایران	سنہ ۱۷۲۰ء	سنہ ۱۷۳۷ء	
۵	دُرّانی	کابل و قندہار افغانستان	سنہ ۱۷۴۷ء		اب تک اسی خاندان کی سلطنت قائم ہے

ان پانچ خاندانوں میں سے غُوریوں نے اپنا نسب ضحاک سے ملایا اور باقی چار خاندان کی کم و بیش تاریخیں ملتی ہیں، اس لیے پندرہ صدی عیسوی سے تاریخ افغانوں کے لکھنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، سوائے غُوریوں کے سب افاغنہ خاندان اپنے آپکو بنی اسرائیل کہتے ہیں غیر قوموں کے مورخوں نے جو افغانوں کی تاریخیں لکھی ہیں اس میں ایک مورخ حمداللہ مستوفی ہے وہ بارہ صدی عیسوی کا ہے وہ افغانوں کو بنی اسرائیل لکھتا ہے (دیکھو صفحہ ۲۳ ترجمہ مخزن افغانی پروفیسر ڈورن)

ہندوستان کے مورخ جنھوں نے افغانوں کا ذکر کیا ہے وہ مغلیہ مورخ ہیں اور مغلیہ سلطنت کا آغاز ۱۵۲۶ء عہد بابر سے شروع ہوا ہے اُس وقت سے برابر افغانوں اور مغلوں میں جنگ وجدل ہوتی رہی ، بابر کے عہد سے عالمگیر کے عہد تک سلسلہ لڑائیوں کا جاری رہا اور بالآخر سوری خاندان نے مغلیہ سلطنت کو ۱۵۳۸ء میں تہ وبالا کر دیا اور خود پندرہ سال فرمانروا رہا ، مگر مغلیہ سلطنت پھر بحال ہوئی ، انھیں مغلیہ عہد کے پادشاہ پرست مورخوں نے افغانوں کے نسب کی تذلیل شروع کی ، کسی نے اُن کو دیو نہاد قرار دیا ، اور کسی نے قبطی لکھنا شروع کیا ، اور اپنے پادشاہوں کو آسمان پر چڑھایا ، النقوا مورثہ مغل کو حضرت مریم کا درجہ عطا کیا ، ابوالفضل اکبر نامے میں لکھتے ہیں ،

شب آں نور پرور والاھی بر بستر راحت پہلو نہادہ کہ ناگاہ نورِ شگرف درخرگاہ پرتو انداخت وآں نور درکام ودہان آں سرچشمۂ عرفانِ حضور درآمدہ وآں عفت قباب منوال حضرتِ مریم آبستن شد ،

محمد قاسم ہندو شاہ عرف فرشتہ جو عادل شاہیہ خاندان کے لیے ابوالفضل ثانی تھا ، یوسف عادل شاہ تُرکی غلام کو خاندانِ عثمانیہ کا شاہزادہ قرار دیا ، اور افغانی نسب کو بگاڑنا شروع کیا اس مورخ نے عہد جہانگیر ۹۹۹ھ مطابق ۱۵۸۹ء میں تاریخِ فرشتہ لکھی اوس میں افغانوں کو قبطی قرار دیا ہے ،

تاریخِ فرشتہ کے تذکرۂ نسب افاغنہ کی بابت یہ امر قابلِ غور ہے کہ پروفیسر ڈورن ترجمۂ مخزن افغانی کے دیباچے میں لکھتا ہے کہ تاریخ فرشتہ کا مصنف اور مخزن افغانی کا مصنف ہمعصر تھے ، اور آخون درویزہ بھی ہمعصر تھے ، ایک ہی عہد میں یہ تین تاریخیں لکھی گئیں ، اور تینوں کے مقامات سکونت بھی مختلف تھے ، فرشتہ دکھن میں تھا نعمت اللہ مصنف مخزنِ افغانی آگرے میں تھا ، اور آخون درویزہ سرحدی اقوام افاغنہ میں سیاحت کرتے تھے ، دو نے ہی اسرائیل افغانوں کو قرار دیا ، فرشتہ نے قبطی لکھا ، فرشتہ نے خود

مطلق جانچ نہیں کی ایک دوسری غیر معتبر کتاب کے حوالے سے قبطی لکھدیا، فرشتہ کی تاریخ بحوالہ مطلع الانوار بھی دیکھی گئی اور اُس کا انتخاب بھی آگے درج کیا ہی اُس کی بابت جو یادداشت میں نے لکھی ہی وہ لائق ملاحظہ ہی، اور تذکرہ نسب بناوٹ کا معلوم ہوتا ہی، فرشتہ کا انتخاب یہاں درج کیا جاتا ہی،

نمبرا، انتخاب از تاریخ فرشتہ

چوں خالد بن عبد اللہ از حکومت کابل معزول گشت مراجعت بعراق عرب شاق و دشوار تر دانستہ از بیم حاکم مجدد با عیال و اطفال و جمعے از مردم عرب بر ہنمونی اعیان کابل بکوہ سلیمان کہ مابین ملتان و پشاور ست رفتہ متمکن شد و دختر خود را بحبالۂ نکاح یکے از افغانان معتبر کہ مسلمان شدہ بود در آورد و ازاں دختر فرزندان بوجود آمدہ از ایشاں دو کس بمزید شہرت امتیاز یافتند، یکے لودی، و دیگر سور، و طائفۂ افغانان لودی و سور ازاں جماعت اند، و در کتاب مطلع الانوار کہ تصنیف یک مردم ثقہ است و در برہان پور خاندیس بنظر در آمدہ چنانچہ ثبت گردیدہ کہ افغانان قبطی فرعون اند و قلیلے حضرت موسے علیہ السلام برآں کافر غالب گشت بسیارے از قبطیاں توبہ کردہ بدین موسے علیہ السلام متحلے گردیدند و جماعتے از ایشاں کہ در دوستی فرعون و خدائی او سلب بودند از کمال جہل اختیار اسلام نکردہ خود را جلا وطن نمودند و بہندوستان آمدہ در کوہ سلیمان ساکن شدند و قبائل ایشاں بسیار شدہ موسوم بافغان گردیدند و قلیکہ ابرہہ بر سر کعبہ میرفت بسیار از کفار دور و نزدیک باو سے متابعت نمودند از انجملہ طائفۂ از افغاناں نیز بوقت میعاد خود را با برہہ رسانیدند و چوں بمکہ رسیدہ سزا یافتہ سر بجیب عدم فرو بردند

اس مورخ نے محض نسب کے تذکرہ پر قناعت نہیں کی، بلکہ قبطیوں کو انہدام خانہ کعبہ
میں ابرہہ کا شریک کیا، مورخ فرشتہ نے بغیر سوچ سمجھے ایک مہمل قصے کو تاریخی وقعت
دیدی مطلع الانوار کے مورخ کو ثقہ قرار دے کر اُس کی روایت قبول کرلی، اور اسی عہد
جہانگیری میں آخون درویزہ ایک ترکی نژاد عالم اس قوم میں گشت کرتے رہے، اور بے انتہا
زحمت اور تکلیف اُٹھائی، اور اپنی سرگذشت لکھی، اگر یہ قوم واقعی قبطی ہوتی تو اُن کے اعمال
شنیع کی شکایت کے ساتھ اُن کے قبطی ہونے کا ضرور تذکرہ کرتے، آخون صاحب نے ۱۰۲۱ھ
مطابق ۱۶۱۲ء اپنی سرگذشت اصلاح افاغنہ کی لکھی ہی، اُس میں افغانوں کو نسل بنی اسرائیل
سے قرار دیا ہی، اور اُن کے عادات کو بھی بنی اسرائیل سے مطابق کیا ہی،

نمبر۲، انتخاب تاریخ آخون درویزہ

اعمال و احوال افغاناں کہ از حد قندہار تا بحد سواد و بنیر کہ مملکت یوسف زئی است
من معاینہ کردہ ام مگر افغانانے کہ در اطراف دیگر باشند بریں صفت نباشند چہ مردم
ایں حدود پادشاہے مسلمان ندارند اکنوں بیان کنم بد انساب و احوال ایشانرا بعون اللہ و توفیقہ

مورخ نے اس جگہ افغانوں کا شجرہ اور بنی اسرائیل کا پورا قصہ تا زمانہ داؤد علیہ السلام کے مذکور کیا ہی اور حضرت
داؤد اور طالوت کے تنازع کا بھی ذکر ہی، وہ مختصر درج کیا جاتا ہی،

از غایت جہل و صلابت دل درمیان یکدیگر پادشاہے را بر خود جائز نداشتند
چہ ایشاں را تکبر و خود بینی براں داشتہ کہ چگونہ در حضور یکے از اقربائے خویش عجز و
فروتنی کنیم یا خود را نوکر و آں دیگر را پادشاہ گوئیم بل مساوی یکدیگر باشیم ہم ازاں است
کہ افغاناں را ملک میگویند در عرف دیار ما زیرا کہ ایشاں را املاک می باشند و پادشاہاں
کم باشند بل ہرکدام از خرد و بزرگ ایشاں خود را ملک میگویند چہ آں ملکاں بے اتفاق
سائر جماعت خویش نمی توانند پس ہرکدام ایشاں بنفس خویش ملک اند و دیگر آنکہ در

و قرآن مجید الله تعالی طالوت را ملک یاد کرده از آن تمام افغانان را ملک گویند
پس این جماعت افغانان در کوه سلیمان متوطن بودند هم از آن است که ایشان در کوهستان
سلیمانی گویند تا زمانے که نوبت خلافت نبوت بمرکز دائره کون مکان مظهر آثار زمین و
زمان پادشاه هر دو جهان خاتم پیغمبران حبیب رحمان محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم
رسید بعد از بعثت با رحمت تا اصناف عرب و عجم مردم در رسیدند و ایمان آوردند
اما مردم افغانان را بسبب دوری مکان یکبارگی جماعةً واحدةً رسیدند و ایمان آوردند بعده خبر
حقیقت نبوت خاتم پیغمبران را با بوس خویش رسانیده تمام اولوس با تفاق یکدیگر مع
اهل و عیال متوجه ایمان شدند و همگی بشرف ایمان مشرف شدند حضرت خیر الانام
شفقت در زیده در حق اولاد ایشان دعائے مستجاب عنایت نمود که الله تعالی ایشانرا
بفضل خویش برراه راست محمدی ثابت گردانا والی یوم التناد هم از آن است
که مردم افغان اهل و علم بل هر کسے جزوے از اجزائے کلام الله خوانده باشد
آنهارا تعظیم نمایند و گفته ایشانرا بدیدهٔ دل قبول کنند اما حد قلت و کثرت علم را از
ممیز جهل خویش نشناسند منتهی را از مبتدی باز دانند از بین است که الیوم در افغانان
بدعت را بیقین پیروی هر کدام از علما و صلحا کنند تا بعضے علما شقیا که از فرقهٔ هوا باشند
ایشان را در ضلالت انداخته هلاک گردانند و هم از آنست که مردم افغانان هر چند
وقت نشناسند و فاتحه را از اخلاص در نیابند و قیام و قرآت و رکوع و سجود را با شتاب
سر بجا آرند و این را نماز شمارند اگرچه این نماز قبول نیست از ما ترک ایمان اولی چه دلیل
صحت اعتقاد ایشان ست کقوله علیه الصلوة والسلام حرکت الطاعت قلیل المعرفت
کحرکات النجم دلیل الحیوة و ایضاً شجاع که یکے از افغانان خلجی در رعایت مویشی در
بیابان و جنگل میرفته ناگاه نظرش بر آسمان افتاده ماه دید فرحت و سرور و طرب
نموده نہے سعادت خود گفته پرسیدندش موجب چیست گفت از بیں

بہتر چہ باشد ماہِ رمضان ہمیں باشد چوں رویت ہلال در اول از ما فوت شد روزہ ہائے گذشتہ بر ما فرض نشد ساقط آمد و باقی ماندہ بجا آرم زود خلاص کردم و علیٰ ہذا القیاس عجائب و غرائب بسیار از ایشاں در وجود می آمد اما بہر حال اشتیاق دین دارند و کفر و کافری را دانستہ ہم اختیار نمی کنند مگر آنکہ شیخ و پیر و پیشوائے و علمائے ایشاں را بر بے راہی و گمراہی برند آں ہنگام انقیاد مے ورزند و ہلاک مے کردند چہ جہل در اسلام عذر نیست و بسبب جہل و نادانی از اللہ تعالیٰ فردائے قیامت نجات نیابند، ایں قصہ کہ مردم افغاناں در حدود قندہار متوطن بودند بملکت دیگر نرسیدہ بودند تا زمانے کہ بعد سلطان محمود غازی علیہ الرحمۃ در ہند رفتہ ہماں جا ماندند بعد ازاں باطراف عالم پریشان شدند،

یہ ترک عالم کی تحریر ہی، اس پر بناوٹ کا شک نہیں ہوسکتا معلوم ہوتا ہی کہ اس عالم نے تاریخ فرشتہ اسوقت تک نہ دیکھی تھی ورنہ قبطیہ فرعون کے تذکرے کی حقیقت کھل جاتی، مخزنِ افغانی جو خان جہاں خاں لودی اور ہیبت خاں کاکر کی امداد سے ۱۰۲۰ھ مطابق ۱۶۱۱ع نعمت اللہ نے لکھی اُس میں بھی بنی اسرائیل سے نسب ملایا ہی، اگر تاریخ فرشتہ کے قبطی ہونے کی روایت قابلِ لحاظ ہوتی تو یہ مصنف ضرور اُس پر بحث کرتا،

میں نے کتاب مطلع الانوار بحوالہ تاریخ فرشتہ دیکھی اُس کی یہ عبارت ہی۔

چوں ابرہہ حبشی امیر یمن بود در ایام حج عامہ را دید مستعد سفر کردند و گفتند کہ بر زیارت خانۂ کعبہ میروند ابرہہ پرسید برائے چہ میروید گفتند حج آنجا میکنند گفت آں خانہ از چیست گفتند از سنگ گفت من از بہر خدا شمار اخانہ از رخام و نقرہ باحلہائے بسیار بنا کنم تا ہمیں جا حج کنید و در خرابہ بے آب نروید تا زحمت نہ بینید پس خانہ از سنگِ صفا و از رخام و نقرہ باحلہ ہائے بسیار ساخت و آں را صلیب نام کرد و فرمود آنجا حج کنند و بکعبہ نروند و کسے نگردند آواز درداد ہر کہ مطلوب حج دارد باید

که وصلیب حج کند بکعبه نرود و همه در کعبه رفتند و آں صلیب را آتش زدن و
در یا که چوب بُود بسوخت آورده است که بعضے مرداں همه آں صلیب را به نجاست
آلوده کردند ابرهه در غضب شد و به تعصب قصد خراب کردن خانه کعبه کرد قوم فرعون
یعنی قبطیان مصر که فرعون را به خدا گرفته بودند باو غرق شدند فرعون حضرت موسے
علیه السلام ایشاں را از مصر بیروں کرده و جدا ساخته ایشاں در کوه سلیمان رفته
ساکن شدند و در بلاد و لایت ہند ایشاں را افغان میخوانند ایشاں از ہند فیلاں
آوردند و بمدد ے ابرهه یار شدند و بدو پیوستند و با ابرهه رواں شدند و قصد
خراب کردن خانه کعبه نمودند ابرهه بالشکر حبشی و افغاناں با دوازده ہزار فیل
و بروایتے ہیزده ہزار فیل آنجا آمدند،

اس واقعے کی تاریخ نہیں لکھی مگر ولادت آنحضرت سے پچپن دن پہلے یہ واقعہ ہونا لکھا ہے، یہ ذکر افغانوں کا بالکل بناوٹ کا ہے کسی تاریخ میں ابرہہ کے ساتھ افغانوں کا شریک ہونا نہیں لکھا اور اُس وقت میں افغانوں کی ایسی حیثیت کہاں تھی کہ بارہ ہزار یا اٹھارہ ہزار ہاتھی ہندوستان سے لے کر عرب پر چڑھائی کرتے اور یہ بھی غلط ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطیوں کو مصر سے نکالا حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لائے اور اُن کو نجات دی، ابرہہ کو سب نے اصحاب فیل لکھا ہے مگر مطلع الانوار نے افغانوں کا ہندوستان سے ہاتھی لانا لکھا ہے، یہ تذکرہ مطلع الانوار کی بناوٹ ہے کسی تاریخ کا حوالہ نہیں دیا،

حبشی امیر کے ساتھ قبطی قوم کا ساتھ ہونا یقینی ہے، مگر اُن قبطیوں کو فرعونی قبطی بنانا اور پھر افاغنہ قوم کو فرعونی قبطیوں سے منسوب کرنا یہ مصنف کی قساوت قلبی افغانوں کے ساتھ ظاہر کرتی ہے، کسی مورخ نے ایسا نہیں لکھا،

بعدۂ ازاں مصنف حیات افغانی قابل ذکر کے ہے، کیونکہ اس نے مخزن افغانی کے تذکرہ نسب اسرائیلی سے اختلاف کیا ہے، اور بڑی دلیل یہ ہے کہ شجرہ بنی اسرائیل میں افغنہ کا

پتہ نہیں لگتا اور نیز دیگر اختلافات شجرۂ قدیم اور شجرہ مخزن افغانی کے ظاہر کیے ہیں جس سے غلطی مخزن افغانی کی پائی جاتے ،

مصنّف حیاتِ افغانی نے بے شمار شجرے زمانہ اسلام کے اس قوم کے اپنی کتاب میں لکھے ہیں ، اور یہ سب شجرے یادداشت قوّت حافظہ کی بُنیاد پر ہیں ، اس سے قوّت حافظہ افغانوں کا بڑا ثبوت ملتا ہی ، اور ان شجروں میں غلطی کہیں ظاہر نہیں کی ، تو ایسی قوّتِ حافظہ پر کیوں بھروسہ نہ کیا ، اور شجرۂ قدیم کے نام کے اختلاف کو زُبان کا اختلاف کیوں نہ سمجھا ،

دوسرا اعتراض مصنّف حیاتِ افغانی کا پشتو زبان کی بابت ہی یہ بھی اس مصنّف کی رائے ہی وہ بنی اسرائیل کی زبان نہیں ہو سکتی کیونکہ پشتو مختلف زبانوں سے بنی ہی ، مگر موجودہ زبان فارسی بھی نئی ہی اصلی زبان ایرانی پہلوی ، ژندتھی ، فارسی میں بے شمار عربی ، تُرکی الفاظ شامل ہوگئے ہیں ، اور پارسی قدیم بھی زبان فارسی بولتے ہیں ، فارسی کو جدید زبان کیوں نہ قرار دیا ، یا یہ کہ آریہ جو اُردو زبان جدید بولتے ہیں اُن کو جدید قوم کیوں نہیں کہتے ، زُبان حال میں یہ دیکھنا چاہیے کہ قدیم قومی زبان کے الفاظ باقی ہیں یا نہیں اُس پر فیصلہ کرنا چاہیے میری تحقیقات مندرجہ کتاب ہذا سے ثابت ہوگا کہ خود لفظ پشتو عبرانی ہی ، اور بیشتر مُلکی ، شخصی نام عبرانی ہیں ، اور زُبان میں بھی عبرانی الفاظ موجود ہیں ، اس لیے زُبان کی نسبت جو رائے قائم کی ہی کہ اس میں عبرانی نہیں یہ صحیح نہیں ہی ،

تاریخ نیرنگ افاغنہ جو حال کی تصنیف اُردو میں ہی اس میں اکثر یوروپین مورخوں کی رائے لکھکر بحث کی ہی ، مگر نتیجہ ملیا تذبذب ہی کہ میں اُسے قابلِ استدلال نہیں سمجھتا ، اس سے بہتر طریقہ ، اور قابلیت سے ایک مضمون سول ملیٹری گزٹ میں چھپا تھا جس کا ترجمہ رسالہ ریویو آف ریلجن قادیان ۲۰ - جون ۱۹۰۴ء میں چھپا ہی وہ درج کیا جاتا ہی -

افغانوں اور کشمیریوں کی اصل

ترجمہ از سول ملیٹری گزٹ لاہور

جناب اڈیٹر صاحب، اس مضمون پر پہلے بہت کچھ قلم فرسائی کی جا چکی ہے، اور مشہور اور سربرآوردہ محققین کی تحقیقات میں اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ افغان او کشمیری بنی اسرائیل ہیں، امید کی جاتی ہے کہ میری یہ چند سطور بھی خالی از دلچسپی نہونگی،

یہ ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ بنی اسرائیل کی بارہ قوموں سے دس قومیں گرفتار ہو کر ملک فارس میں آباد کی گئیں، موجودہ یہودی جو، دُنیا کے ایک بڑے حصہ پر منتشر ہوتے ہیں، یہی اسرائیل کی ان دو قوموں کی اولاد ہیں، جو کہ جلاوطنی سے بچ گئی تھیں، یہ امر بہت زیر بحث چلا آتا ہے کہ باقی دس قومیں کدھر گئیں، اب مسئلہ قطعی طور پر حل ہو گیا ہے کہ اہل افغانستان اور کشمیر انھیں دس قوموں کی اولاد ہیں جو جلاوطن کی گئی تھیں افغانوں اور کشمیریوں کے بنی اسرائیل ہونے کی بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور بعض اُن میں سے ایسی قطعی ہیں کہ اُن میں سے ایک ایک بھی بجائے خود اُن قوموں کے بنی اسرائیل ہونے کا کافی ثبوت ہے وہ شہادتیں مختصراً حسب ذیل ہیں،

(۱) قومی روایت کی شہادت،

افغان بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ ہم بنی اسرائیل ہیں اُن کے مشہور خاندانوں کے پاس شجرہ اور نسب نامے ہیں جن سے اُن کا بنی اسرائیل ہونا ثابت ہوتا ہے ایک قوم کی متفق علیہ شہادت ایک ایسا زبردست ثبوت ہے جس کو ہم لاپرواہی سے نظر انداز نہیں کر سکتے ان کا دعویٰ ضرور سچائی پر مبنی ہے صرف موجودہ نسل ہی بنی اسرائیل ہونے کا دعویٰ نہیں کرتی بلکہ نسلاً بعد نسلاً افغان یہی دعویٰ پیش کرتے رہے ہیں ان کے نسب نامے ان کے دعوے کی تائید کرتے ہیں، پس ان کا یہ دعوے بے بنیاد نہیں ہو سکتا اگر یہ بنی اسرائیل نہیں ہیں تو کیا وجہ ہے کہ قوم قدیم سے بالاتفاق بنی اسرائیل ہونے کا دعویٰ کرتی چلی آتی ہے

پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ روے زمین پر کوئی اور ایسی قوم موجود نہیں ہے جو کہ گم شدہ اسرائیل قبیلوں کی اولاد ہونے کا دعوے کرتی ہو تو یہ امر افغانوں کے دعوے کو اور بھی تقویت پہونچاتا ہے، اگر ہم افغانوں کے دعوے کو رد کر دیں تو ہمیں کوئی اور قوم بتلانی چاہیے جو کہ گم شدہ اسرائیلیوں کی نسل میں ہونے کا دعوے کرتی ہو، اسرائیل قومیں فارس میں قید ہو کر آئی تھیں اور افغانستان فارس کی سرحد پر واقع ہے یہ بہت قرین قیاس ہے کہ وہ مشرق کی طرف بڑھی ہوں اور افغانستان اور کشمیر میں آباد ہو گئی ہوں یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہانِ فارس ان سے بہت بدسلوکی کرتے تھے ضرور وہ ان کے ظلم سے بچنے کے واسطے مشرقی بلاد میں آکر آباد ہو گئیں ان کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی پس ان کے واسطے ضرور تھا کہ وہ اپنے رہنے کے لیے اور گھر تلاش کریں۔

(۲) ظاہر خط و خال کے لیے شہادت،

ایک طرف تو افغان اپنی زبان سے بنی اسرائیل ہونے کا دعوے کرتے ہیں، دوسری طرف اُن کے خط و خال بزبانِ حال بیان کر رہے ہیں کہ ہم بنی اسرائیل ہیں اور کشمیریوں کے خط و خال افغانوں کی نسبت اور بھی زیادہ یہودیوں سے ملتے جُلتے ہیں ان کے پڑوس میں چینی اور ہندو ہیں مگر ان کے خط و خال افغانوں اور یہودیوں سے نہیں ملتے، ایک یہودی ایک پٹھان اور کشمیری کو ایک صف میں کھڑا کرو تو تم ضرور بول اُٹھو گے کہ یہ اپنی ظاہری شکل و شباہت میں بالکل باہم مشابہ ہیں،

(۳) لباس کی شہادت،

افغانوں اور کشمیریوں کا لباس بھی اس نتیجہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ یہ قومیں بنی اسرائیل ہیں یہ برخلاف ہندوؤں اور چینیوں کے لمبے اور ڈھیلے چغے پہنتے ہیں جس کا رواج بنی اسرائیل میں تھا جیسا کہ اناجیل سے بھی ظاہر ہوتا ہے،

(۴) رسم و رواج کی شہادت،

ان کی بہت سی رسومات یہودیوں کی رسومات سے مشابہ ہیں، مثلاً افغان منگنی اور شادی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور شادی سے پہلے اکثر لڑکی اور لڑکے میں بے تکلفی رہتی ہے۔

(۵) اخلاق اور اطوار کی شہادت،

یہودیوں کی طرح افغان بھی زود رنج، خود غرض، سرکش، کند ذہن، جاہل، تند مزاج سخت دل، کجرو، وغیرہ ہوتے ہیں،

(۶) اسمار کی شہادت۔

افغان صرف بنی اسرائیل ہونے کا دعوے ہی نہیں کرتے بلکہ ان کے قبائل، ان کے پہاڑوں اور ان کے دریاؤں کے نام بزرگان بنی اسرائیل کے نام پر رکھے گئے ہیں، مثلاً موسیٰ خیل تخت سلیمان، کوہ مری، کوہ سلیمان زئی، داؤدزئی، درہ خیبر وغیرہ وغیرہ، علاوہ ازیں اب تک افغانوں اور بنی اسرائیلیوں میں اسرائیلی ناموں کا بہت رواج پایا جاتا ہے،

(۷) شہروں کے ناموں کی شہادت،

گو یہ شہادت نمبر ۶ کے نیچے آسکتی تھی مگر چونکہ یہ نہایت ضروری ہے اور خاص کر پُرانے طرز کی ہے اس لیے میں نے اس کو ایک نئے عنوان کے نیچے رکھا ہے۔ افغانستان اور کشمیر میں بہت سے ایسے شہر ہیں جن کے نام شام کے قدیمی ناموں پر رکھے گئے ہیں جب ایک ملک کے لوگ کسی دوسرے ملک میں جاکر آباد ہوتے ہیں تو وہ اپنی نئی قرار گاہ میں ایک مصنوعی وطن بنا لیتے ہیں اپنے وطن کے خیال کو اپنے دماغ میں تازہ رکھنے کے واسطے وہ اپنے نئے شہروں اور اور دیہات کے نام اپنے اوطان مالوفہ کے ناموں پر رکھتے ہیں، جن میں کہ وہ پہلے آباد تھے اور جن کی یاد کو وہ اپنے صفحۂ دل سے محو کرنا نہیں چاہتے، ایک نئے ملک کے مقامات کے نام بتلاتے ہیں کہ وہ کس ملک سے نکل کر آئے اس کی ایک عمدہ مثل امریکہ کی آبادیوں میں ملتی ہے جہاں کہ اہل فرنگستان جاکر آباد ہوئے ہیں یہ لوگ

اپنے عزیز شہروں کے نام بھی اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے نئے گھروں کے وہی نام رکھے جو
جو اُن کے قدیمی گھروں کے نام تھے۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حب الوطنی
ایک ایسی چیز ہے کہ جہاں کہیں آدمی جاتے اپنے ملک کے نام بھی اپنے ساتھ لے جاتا ہے،
معلوم ہوتا ہے کہ ان دس بنی اسرائیلی قوموں نے بھی اس حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے
افغانستان اور کشمیر میں بہت سے شہر اور اضلاع ایسے ہیں کہ جن کے نام ملک شام کے
قدیمی شہروں کے ناموں سے ملتے ہیں، میں نیچے ایسے ناموں کی ایک فہرست دیتا ہوں
اور اُمید ہے کہ اگر اس امر کی طرف زیادہ توجہ کی جاوے تو اور بھی بہت سے نام نکل آویں گے

(۸) اناجیلی شہادت

اس بات کی اناجیل بھی تائید کرتی ہیں کہ افغان کشمیری گم شدہ اسرائیلی قبیلوں کی اولاد ہیں
کیونکہ اناجیل میں لکھا ہے کہ جب حضرت مسیحؑ پیدا ہوئے تو مشرق کے چند حکما ایک ستارے کی
رہنمائی سے ملک شام کو حضرت مسیحؑ کی زیارت کرنے کے لیے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ مشرق میں ایسے لوگ موجود تھے جن کو حضرت مسیحؑ کے آنے کا انتظار تھا اور اُنھوں نے
اُن کے ظہور کے لیے بعض نشان بھی مقرر کئے تھے سوائے بنی اسرائیل کے کسی قوم کو مسیحؑ کے
آنے کا وعدہ نہیں دیا گیا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکما بھی بنی اسرائیل میں سے تھے جو ایک
ستارہ دیکھ کر ملک شام کو مسیحؑ کی زیارت کے لیے گئے، جب اُنھوں نے ستارہ کو دیکھا
تو اُنھوں نے نتیجہ نکالا کہ وہ مسیحؑ جس کے ظہور کا یہ ستارہ نشان ہے ملک شام میں پیدا ہو گیا ہے
جو کہ بنی اسرائیل کا اصل وطن ہے اس لیے وہ لمبا فاصلہ طے کر کے مسیحؑ کی زیارت کو آئے،

(۹) قبر کی شہادت

سری نگر میں ایک قبر بھی ہے جو کہ نبی صاحب کے نام سے مشہور ہے یہ قبر بھی میرے نزدیک
ان کے بنی اسرائیل ہونے کی ایک دلیل ہے لفظ نبی قابل غور ہے اگر یہ شخص ہندوستان کا
رہنے والا ہوتا تو بدھ یا اوتار یا رکھی وغیرہ ناموں سے مشہور ہونا چاہیے تھا نہ کہ نبی کے نام سے

لفظ نبی سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ بنی اسرائیل قوم کا نبی تھا چونکہ نبی کا لفظ اسرائیلی نبی ہی پر بولا جاتا ہی مسلمان بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کہتے ہیں مگر ہمیں یہاں مسلمانوں سے تعلق نہیں کیونکہ کشمیر کا نبی مسلمانوں کا پیغمبر نہیں ہو سکتا مسلمانوں کا ایک نبی ہی جو کہ عرب ہی میں پیدا ہوا اور عرب میں ہی وفات پائی پس سری نگر کا نبی ضرور ایک اسرائیلی نبی تھا اور کشمیر کی دارالخلافت میں ایک نبی کی قبر کا ہونا اس امر کی قطعی شہادت ہی کہ اہالیان کشمیر بنی اسرائیل ہیں اور اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ کیونکر کشمیر میں ایک نبی آیا بنی اسرائیل خدا کی ایک برگزیدہ قوم تھی اور خداوند تعالی ہمیشہ ان کی طرف ایک نبی بھیجتا رہا ہی صریحاً معلوم ہوتا ہی کہ مشرقی لوگ ایک نبی کے ظہور کا انتظار کر رہے تھے اور سری نگر کی قبر ہم کو بتلاتی ہی کہ خدائے تعالی نے ان کی اُمیدوں کو پورا کیا حق تو یہ ہی کہ مشرقی اسرائیلی قومیں شام کے بنی اسرائیل کی بہ نسبت اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کی طرف ایک نبی بھیجا جاوے کیونکہ شام میں صرف دو قومیں رہتی ہیں اور مشرق میں دس قومیں آباد تھیں اگر خدائے تعالی نے شام کی دو قوموں کی طرف ایک مسیح بھیجکر اپنے وعدے کو پورا کیا تو کیوں اُس نے مشرقی دس قوموں کو اس نعمت سے محروم کیا سری نگر کی قبر شہزادہ نبی یوز آسف کی قبر کہلاتی ہی کشمیر کے لوگ اور کشمیر کی تاریخ بالاتفاق یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ نبی قریباً اُنیس سو برس ہوئے کہ شام کی طرف سے اس مُلک میں آیا اور کچھ مدت وعظ کرتا رہا آخر اس جگہ وفات پائی اور محلہ خان یار میں مدفون ہوا۔

(۱۰) مشہور محققین کی شہادت،

میں آخر میں چند محققین کی رائے درج کرتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہی کہ افغان اور کشمیری بنی اسرائیل ہیں سول اینڈ ملیٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۳ نومبر ۱۸۹۸ء میں ایک مضمون سواتیوں اور آفریدیوں کی بابت شائع ہوا تھا جس کو اڈیٹر نے نہایت ہی قیمتی اور دلچسپ مضمون بیان کیا ہی اس مضمون کا لکھنے والا مسٹر ٹامس ہولاک اس طرح پر لکھتا ہے

افغان اپنے آپ کو بنی اسرائیل کہتے ہیں اگر اس قوم کا بنی اسرائیل کے ساتھ قدیمی تعلق نہ مانا جاوے تو پھر یہ بیان کرنا مشکل ہوگا کہ ان میں عام طور پر بنی اسرائیل نام کیوں رائج ہیں ان کا قول اگر کسی سچی بنیاد پر قائم نہیں ہی تو کیا وجہ ہی کہ ان میں بعض یہودیوں کی رسومات پائی جاتی ہیں مثلاً عید فسح کا ماننا وغیرہ افغانوں میں جو نہایت ہی تعلیم یافتہ ہیں وہ اپنا بنی اسرائیل ہونا بڑے اصرار سے بیان کرتے ہیں، میرے نزدیک افغانوں کا مسئلہ صحیح طور پر اس طرح حل ہوتا ہی اگر یہ مانا جاوے کہ یہ بنی اسرائیل ہیں جو قدیمی راجپوتوں میں مل جل گئے ،

ایچ . ڈبلیو ، سی ، ایس ، آئی اپنی تصنیف اقوام افغانستان کے صفحہ پندرہ ۱۵ پر لکھتے ہیں "ان لوگوں کی روایت ہی کہ ہمارا اصل وطن ملک شام ہی جہاں سے بخت نصر ہمیں قید کرکے لے آیا اور فارس اور امیدیہ کے مختلف حصوں میں آباد کیا ان مقاموں سے انھوں نے مشرق کی طرف نقل مکان کیا اور غور کے پہاڑی علاقوں میں آباد ہو گئے" اس کی تائید میں اسدیاس کی بھی شہادت ہی جو کہتا ہی کہ "اسرائیل کی دس قوموں نے ارزرت ملک میں پناہ لی" یہ خیال کیا گیا ہی کہ ارزرت وہ علاقہ ہی جس کو آجکل ہزارہ کہتے ہیں یہ بھی بیان کیا گیا ہی کہ شنسبانی خاندان کے زمانے میں افغانستان میں ایک قوم رہتی تھی جن کو بنی اسرائیل کہتے تھے اور ان میں سے بعض اردگرد کے ممالک کے ساتھ تجارت بھی کیا کرتے تھے، کرنیل ، جی ، بی ، فلیس ، سی ، ایس ، آئی اپنی کتاب تاریخ افغانستان میں اس طرح پر لکھتا ہی عبد اللہ خاں اور دوسرے افغان مصنفوں کی پیروی کرکے فریر صاحب کی یہ رائے ہی کہ افغان دس گم شدہ اسرائیلی قوموں کی اولاد ہیں اور بھی کئی محققین اس رائے کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں چنانچہ سر ولیم جونس جیسا عظیم الشان آدمی بھی یہی عقیدہ رکھتا ہی ، اے ، کے جونسٹن افغانوں کی مندرجۂ ذیل روایت بیان کرتا ہی جب نادر شاہ پشاور میں پہونچا یوسف زئی قوم کے سرداروں نے ایک بائبل اس کے آگے پیش کی جو کہ عبرانی لکھی ہوئی تھی اور کئی اور

چیزیں بھی پیش کیں جو کہ وہ اپنی قدیمی عبادت میں استعمال کیا کرتے تھے جن کو انھوں نے حفاظت سے رکھا تھا جو یہودی لشکر کے ساتھ تھے انھوں نے ان چیزوں کو فوراً پہچان لیا،

اسے، بلفور، ایل آر مصنف انسائیکلو پیڈیا آف انڈیا لکھتا ہے، افغانوں کی شکل یہودیوں سے ملتی ہے ایک رسم میں افغان یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی بیوہ سے شادی کر لیتا ہے،

ڈاکٹر بلیس بعض رسومات کا ذکر کرتا ہے جو یہودیوں کی رسومات سے ملتی ہیں جو کہ درۂ خیبر کے کونوں میں پائی جاتی ہیں ان کے بال مشرقی یہودیوں کی طرح ہوتے ہیں،

جینس بائی ایم، اے، ایف، جی، ایس اپنی کتاب انسائیکلو پیڈیا آف جاگرفی میں لکھتا ہے "تمام سیاح اس بات پر متفق ہیں کہ افغانوں میں اور گرد و نواحی قوموں میں بڑا فرق ہے اور سب افغان ایک ہی نسل کے معلوم ہوتے ہیں یہ اپنی شکل اور خط و خال میں یہودیوں سے بہت ملتے جلتے ہیں وہ ہی مصنف اہلِ کابل کی نسبت ذکر کرتا ہوا کہتا ہے کہ یہ لوگ دراز قد ہوتے ہیں سیاہ آنکھوں والے نمایاں خط و خال والے اور اُن کے چہرے بالکل یہودیوں کی طرح ہیں، کرنیل بول سی، بی انسائیکلو پیڈیا برطانیہ میں افغانستان کی نسبت لکھتا ہے کہ اس ملک کی عورتیں یہودیوں کی سی خوب صورت خط و خال رکھتی ہیں اور یہی بات مردوں میں بھی پائی جاتی ہے۔

یہ مضمون جس قابلیت سے لکھا گیا ہے میں اس کی خوبی کی بابت اپنی یادداشت لکھنا ہیچ کارہ سمجھتا ہوں، مگر اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ میں صرف افغانوں کے نسب کی بحث کے متعلق پیش کرنا چاہتا ہوں، کشمیری نسب میری تحقیقات سے باہر ہے، میں نے یہاں تک چھ راویوں کا حوالہ دیا ہے، (تاریخ فرشتہ، آخون درویزہ، مطلع الانوار، مخزن افغانی، حیاتِ افغانی، ترجمہ مضمون سول ملٹری گزٹ) اور تاریخ نیرنگ افاغنہ

(ساتویں رائے) مذبذب ہی۔ ان میں سے فرشتہ مطلع الانوار کا بیان در بارہ نسب بالکل بے سروپا ہی، اور حیات افغانی کا مصنف اختلاف کرنے والے فریق کا مقلد ہی، آخون درویزہ کا بیان صاف سیدھا ہی، اور باقی دو مضمون آخون کی تائید میں ہیں،

یوروپین مورخ اس مضمون نسب پر تخمیناً اٹھارھویں صدی سے متوجہ ہوتے ہیں اور اب تک کسی عالم ایشیائی زبان نے ان حالات کی جرح قدح ایشیائی طرز سے نہیں کی، البتہ ایک نامور قدردان کا نام سب کے سامنے ہی، اور وہ سر ولیم جونس تھا جنھوں نے ایشیائی علوم کی تحقیقات کی بنیاد ڈالی، اور سب سے پہلے اس گم شدہ اسرائیلی قوم کی تلاش شروع کی اور ان کو افغانستان کے پہاڑوں سے نکالا، اسی محقق کا دل و دماغ اور استقلال تھا کہ تیرہ سو برس کی گم شدوں کی نشانیاں دیکھکر پہچانا (بیت المقدس سے نکلنے اور غور میں رہکر اسلام لانے کا یہ زمانہ ہی) فارسی مورخ دو تیرہ و تاریک راہیں بتلا گئے تھے یعنی مصر، اور بیت المقدس (قبطی. اسرائیلی) مگر کسی نے تحقیق سے قطعی فیصلہ نہ کیا، غیر قوم اور غیر مذہب کا خضر راہ ہوا اُس کی پہلی تحقیقات نے بھی یہی تجویز کی کہ یہ بیت المقدس کے آوارہ گروہیں، افسوس ہی کہ اس محقق کی پوری رائے میرے سامنے نہیں ہی، سب مورخوں نے بالاتفاق یہی لکھا ہی کہ سر ولیم کی یہ رائے ہی کہ افغان ہی اسرائیل ہیں۔

پہلا اختلاف اس رائے سے جو میرے سامنے ہی وہ آنریبل الفنسٹن بڑے نامور مورخ کا ہی، اُن کی مشہور تاریخ افغانستان میرے سامنے ہی اس سے اُن کی رائے ترجمہ کرتا ہوں

تاریخ الفنسٹن صفحہ انگریزی ۱۹۸ الغایتہ ۲۰۹ -

افغانوں کو جو کوئی بھی دیکھے گا وہ اُن کی جرأت اور عالی ہمتی کی تعریف کرے گا اُن کی مہماں نوازی اور اُن کے بہادرانہ اور سادہ اطوار جو اہل شہر کی خوشامد اور دیہاتیوں کے حمق سے پاک ہوتے ہیں پسند کرے گا اور غالباً بعد تجربہ کے یہ معلوم ہوگا کہ اگرچہ اُن میں

بہت سی عادتیں ایسی ہیں جو ناقابلِ پسند ہیں تاہم اُن میں بہت سی نیکیوں کی جڑ موجود ہی اور جو شخص اُن کی مضبوط اور چست شکل کو دیکھے گا وہ تعریف کیے بغیر نہ رہے گا اُن کا خوش نما رنگ اور یورو پین خط و خال اُن کی دستکاری اور حوصلہ مندی اور مہمان نوازی اور تحمل اور عیش و عشرت سے نفرت جو ہر بات سے اُن کی ٹپکتی ہی اور ان سب سے زیادہ اُن کی آزادگی اور استقلال کی عادت قابلِ مدح ہیں، فی الجملہ ایک سیاح کا خیال اپنے نئے آشنا کی نسبت اچھا ہوگا اور وہ یہ محسوس کرے گا کہ اگرچہ وہ عام ایشیائی عیوب سے آلودہ ہیں مگر وہ اُن لوگوں کے مقابلہ سے اچھا سمجھیگا جن سے اُس کو ملنے کا اتفاق ہوا ہی اور افغانوں کے حالات میں دلچسپی اور توجہ کرے گا اور اُن کو پسند کرے گا میں افغان نام کی اصلیت پر اب بحث کرنے والا ہوں یہ نام تمام قوم پر حاوی ہی اگرچہ اس نام کی اصلیت مبہم ہی مگر غالباً یہ نام نیا ہی خود افغانوں کو بھی یہ نام فارسی زبان سے ملا ہی اُن کا قومی نام پشتون ہی جس کی جمع پشتنہ ہی اور بردرانی اس کو پختنہ کہتے ہیں میری رائے میں ہندوستانی نام پٹھان اسی سے نکلا ہی۔

عرب اُن کو سلیمانی کہتے ہیں یہ امر بالکل مبہم ہی کہ سلیمانی نام کس وجہ سے قائم ہوا آیا اُن کے کوہِ سلیمان کے رہنے کی وجہ سے یہ نام ہوا یا کسی سردار کا اُن کے یہ نام تھا جو ابتدائً بروقت حملہ عرب کے اُن سے لڑا یا کوئی دوسرا ایسا سبب ہی جو اُن کے نسب یہودی ہونے کے متعلق ہو۔

اُن کا کوئی ایک نام اُن کے خود مُلک کے لیے نہیں ہی کبھی وہ ایرانی نام افغانستان استعمال کرتے ہیں اور ڈاکٹر بیدن کہتا ہی کہ اُن کا نام پشتنہ خان ہی مگر (یہ خرابی پختنہ کی ہی) میں نے کبھی یہ نام نہیں سُنا تمام اقوام اس پر متفق ہیں کہ وہ بہت قدیم زمانہ میں غور میں آکر آباد ہوئے اور کوہِ سلیمان پر بھی اُن کا شروع سے قبضہ ہوا کوہِ سلیمان کا نام تمام جنوبی پہاڑ افغانستان پر نویں صدی سے حاوی ہی اُس زمانہ میں بڑا حصہ اس قوم کا

فارسی خاندان سامانیہ کے ماتحت تھا یہ پایا جاتا ہی کہ محمود اور دیگر
غزنی کے پادشاہوں کی فوج میں بہت سے پٹھان تھے مگر وہ لوگ جو غور میں رہتے تھے
وہ آزاد اور خود مختار تھے اور اُن میں اپنی قوم کا پادشاہ تھا اور وہ اپنے پادشاہوں کا
نسب ضحاک سے ملاتے تھے اس شجرۂ نسب کا اگرچہ میر خوند ذکر کرتا ہی اور تاریخ فرشتہ
اُس کی تائید کرتا ہی مگر ہم کو بہت مشتبہ معلوم ہوتا ہی اور یہ امر قطعی ہی کہ شاہانِ غور سوری
افغانوں کی نسل سے تھے اور اُن کا خاندان بہت ہی قدیم تھا یہاں تک کہ گیارھویں
صدی میں بھی وہ بہت قدیم خیال کیا جاتا تھا اُن کے قدیم شہر غور اور فیروزکوہ تھے
اور شاید بامیان بھی اُنھیں کا تھا افغان کہتے ہیں کہ ہم نسل سے افغنہ کی ہیں اور
اور یہ بیٹا ارمیہ یا برقیہ کا تھا اور وہ طالوت پادشاہ اسرائیل کا بیٹا تھا اور اُن کی
سب تاریخیں تذکرۂ بنی اسرائیل اور حضرت ابراہیمؑ سے بھری ہوئی ہیں جو اُن کی تاریخوں
میں ذکر ہی اُسی سے اور مسلمان بھی متفق ہیں اور اگرچہ ان تذکروں میں جابجا افسانے بھی
ہیں مگر توریت سے کچھ بڑا اختلاف نہیں ہی، بعد مجوس ہونے کے افغانوں کا یہ قول ہی
کہ افغنہ کی اولاد کچھ غور میں آئی اور کچھ عرب کو چلی گئی، یہاں تک تو اُن کا بیان
خلاف قیاس نہیں معلوم ہوتا یہ سب جانتے ہیں کہ منجملہ بارہ قوموں کے دس قومیں مشرق
کی جانب رہیں اور دو قومیں جوڈیا کو واپس آئیں اور جب یہ فرض کرلیا جاوے کہ افغنہ
اُنھیں کی نسل سے تھا تو گم ہونا اور پھر ظاہر ہونا دس قوموں کا منکشف ہوجاتا ہی اور دوسرے
اُن کے بیان کی اس سے تصدیق ہوتی ہی کہ حضرت کے زمانہ میں عرب میں یہودی کثرت
سے تھے اور یہ گروہ بالخصوص خیبر میں رہتا تھا افغانستان میں بھی خیبر نام ایک حصۂ ملک کا
ہی یہ منصوبہ بظاہر قابلِ قیاس ہی اور سچ بھی ہوسکتا ہی مگر جب اُس کی اچھی طرح سے
جرح قدح کی جاوے اور اُس کا اندازہ کیا جاوے تو یہ معلوم ہوگا کہ اس کی بنیاد
ایک بعض مبہم روایت پر ہی اور اُس روایت میں بھی بہت سے اضداد اقوال جمع ہیں،

افغانی مورخ یہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل جو غور میں تھے اور جو عرب میں تھے اُن دونوں میں توحیدِ خدا کا اعتقاد قائم تھا اور اُن کے مذہبی اعتقاد کی صفائی باقی تھی اور جب پیغمبر آخر الزماں مبعوث ہوئے تو ہمارے عربی بھائیوں نے ہم کو بلایا اور بالخصوص خالد بن ولید نے ہم کو اطلاع کی اس شخص نے شام میں بڑی ناموری پیدا کی تھی اور دین کی بڑی معاونت کی اس اطلاع پر قیس عبدالرشید روانہ ہوا عربی مورخ کہتے ہیں کہ خالد اُن کی قوم سے تھا اور اُن کی کسی روایت میں قیس کا ذکر نہیں کہ حضرتؐ کے صحابیوں میں سے تھا افغان مورخ کہتے ہیں کہ ہماری قوم کے لوگ کثیر التعداد عرب میں گئے تھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے پشتو زبان کو دوزخیوں کی زبان کہا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اپنی زبان وہاں بولتے تھے اور دوسرا بعید از قیاس یہ ہے کہ سب افغان اُسی قیس کی نسل سے اپنے آپکو قرار دیتے ہیں خود افغان مورخوں نے اپنے قول کا بطلان ظاہر کیا ہے کہ طالوت حضرت ابراہیم سے پچپن ۵۵ پشت کے بعد ہوا اور قیس طالوت سے سینتیسویں ۳۷ پشت میں تھا پہلا تذکرہ اُن کا توریت سے غلط معلوم ہوتا ہے، اور دوسرا قول اُن کا اس سبب سے غلط معلوم ہوتا ہے کہ سوا سو برس میں سینتیس ۳۷ پشت بعید از قیاس ہیں اور ان واقعات کے ساتھ یہ بھی قابلِ غور ہے کہ طالوت کے کوئی اولاد ارمیہ یا برقیہ کے نام سے نہ تھی اور اگر افغنہ نام کا پوتا تسلیم بھی کیا جائے تو اس نام کا کہیں پتہ نہیں لگتا اس وجہ سے میں افغانوں کو بنی اسرائیل قرار نہیں دیتا ؛

لوٹ، مندرجہ تاریخ ایلفنسٹن ،،

مسٹر ونسی ٹارٹ کے ترجمہ پر سر ولیم جونس نے مختصراً افغانوں کے نسب پر بحث کی ہے جو جلد دویم آرٹیکل چار میں درج ہے، یہ قابل عالم اس فرضی نسب افغانوں کو بدیں وجوہ سچا خیال کرتا ہے، **اوّل** دلیل یہ ہے کہ نام حضرت ارزیت سے ملتا ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں بقول اسدیاس یہود نکالے گئے تھے مگر اس حجت پر قابل اطمینان بحث نہیں ہوئی

اور یہ اس وجہ سے باطل ہی کہ ہزارہ ایک قوم حال کی رہنے والی ہی اور انھوں نے اس حصہ افغانستان کو اپنے نام پر جاری کیا ہی، **دوسری** دلیل یہ ہی کہ جن روایتوں پر بحث ہو چکی ہی جن مورّخوں کا ذکر ہو چکا ہی وہ قابلِ اعتبار نہیں ہی،

تیسری دلیل افغانی ناموں پر ہی جو یہودیوں کی مثل ہیں یہ نام افغانوں نے عربوں سے نقل کئے ہیں افغانوں کے قدیم نام یہودیوں سے نہیں ملتے۔

آخر دلیل یہ ہی کہ پشتو اور عبرانی زبان میں مشابہت ہی اور افغانوں اور یہودیوں کی عادت میں بھی مطابقت ہی مگر ایسی مشابہت اس درجہ سوسائٹی میں اکثر پائی جاتی ہی اور اگر یہ مشابہت شناخت کے لیے تسلیم کی جائے تو تاتار، اور عرب اور جرمن اور روس ایک ہی خیال کیے جاوینگے۔

بعض یوروپین مورخوں کی یہ بھی رائے ہی کہ افغان اور کاکیشین قوم ایک ہی اُن کا یہ بھی خیال ہی کہ افغان آرمینیوں کی نسل سے ہیں۔ اس امر کی کوئی حجت نہیں ہی اور ارمینین نسل ہونا افغان قبول نہیں کرتے اگرچہ آرمینیا والے قبول کرتے ہیں۔

میں نے اس قابل مصنف کی رائے پر خوب غور کیا، اور سر ولیم جونس کی رائے کی جس طرح تردید کی ہی وہ بھی دیکھی، میں اوّل ذاتی رائے پر بحث کرونگا، بعدہٗ تردید پر، ہر قوم کی شناخت ظاہری سب سے پہلے جو انسان کے سامنے ہی وہ اُس کے خط و خال ہیں، تمام یوروپین مورخ بلا کسی استثنا کے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ افغانوں کے خط و خال اور شباہت یہودیوں سے ملتی ہی، مگر ایک لفظ بھی مشابہت کا تجویز میں نہیں ہی اور سب سے نرالی بات جو اُن کی تجویز میں نہیں اور ابتدائی تذکرہ اطوار و عادات میں ہی یہ ہی کہ افغانوں کی شباہت یوروپین کی سی ہی۔ مراسم کا ماہر مورخ بعد مقابلہ شکل کے اندازہ کرتا ہی مگر افغانی نسب کے تذکرے میں ایک لفظ نہیں تردید میں ذکر سرسری ہی کہ مشابہت اطوار قابلِ لحاظ نہیں، یہ معلوم ہوتا ہی کہ قومی شناخت کے لیے اس کو ضروری نہیں سمجھا،

سرجان مالکم نے اپنی تاریخ ایران میں افاغنہ کے نسب پر بحث کی ہے اُس میں شباہت کا مقابلہ کرکے یہ لکھا ہے۔

"ہر چیزے کہ اندک استدلال دریں باب مے تواں کرد این ست کہ ایں طائفہ از ہمہ حیثیت با مردم ایران، و اتراک، و تاتار، و اہالی ہندوستان امتیاز و اختلاف کلّی دارند پس باید کہ اصل شاں از طائفہ دیگر باشد"

اس رائے میں شباہت اور مراسم سب پر لحاظ کرنا پایا جاتا ہے، لفظ ہمہ حیثیت سب باتوں پر حاوی ہے، اور تعجب خیز یہ امر ہے کہ آنریبل مورّخ نے دوسرے موقع پر اپنی تاریخ کے صفحہ ۲۴۰ پر ذکر کیا ہے کہ بعض مراسم افغانوں کے یہودیوں کے موافق ہیں، مورّخ ممدوح نے افغانوں کو اسرائیلی نسب سے ناموں کی اور شجرے کی غلطی سے خارج کیا ہے، مراسم اور شباہت کے تطابق کو ناموں اور شجرے کی غلط بیانی کی وجہ سے قابل لحاظ نہیں سمجھا میں ایک دوسری جگہ عبرانی ناموں پر بحث کرونگا، اُس وقت اس غلطی نام اور شجرے کا انکشاف ہوگا، سر ولیم جونس کی رائے اسرائیلی نسب کی تردید بعد اپنی رائے قائم کرلے کے آنریبل الفنسٹن نے کی ہے، اصلی رائے سر ولیم نہیں لکھی اس لیے میں اچھی طرح اندازہ نہیں کرسکتا، یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تردید نہایت سرسری ہے، زیادہ اسرار ارزرت مقام کی بابت ہے۔ نقشۂ افغانستان مشمولۂ جلد دوم تذکرۂ عبدالرحمانی میں حضرت نام کا ایک مقام ہزارہ جات سے الگ درج ہے، اس لیے آنریبل مورّخ کی تاویل حضرت مقام کی ہزارہ جات سے غلط ہے، سر ولیم جونس محقق ہے اُس کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ہزارہ جات کو جو چنگیز خانی مغول کی آبادی تھی اُس کو ارزرت سمجھا، حقیقت میں ایک حضرت مقام واقعی ہے ہزارہ جات سے الگ موجود ہے و لائق تحقیقات ہے۔

الفنسٹن کی رائے تردید نسب اسرائیلی کو جو شخص پڑھے گا وہ افغانوں کے مکارم و محاسن اور اُن کے ادعاء اسرائیلیت و شجرہ کو اس خوبی سے لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے

کہ وہ طرفدار ہی، مگر تردید نسب کے بیان میں جو رائے ہی وہ بالکل کمزور ہی، اور سر ولیم جونس کی تردید اُس سے بھی سرسری ہی، بعد پڑھنے اس مصنف کی رائے کے اگر رائے اخبار سول ملٹری گزٹ نمبر ۹ کی پڑھی جائے تو الفنسٹن کی رائے تردید نسب کسی قابل نہیں رہتی، اور اُس کے بعد تین نامور اور تجربہ کار مورخوں کی رائے یعنی برنس، بیلو، اور ہنیفٹ کی پڑھی جاسے تو الفنسٹن کی تردید کا اثر کچھ بھی باقی نہیں رہتا، مسٹر برنس ایک لائق سیاح ہی اور افغانستان میں رہا ہی، اور ڈاکٹر بیلو، اور مسٹر ہنیفٹ بڑے واقف کار ہیں جنھوں نے تمام عمر افغانوں کے ساتھ گذرانی اور تجربہ کیا،

مسٹر برنس اپنی کتاب سیاحت بخارا کے صفحہ ۱۳۹ پر لکھتے ہیں کہ افغان اپنے آپکو بنی اسرائیل کہتے ہیں اور یہودی نام سے بہت کراہیت کرتے ہیں افغانوں میں مثل یہودیوں کے یہ دستور ہی کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی بیوہ سے شادی کرتا ہی اور یہ دستور توریت کے بموجب ہی جبکہ افغانوں میں یہودی نام سے ایسی کراہت ہی تو بغیر کافی وجہ کے اُس قوم کی ایک شاخ وہ نہیں قرار دیسکتے چونکہ ثابت ہی کہ ایک گروہ بنی اسرائیل کا شرق کی طرف آیا ہم کو کوئی وجہ اس کے رد کرنے کی نہیں ملتی اور ہم کو قبول کرنا چاہیے کہ افغان اُن یہودیوں کی اولاد سے ہیں، میں یہ جانتا ہوں کہ میں ایک بڑے شخص سے اختلاف کرتا ہوں (یعنی مسٹر الفنسٹن) مگر میری یہ رائے معقول وجوہات پر ہی۔

ڈاکٹر بیلو، اپنی سیاحت مشن افغانستان مصنفہ ۱۸۵۷ء افغانوں کی بابت صفحہ ۲۰ پر یہ رائے لکھتے ہیں، افغان حکمراں قوم ہی اور اُن کی تعداد تین ملیان ہی اُن سے اور دیگر باشندگان سے ہر بات میں فرق ہی، صورت، معاشرت، لباس، مراسم، عادات میں سب اقوام سے نرالے ہیں، اُن کی زبان پشتو یا پختون ہی، اس زبان کا تلفظ غیر ملک والوں کے لیے نہایت دشوار ہی، صرف نحو اس زبان کی نہایت آسان ہی، مگر ترکیب فعل کی مثل عبرانی زبان کے ہی،

پشتو کے لفظوں کی خاص آواز ہی جو کسی اور ایشیائی زبان میں نہیں پائی جاتی ہی صفحہ ۴۲ افغان سنی مذہب ہیں اور مذہب کی سختی سے پابندی کرتے ہیں مگر افغانوں میں بعض مذہبی رسومات ایسی ہیں جو اُن کو عبرانی ظاہر کرتی ہیں، شادی کے مراسم افغانوں کے بالعموم مسلمانوں کے سے ہیں، مگر بادیہ نشین اقوام میں یہ رواج ہی کہ منگیتر ایک معین مدت اپنے خُسر کی خدمت کرے تاکہ عورت اُس کو ملے جیساکہ حضرت یعقوب نے لبن کی خدمت اُس دختر حاصل کرنے کے لیے کی تھی، صفحہ ۴۶ افغان اپنی قوم بنی اسرائیل قرار دیتے ہیں، مگر کوئی معتبر ثبوت اُن کے پاس نہیں جو اُن کے پاس تحریری ثبوت ہی وہ بزرگوں کے اقوال کی بُنیاد پر ہی، ان اقوال میں اکثر یہ ذکر ہی کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو مصر سے کیسے نجات دی اور تابوت سکینہ کیسے قبضے میں آیا اور جنگ قوم عمالقہ کا ذکر ہی، یہ واقعات مذہب اسلام میں موجود ہیں اور اس وجہ سے گمان ہوتا ہی کہ یہ قصّے افغانوں نے بنائے مگر انصافاً یہ چاہیے کہ اُن کے خلاف بھی کوئی ثبوت ہو کہ افغان جو دعوے بنی اسرائیل ہونے کا کرتے ہیں وہ غلط ہی، میرا یہ سوال ہی کہ آیا قوم افغان جو یہودیوں کے نام سے نفرت کرتی ہے وہ اپنے آپکو یہودیوں کی ایک شاخ ظاہر کرے، یقیناً بنی اسرائیل کے نام سے نہ اُن کے ہمسایہ قدر کرتے ہیں اور نہ دیگر اقوام میں اُن کی قدر ہی بلکہ اُن کے ہمسایہ اُن کو بہت بُرا خیال کرتے ہیں، یہ قوم بڑی سرکش ہی مثل قدیمی یہودیوں کے گناہوں کے عادی ہیں،

صفحہ (۵۰) سردار غلام حیدر خاں ولی عہد امیر کابل نے مجھے سات جلد کتب تواریخ افاغنہ عنایت کیں اُن سے نسب افاغنہ کی بابت خلاصہ حسب ذیل درج کرتا ہوں ان تاریخوں میں سے پانچ فارسی زبان میں ہیں، دو پشتو میں ۱۵۰ سال سے لے کر ۲۵۰ برس کی تصنیف ہیں، افغان اپنا نسب ملک طالوت سے ملاتے ہیں اور بخت نصر نے جب بیت المقدس کو تباہ کیا اُس وقت غور میں آکر آباد ہوئے،

یہاں کے قدیم باشندوں سے برابر جنگ رہی، افغان توریت خواں تھے اور موسیٰ کے احکام کے پابند تھے، جب نبی آخر الزماں عرب سے مبعوث ہوتے اور جب خالد بن ولید (جو عرب میں بنی اسرائیل تھا) مسلمان ہوا تو اُس نے غور کے بنی اسرائیلیوں کو نبی کے مبعوث ہونے کی خبر دی، اور یہاں سے قیس اور دیگر سر برآوردہ افغان عرب کو گئے اور وہاں جاکر مسلمان ہوئے باقی دیگر حالات وہی معمول ہیں جو دیگر تواریخ افاغنہ میں درج ہیں،

صفحہ (۵۶) اصلی نام افغانوں کا پختون یا پشتون ہے، یہ لفظ عبرانی ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ سُریانی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی آزاد شدہ کے ہیں،

صفحہ (۶۶) افغانوں کی شکلیں اور عادات یہودیوں کی سی ہیں، اور باوصف اس کے کہ وہ اور قوم کی لڑکیاں کبھی بیاہ لیتے ہیں مگر اپنی لڑکی غیر قوم میں کبھی نہیں دیتے، اس لیے صورتیں کبھی نہیں بدلتیں،

صفحہ (۶۷) قربانیوں کا خاص دستور افاغنہ میں ہے کہ جب کوئی وبا آتی ہے تو بھیڑ یا بکری کی قربانی وبا کے دُور کرنے کے لیے مثل یہودیوں کے کرتے ہیں،

صفحہ (۶۸) اگر کسی کے ہاتھ سے نقصان پہونچا ہو تو نقصان پہونچانے والا ایک برتن جلتی ہوئی آگ کا سر پر لے کر نکلے گا۔ قرعہ کے ذریعہ سے آراضی موروثی تقسیم کی جاتی ہے اور یہی طریقہ یہودیوں میں بھی جاری تھا اُس کو پوچھ یا پرہ کہتے ہیں،

صفحہ (۷۰) ولیوں کی تعظیم اور تکریم اور مزاروں کی پرستش انتہا درجہ کی افغانوں میں جاری ہے ایک غزنی میں ۱۹۷ مزار ہیں یہی حالت بنی اسرائیل کی توریت سے معلوم ہوتی ہے۔

صفحہ (۷۲) ان دستورات پر غور کرنے سے تائیدی ثبوت افغانی تاریخ کا ہوتا ہے

صفحہ (۷۵) ۵۸۷ ق م بیت المقدس ویران کیا گیا، اُس کے بعد غور میں آکر

افغان آباد ہوئے اور خاندان غور سے افغانوں کی شاخ ہی،

صفحہ (۷۶) شہاب الدین غوری نے بعد بربادی خاندان غزنی افغانوں کو قندہار کابل، باجوڑ، سوات، ہشت نگر، کوہ سلیمان، میں معہ اُن کے خاندان اور مویشیوں کے آباد کیا،

صفحہ (۷۸) محمود کے زمانے میں افغان پھیلنا شروع ہوئے اور اُس کی فوج میں افغان سرداروں کا عروج تھا اور ہندوستان کے حملوں میں افغان سرآوردہ تھے اُنھیں کے سبب سے کامیابی ہوئی اور اکثر جگہ ہندوستان میں محمود نے آباد کیا، ملتان، ڈیرہ جات میں آباد ہوئے،

صفحہ (۸۰) ۱۱۵۰ء میں غوری خاندان نے غزنی کو دُور کر کے سلطنت قائم کی یہ سلطنت ۱۲۱۴ء تک قائم رہی،

صفحہ (۸۱) ۱۱۹۳ء میں ابراہیم لوئی یا لودی افغان ہندوستان کا بادشاہ ہوا ۱۵۲۵ء میں بابر نے یہ سلطنت تہ وبالا کی اور پھر چند سال تک شیر شاہ سوری خاندان نے سلطنت قائم کی،

(۴۲) مسٹر ہینٹ اپنی کتاب حالات سرحدی افغاناں مطبوعہ ۱۹۰۹ء صفحہ ۳۱ و ۳۲ میں یہ لکھتے ہیں کہ ایک عرصہ سے افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے میں اختلاف چلا آتا ہی اور اُس میں دو گروہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں ایک فریق یہ خیال کرتا ہی کہ یہ مسلمہ تاریخی مسئلہ ہی کہ افغان منجملہ دس گروہ بنی اسرائیل گم شدہ کے ہیں، اور دوسرا فریق بنی اسرائیل کے نسب کی تردید کرتا ہی ہوشیار افغانوں سے پوچھا جائے تو وہ فوراً یہ کہیں گے کہ ہم اولاد بنیامین سے ہیں اور اپنا شجرہ طالوت سے ابراہیم تک ظاہر کرینگے اور وہ ہمیشہ بالعموم اس کا ادعا کرتے ہیں کہ ہم بنی اسرائیل ہیں، ایک سیاح مسمیٰ اڈولف یہ بیان کرتا ہی کہ افغان ملا خداداد نے ایک تاریخ مجھے دکھائی

اُس میں لکھا تھا کہ طالوت کا پوتہ افغنہ اور آصف کا بھتیجہ ہے اور حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں بیت المقدس اُس نے بنایا تھا سلیمانؑ کی وفات سے ڈیڑھ برس بعد وہ یروشلم سے دمشق کو بوجہ بدچلنی کے نکالدیا گیا بخت نصر یہودیوں کو بیت المقدس سے بابل کو لے گیا اور افغنہ کی اولاد جو دمشق میں رہتی تھی وہ بھی بابل کو بھیجی گئی اور وہاں سے کوہستان غور کو نکالی گئی اور حضرتؐ کے زمانے میں اُنھوں نے اسلام قبول کیا ہر شخص کو افغانوں کی صورت دیکھکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی شکلیں بالکل یہودیوں کی سی ہیں اور جب کوئی ہمارے شفاخانے میں آکر مریض افغان کو دیکھے گا تو بے اختیار یہ کہہ اُٹھے گا کہ اس شخص کو تمام دُنیا کچھ کہے مگر میں اس کو یہودی خیال کرتا ہوں جن کا ذکر توریت میں ہے دیگر مراسم کے تنگ دور ہمیں قابلِ لحاظ ہیں جو یہودیوں کی افغانوں میں معلوم ہوتی ہیں اور یہ ہمیں اور مسلمانوں میں نہیں ہیں اور یہ دلیل قوی اس امر کی ہے کہ افغان یہودی نسب ہیں ،

اول رسم یہ عام افغانوں میں ہوتی ہے کہ جب کسی قسم کی وبا پھیلے تو بکری یا بھیڑ کی قربانی کرتے ہیں اور اُس کا خون دروازے پر اور مکان میں چھڑکتے ہیں اور اس سے سمجھتے ہیں کہ وبا کا سدِّ باب ہو گیا ، دوسری ایک رسم جو اب بہت کم ہوتی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک بچھڑا لاتے ہیں اور اُس پر انسان کے گناہ قائم کرکے اُس کو چھوڑ دیتے ہیں افغانوں میں توریت کے نام داؤد ، سلیمانؑ ، اور ابراہیم ، اور یعقوب اکثر ہوتے ہیں اور اس نام کے شخص اکثر ہمارے اسپتال میں داخل ہوتے ہیں سب سے قوی دلیل یہودی نسب کے خلاف یہ ہے کہ افغانی زبان سے عبرانی لفظ متروک ہو گئے ہیں مگر یہ بات اس وجہ سے ہے کہ اُن کا اور مختلف زبانوں سے اشتراک ہو گیا ہے ،

ان تینوں تجربہ کاروں کی رائے یکجا کرکے غور کیا جائے تو یہ ثابت ہو گا کہ افغانوں کی شباہت اسرائیلی ، مراسم اسرائیلی (یعنی موسوی مذہب کے) اور پشتون قومی نام عبرانی اور عادات اسرائیلی ہیں تو اس جملہ ثبوت کو ناموں کی غلطی پر (اگر فرض کرلی جاے) ترجیح دینی

واجب ہی یا نہیں ،، اس کے بعد میں پروفیسر ڈورن اور میلسن کی رائے ظاہر کرونگا
جو الفنسٹن کی تائید میں ہیں ،

پروفیسر ڈورن صفحہ ۵ ، شرح مخزن افغانی میں یہ لکھتا ہی کہ افغانوں کو سب ایشیائی
مورخ یہودی نسل قرار دیتے ہیں اور یہی رائے بعض حال کے مورخوں نے بھی قرار دی ہی
اس یہودی نسل قرار دینے کی وجہ کچھ معلوم نہیں ہوتی شاید اُن کی کوہ سلیمان کی بود و باش
کی وجہ سے ہو جہاں وہ زمانہ دراز سے رہتے ہیں ، یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ اس پہاڑ کو
کوہ سلیمان کیوں کہتے ہیں شاید حضرت سلیمان کا کچھ تعلق اس پہاڑ سے رہا ہو ، اگرچہ
عمدہ مورخ ایرانی افغانوں کو یہودی نسب قرار دیتے ہیں مگر اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا
ان مورخوں کا دستور ہی کہ کسی تذکرے کو اصلی واقعہ کی صورت میں لکھ مارتے ہیں اور
کوئی دلیل سوائے روایت کے نہیں لاتے اور افغانوں کی روایتیں اُن کے شجروں
منحصر ہیں اور پڑھنے والا ان شجروں کو دیکھکر خلاف رائے قائم کرتا ہی ، یہودی قسم کے
نام افغانوں کے بوجہ مسلمان ہونے کے ہوتے ہیں ،

پشتو زبان میں بالکل مشابہت عبرانی یا کلدانی زبان سے کسی بات میں نہیں ہی دلیل
اُن کے یہودی نسل ہونے کے واسطے ہی کہ افغانوں کی صورتیں یہودیوں سے بہت ملتی ہیں
اور اس واقعہ کو ان مورخوں نے بھی تسلیم کیا ہی جو اُن کا یہودی نسل ہونا قرار نہیں دیتے ،

بعض مورخ اُن کو جارجین قرار دیتے ہیں اور بعض ترک اور بعضے تاتار اور بعضے مجوس
علیٰ ہذا القیاس کچھ اور قوموں سے بھی اُن کو متعلق کرتے ہیں میرا ذاتی یہ خیال ہی
کہ وہ قدیم باشندے اسی ملک کے ہیں ،

مورخ میلسن تاریخ افغانستان صفحہ ۳۹ میں یہ لکھتا ہی کہ عبداللہ خاں و دیگر
افغان مورخوں کی یہ رائے قائم ہوئی ہی کہ افغان منجملہ دس قوم گمشدہ بنی اسرائیل
کے ہیں اور اس رائے میں ایک بڑے واجب التعظیم عالم یعنی سر ولیم جونس بھی

شریک ہی،

اور مخالف گروہ میں پروفیسر ڈورن اور الفنسٹن ہیں،

پروفیسر دوسن نے اخبار ٹائمس کو ایک چٹھی اس مضمون کی لکھی تھی، وہ لکھتا ہی کہ اگر یہ امر قابل لحاظ ہو تو یہ بالکل متضاد ہی کہ افغان وس قوم گم شدہ سے ہیں. طالوت بنجمن کی قوم سے تھا اگر یہ قوم گم شدہ نہیں ہی خطوخال کی مطابقت بے شک قابل لحاظ ہی مگر بڑی بات زبان کی ہی اور افغانی زبان میں عبرانی الفاظ کا پتہ نہیں۔

میکلسن نے اپنی ذاتی رائے کچھ نہیں لکھی، دوسرے کی رائے لکھکر نسب کا مضمون بند کر دیا، اور مردم شماری لکھنی شروع کی۔

رسالہ قادیان اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۵۰ میں ایک نہایت دلچسپ مضمون جو وس گم شدہ قوم بنی اسرائیل کی نسبت رسالۂ یہودی جس کا نام نیوایرا ہی فروری مہینہ میں نکلا ہے مسٹر ہمسن نے بعد انصافانہ مختلف اقوال کے غور کرنے کے جو کہ یہودی اور غیر یہودی نے لکھے ہیں یہ رائے قائم کی ہی کہ گم شدہ قوم کبھی ایک جگہ منسوب کی جاتی ہے اور کبھی دوسری جگہ سے اور وقتاً فوقتاً اس گم شدہ قوم کا مختلف حصہ ایشیا میں پتہ لگا ہے اور کوئی سال ایسا نہیں گذرا کہ جس میں کسی نہ کسی سیاح نے یہ قصہ یورپ میں آکر نہ دھرایا ہو کہ ہم نے غیر معمولی جگہ اس گم شدہ قوم کا پتہ لگایا ہی اور جب یہ تذکرہ شائع ہو جاتا ہی تو اس گمنام شہر کی شہرت ہو جاتی ہی تھوڑا عرصہ ہوا کہ جاپانیوں کے یہودی نسل ہونے کی شہرت ہو گئی اور حال میں یہ چرچا ہوا کہ اہل تبت اسرائیلی نسب ہیں اور وہاں ایک مقام بنی اسرائیل کا ظاہر ہوا ہی اور بعد ازاں دنیا کی نگاہ جنوبی افریقہ کی طرف چند سال ہوئے کہ متوجہ ہوئی اور پھر ان مضامین کی بھرمار شروع ہوئی کہ بٹن ٹاٹ قوم اور یہودیوں میں بہت مشابہت ہی اور اس کے بعد ماوریوں سے اسرائیلی نسب منسوب کیا گیا سترہ صدی کے وسط میں انگریزی قوم میں یہ مباحثہ شروع ہو گیا

کہ بحر اعظم امریکہ یہودیوں کی نسل سے ہیں چین افغانستان اور سہارا کی آبادیوں کے بہت سے مضبوط ثبوت پیش ہوئے اور باری باری انگریزی اور آئرش اور جنوبی جزائر کے رہنے والے کی نسبت کہا گیا ہے کہ یہ ہیبرو نسل کے ہیں،

ہم نے یہ سب کچھ قصے اور روایتیں سنیں اور اُن پر غور کیا اور ہماری یہ رائے ہے کہ گم شدہ قوم بنی اسرائیل افغان ہیں اور اُن کو سب پر ترجیح ہے اس بحث پر اچھی طرح اور تکمیل کے ساتھ ذکر نہیں ہوا لیکن مسٹر ہمسن کی یہ رائے ہے کہ اس منصوبے کی بنیاد قومی واقعات پر ہے اور قابلِ اعتبار روایتیں موجود ہیں سب سے زیادہ مسکت دلیل یہ ہے کہ افغانستان اور کشمیر اور تبت اور شام ایک سے مُلک ہیں اور اس رسالہ میں گذشتہ سال میں بحث ہو چکی ہے جو منصوبے گم شدہ قوم کی بابت پیش ہوتے ہیں اُن میں سے میں دو منصوبوں پر بحث کروں گا اور میرے نزدیک افغان اور نسطورین عیسائی اسرائیلی نسب کے ہیں اور جو روایتیں اس کی بابت ہیں وہ زیادہ قابلِ اعتبار کے ہیں افغان کہتے ہیں کہ ہم اولاد ملک طالوت کی ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسرائیل اور عمالیق کی لڑائی ہو رہی تھی اور آخر الذکر غالب ہوئے اور تمام تبرکات وہ چھین کر لے گئے، اور یہ بھی اُن کے یہاں روایت ہے کہ بخت نصر نے بعد تباہی یہودیوں کو غور میں آباد کیا جو نزدیک بامیان کے ہے اور یہ لوگ موسائی مذہب پر قائم رہے اور بعد ازاں مسلمان ہوئے ایک بڑا حصہ افغانستان کا ہزارہ جات کے نام سے مشہور ہے اور بقول اسدیاس کے ارزرت وہی مقام ہے جہاں کہ یہ لوگ آکر رہے،

گزیٹر[9] افغانستان سنہ۱۹۰۹ء میں مرتب ہوا اس میں مختصر تذکرہ افغانوں کے نسب کا صفحہ ۲۲ میں ان الفاظ میں ہے، افغان اپنا نسب بنی اسرائیل سے ملاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم ان اسباط سے ہیں جن کو بخت نصر نے ملک مجوس کی طرف نکال دیا تھا، حالانکہ علماء علم الانسان کے نزدیک یہ محض افسانہ ہے اور کافی وجہ

اس امر کے قیاس کرنے کی ہی کہ افغان ترکی ایرانی نسل کے ہیں ترکی خون اُن میں غالب ہی اور اسلام کے وقت سے عبرانی خون بھی مل گیا ہی" میں نے علم الانسان کی بابت علیحدہ بحث کی ہی اور مجھے یہ ثابت ہوا ہی کہ سر کی پیمائش کے لحاظ سے جو تفریق قومی کی جاتی ہی یہ صحیح نہیں، سر کی کم و بیشی کے اور اسباب ہیں"۔

مسٹر ثیث اپنی کتاب تاریخ افغانستان میں یہ لکھتا ہی کہ ہم کو ہر طرح سے یقین آیا کہ افغانی شجرہ پندرھویں صدی سنہ عیسوی میں مصنوعی بنایا گیا ہی اور اس وقت میں افغانوں کی سلطنت ہندوستان قائم ہو چکی تھی، اگرچہ افغانوں کو اپنے یہودی نسب پر پورا بھروسہ ہی مگر حالات ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ جن سے رائے خلاف قائم ہوتی ہی، مدت ہائے دراز سے افغانستان ہندوستان کے آنے والوں کا دروازہ رہا ہی اور متواتر قومیں پنجاب اور شمالی ہندوستان میں آتی رہیں، اور ان ہی قوموں کی بقایا وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو افغان کہتے ہیں، ان افغانوں نے یہودی بادشاہان غور کو ایک عرصہ تک اپنا حاکم تصور کیا اور جب ایک مدت گذر گئی تو یہ کہنے لگے کہ ہمارا اور اُن کا نسب ایک ہی،

یہ رائے مورخانہ نہیں ہی کیونکہ کوئی ثبوت اس رائے کے قائم کرنے کے واسطے پیش نہیں کیا گیا محض قیاس کو دخل دے کر شجرہ کو مصنوعی قرار دیا اور افغانوں کے نسب کو بھی محض اپنے شک اور گمان سے غلط تصور کیا اور غلط اتہام یہودیانِ غور سے نسب ملانے کا افغانوں پر قائم کیا مورخ کے لیے ایسے قیاس بے بنیاد لگانا زیبا نہیں جس طرح واقعہ نسب اور شجرے کی نسبت اس مورخ نے قیاس ظاہر کیے ہیں اسی طرح سے افغانستان نام قائم ہونے کی جو تاریخ ظاہر کی ہی وہ بھی محض قیاس ہی، اور اس پر میں پہلے بحث کر چکا ہوں، یہ سب انتخاب یوروپین مورخوں کی رایوں کے ہیں، الفنسٹن پروفیسر ڈورن یہ بڑے درجہ کے مورخ ہیں وہ محض اس بنیاد پر اسرائیلی نسب سے

اختلاف کرتے ہیں کہ افغانوں کی زبان میں عبرانی الفاظ نہیں ہیں، یہ قبول کرتے ہیں کہ ان کی مشابہت اور رسم بنی اسرائیل سے ملتے ہیں مسلیسن بھی ان ہی کی رائے کا مقلد ہے مصنف گزیٹر نے بربنائے علم الانسان اسرائیلی نسب سے انکار کیا، مسٹر ٹیٹ نے کوئی خاص وجہ نہیں لکھی صرف اپنے قیاس سے اسرائیلی نسب کا ادعا افغانوں کا مصنوعی قرار دیا، مسٹر ووسن کی رائے مجمل ہے وہ قابل بحث کے نہیں ہے۔

ڈاکٹر بیلو، ریورنڈ ٹپہنٹ، برن، اور ہمسن اسرائیلی نسب افغانوں کا قبول کرتے ہیں اور ڈاکٹر بیلو نے یہ بات ظاہر کی ہے کہ افغانوں کی زبان میں عبرانی الفاظ موجود ہیں، اور میں نے دوسری جگہ جہاں تقسیم اقوام پہ بحث کی ہے وہاں مسٹر برے کی عالمانہ رائے سے یہ ثابت کیا ہے کہ سر کی کم و بیشی سے قومیت کا پتہ نہیں لگتا مجھے اپنی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ افغانوں کی زبان میں عبرانی الفاظ اب تک موجود ہیں اور شخصی یا ملکی نام افغانستان میں عبرانی پائے گئے ہیں ان حالات پر غور کرنے سے کوئی شخص اختلاف کرنے والوں کی رائے سے اتفاق نہیں کر سکتا، آخر میں مسٹر ٹیٹ کی رائے پر اس قدر لکھنا اور ضروری سمجھتا ہوں کہ اُس نے فرمانروایان غور کو جو افغانوں کی ایک شاخ ہیں یہودی تسلیم کیا ہے مگر افغانوں کو محض اپنے قیاس پر یہودی نسل ہونے سے انکار کیا ہے، اور سب مورخ بالاتفاق یہ تسلیم کرتے ہیں کہ غوری اور افغان ایک قوم ہے۔

پنجم ذکر اعتراض مورخان در باب نسب اسرائیلی و شجرہ افغانان

مضمون نمبر ۴ جو اس سے قبل کا ہے اُس میں عام طور پر نسب کے موافق اور مخالف جس قدر رائیں اہم مورخوں کی تھیں وہ پوری لکھ کر اُن کے حسن و قبح پر جدا گانہ جرح قدح کی ہے، اور بالآخر موافق رایوں کے خوبی کو ترجیح دی ہے مضمون ہذا میں محض اعتراضات مورخان مخالف پر بحث کی ہے، اور اُن کے رفع کرنے کا ارادہ کیا ہے، اس مضمون

اور مضمون نمبر ۲ میں کہیں کہیں اعادہ ایک ہی مطلب کا دوبار ہوگا وجہ اُس کی یہ ہی کہ دونوں مضمون ایک سے ہیں، عام اور خاص کا فرق ہی،

موزخوں کے دو قسم کے اعتراض اسرائیلی نسب کی بابت ہیں، اول یہ ہی کہ افغانوں کی جو روایات نسب کی بابت ہیں وہ مصنوعی ہیں، دویم یہ ہی کہ کوئی اور ثبوت کافی نسب کا نہیں ہی، آخرالذکر کی بابت میں نے مختلف طریقے سے نسب کا ثبوت اس کتاب میں بہم پہونچایا ہی اور یہ ثبوت متعدد مضامین میں منقسم ہی، اس کو ہر شخص دیکھکر اندازہ کرسکتا ہی کہ وہ قابلِ اطمینان ہی یا نہیں اعتراضات کی بابت اس مضمون میں بحث ہی اور اُن کی تفصیل یہ ہی

۱۔ اسرائیلی نسب کا ادعا مصنوعی ہی،

۲۔ شجرۂ بنی اسرائیل ناقص اور غلط ہی،

۳۔ قیس کی اولاد سب افغان نہیں ہوسکتیں،

۴۔ خالد جس کو افغان اپنا مورث قرار دیتے ہیں وہ قریش ہی۔

امر اول کی بابت مولوی نجم الغنی خاں مصنف اخبار الصنادید نے حیات افغانی کے اعتراضات افاغنہ کے نسب کی بابت نہایت عمدگی سے رد کیے ہیں، یہاں اُن کا خلاصہ درج کیا جاتا ہی،

افغانوں کے نسب پر جو کچھ اعتراضات تھے تمنے سُنے اُن کا مآل یہ ہی کہ یہ لوگ درحقیقت بنی اسرائیل نہیں، لیکن افغانوں میں متفق علیہ یہ تاریخی امر ہی کہ قیس معہ رشتہ اعلیٰ اُن کا بنی اسرائیل میں سے تھا، یہ بات یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں یعنی تینوں فرقوں نے بالاتفاق تسلیم کی ہی کہ حضرت عیسے علیہ السلام سے قریبًا سات سو برس پہلے بخت نصر بابلی نے بنی اسرائیل کو گرفتار کرکے بابل میں پہونچا دیا تھا اور اس حادثہ کے بعد بنی اسرائیل کی بارہ قوموں میں سے صرف دو قومیں یہودا، اور بن یامین اپنے مُلک میں واپس آئیں، اور دس قومیں اُن کی مشرق میں رہیں اور چونکہ اب تک یہود پتہ نہیں بتلاسکتے کہ وہ قومیں کہاں بسیں،

اور نہ انہوں نے اُن سے خط و کتابت اور رشتہ کا تعلق رکھا، اس لیے اس واقعہ سے یہ احتمال پیدا ہوتا ہی کہ آخر انجام وہ قومیں مسلمان ہوگئی ہونگی پھر جب ہم اس قصہ کو اس جگہ چھوڑ کر افغانوں کے سوانح پر نظر کرتے ہیں کہ وہ اپنے باپ داداؤں سے قدیم سے یہ سُنتے آتے ہیں کہ وہ اصل وہ اسرائیلی ہیں، جیسا کہ کتاب مخزن افغانی میں مفصل لکھا ہی تو اس امر میں کچھ بھی شک اور شبہ نہیں رہتا، کہ یہ لوگ اُنھیں دس قوموں میں سے ہیں، جو مشرق میں ناپیدا نشان بتلائی جاتی ہیں، اور ایسے امر کی بحث کے وقت جس کو ایک قوم پشت بہ پشت اپنے خاندان اور نسب کی نسبت تسلیم کرتی چلی آتی ہو یہ بالکل نامناسب ہی کہ ہم چند بیہودہ قیاسوں کو ہاتھوں میں لے کر اُن کے مسلمات کو رد کردیں اگر ایسا کیا جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی بھی قوم اپنی صحتِ قومیت کو ثابت نہیں کرسکتی، ہمیں اس بات کو اول درجہ کی دلیل قرار دینا چاہیے، کہ ایک قوم باوجود ہزاروں اور لاکھوں اپنے افراد کے پھر ایک بات پر متفق ہو، پھر جبکہ افغان کابل اور قندھار اور ہندوستان وغیرہ سرحدی زمینوں کے اپنے تئیں اسرائیلی ظاہر کرتے ہیں، تو سخت بیوقوفی ہوگی کہ خواہ نخواہ اُن کے مسلمات قدیمہ سے انکار کیا جاوے قوموں کی جایخ پرتال میں یہ ہی کافی ثبوت اور اطمینان کے لیے وضع استقامت ہی کہ جو کسی قوم میں ان کے خاندان اور قومیت کی نسبت مشہور واقعات ہوں اُن کو مان لیا جاتے اور ایسے امور میں اس سے زیادہ ثبوت ممکن ہی نہیں، کہ ایک قوم باوجود کثرت برادری اور کثرت انتشار نطفہ کے ایک قول پر متفق ہو، اور اگر یہ ثبوت قابلِ اعتبار نہو تو پھر اس زمانہ میں مسلمانوں کی جس قدر قومیں ہیں، مثلاً سید، قریش، مغل وغیرہ یہ سب بے ثبوت اور صرف زبانی دعویٰ ٹھیرے گا، لیکن یہ ہماری سخت غلطی ہوگی کہ ان اخبار مشہورہ متواترہ کو نظرانداز کریں جو ہر ایک قوم اپنی صحت قومیت کے بارہ میں بطور تاریخی امر کے اپنے پاس رکھتی ہی ہاں یہ ممکن ہی کہ کوئی قوم اپنے خاندان کے بیان کرنے میں حد سے زیادہ

مبالغات کردیئے مگر ہمیں نہیں چاہیے کہ مبالغات کو دیکھکر یا فضول اور بے ربط باتیں پاکر اصل امر کو بھی رد کر دیں، بلکہ مناسب تو یہ ہی کہ وہ زوائد جو درحقیقت فضول معلوم ہوں چھوڑ دی جاویں، اور نفس الامر کو جس پر قوم کا اتفاق ہو لیا جائے، پس اس طریق سے ہر ایک محقق کو ماننا پڑے گا کہ قوم افغان ضروری بنی اسرائیل ہی، ہر ایک کو خود اپنے نفس کو اور اپنی قوم کو زیر بحث رکھکر سوچنا چاہیے کہ اگر وہ قوم جس میں وہ اپنے تئیں داخل سمجھتا ہی کوئی دوسرا شخص محض چند قیاسی باتیں مد نظر رکھکر اس قوم سے اُس کو خارج کر دے اور تسلیم نہ کرے کہ وہ اُس قوم میں سے ہی اور اُس کے اُن ثبوتوں کو جو پشت بہ پشت کے بیانات سے معلوم ہوتے ہیں نظر انداز کرے، اور مجمع عظیم کے اتفاق کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھے ایسا شخص کیسا فتنہ انگیز معلوم ہوتا ہی پس بقول شخصے، کہ ہر چہ بر خود نہ پسندی، بر دیگرے مپسند، یہ مناسب نہیں ہی کہ دوسروں کی قسم قومیت پر جو ایک بڑے قومی اتفاق سے مانی گئی ہی ناحق کا جرح کیا جائے، ہمیں کیا حق پہونچتا ہی اور ہمارے پاس کیا دلیل ہی کہ ہم ایک قوم کے مسلمات اور متفق علیہ امر کو یوں زبان سے رد کریں، جب ایک امر منقولی اتفاق سے صحیح قرار دیا گیا ہی، تو اُس کے بعد قیاس کی گنجائش نہیں، یہ بھی یاد رکھنا چاہیے، کہ بہت سی باتیں فضول اور شیخی کے طور بعض قوموں کے لوگ اپنی قومیت کی نسبت بیان کیا کرتے ہیں لیکن محقق لوگ فضول باتوں کی وجہ سے اصل واقعات کو ہرگز نہیں چھوڑتے، بلکہ خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ پر عمل کر لیتے ہیں،

بعضوں کا یہ خیال ہی کہ مخزن افغانی کے وقت سے نسب اسرائیلی کا دعا شروع ہوا ہی اور یوروپین مورخ ٹیٹ جس نے ۱۹۱۱ء میں تاریخ افغانستان کی لکھی ہی اُس کا یہ خیال ہی کہ پندرھویں صدی ع میں جب افغانوں کا عروج شروع ہوا (یعنی لودیوں کی سلطنت قائم ہوئی) اُس وقت سے اسرائیلی نسب افغانوں نے اپنی طرف منسوب کیا ہی، یہ محض قیاس ہی اور کوئی ثبوت نہیں،

مصنف خورشید جہان بحوالہ تاریخ گزیدہ (جو تصنیف بارہ صدی ع کی ہی) لکھتا ہی
کہ گزیدہ کا مصنف افغانوں کو بنی اسرائیل قبول کرتا ہی، اُس وقت افغانان غور کی
سلطنت قائم تھی (سنہ ۱۱۵۲ع تاریخ آغاز سلطنت غوری تھی) اور غوری اُس وقت ضحاک سے
نسب ملا چکے تھے، مگر باوصف اس کے بنی اسرائیل کہے جاتے تھے، سوری افغانوں کا
عروج سولھویں صدی ع میں ہوا، اُس وقت نسب مصنوعی بنانا کسی نے ظاہر نہیں کیا،
سنہ ۱۶۱۱ع عہد جہانگیر میں مخزن افغانی پہلی کتاب نسب کی ہیبت خاں افغانی نے بنوائی
اُس وقت نسب اسرائیلی ظاہر کیا گیا، اُس وقت افغانوں کی سلطنت زائل ہو چکی تھی
اور مغلیہ سلطنت سنہ ۱۵۲۶ع سے قائم تھی، اور بروقت تصنیف مخزن افغانی تاریخ گزیدہ[1]
پیش تھی جس کا مصنف بنی اسرائیل لکھ چکا تھا اس لیے مصنف مخزن افغانی پر شبہہ بناوٹ
کا نہیں ہو سکتا، اور علاوہ اس کے مخزن افغانی سے قبل عہد اکبر میں آخون درویزہ
افغانوں میں مذہبی وعظ کرتا پھرتا تھا، اور اپنی سرگذشت بصورت کتاب سنہ ۱۶۱۲ع میں
لکھی، اُس نے افغانوں کو بنی اسرائیل بیان کیا ہی، پس قیاس بناوٹ نسب بالکل
بے سروپا ہی،

نسبت امر دویم کے میری یہ رائے ہی کہ سب قدیمی شجروں کی یہی حالت ہی، جو افغانوں
کے شجرے کی ہی، سب میں نام مندرجۂ شجرہ اور عمر انسانی کا زمانہ مطابق نہیں ہوتا، ہندوؤں
کے پُرانے شجرے میں نے دیکھے اور اہلِ ایران کے متعدد شجرے جو کتاب آثار الباقیہ
تصنیف بیرونی میں درج ہیں دیکھے اور ترکوں کے شجرے جو مختلف تاریخوں میں ہیں
وہ بھی دیکھے گئے، یہ شجرے باوصف ناقص ہونے کے مانے جاتے ہیں افغانی شجرہ بھی
اسی طرح قابل قبول ہی، قدیم شجروں کی اسی قدر صحت ہی کہ مشہور نام جن کا متواتر تذکرہ ہی
اور تاریخی حالات ہیں وہ ہی سلسلہ نسب قائم کرنے کے واسطے کافی سمجھے جاتے ہیں،

---

[1] پروفیسر ڈورن کے ترجمہ مخزن افغانی صفحہ ۳۰ میں لکھا ہی کہ افغانوں کو گزیدہ نے اسرائیلی قبول کیا،

اور باقی غیر معروف نام قابل تصدیق نہیں ہوتے ، اور انھیں غیر معروف ناموں میں سے اکثر نام یاد بھی نہیں رہتے ، اس وجہ سے شجروں میں ناموں کی فروگذاشت ہوجاتی تو اس بنیاد پر کہ شجروں میں نام کم ہیں اور مدت کم یا زیادہ ہوجاتی ہی شجرے غلط نہیں قرار دیے جا سکتے ؛

نسبت امر سویم کی الفنسٹن نے قیس کے نام پر اپنا شبہہ ظاہر کیا ہی اور نتیجہ اس شک کا یہ ہی کہ یہ نام فرضی افغانوں نے اپنے مورث کا قرار دے لیا ہی، یہ قیاس بھی اُس قسم کا ہی جیسا کہ شجرے کی بابت ہی، اور ان سب خیالات کا مآل یہ ہی کہ اسرائیلی نسب مصنوعی اور غلط ہی ،

یہ امر قابلِ غور ہی کہ افغان ملکوں اور شہروں کے نام عبرانی زبان میں رکھتے آتے ہیں، اور یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ پشتون قومی نام عبرانی ہی تو شخصی نام قیس کی نسبت مصنوعی ہونے کا کیسے شک کیا جاتا ہی، قیس کے ساتھ شنسب بھی مسلمان ہوا ہی، اور یہ دونوں ہم عمر تھے ، اور یہ قول مصنف حیات افغانی کا ہی جو آنریبل الفنسٹن کا بالکل مقلد ہی، اور علاوہ اس کے مصنف حیاتِ افغانی لکھتا ہی کہ قیس کی سکونت پشت غلاقۂ غور میں تھی ایسی حالت میں قیس کے نام کو مصنوعی قرار دینا اور دوسرے نام پر توجہ نہ کرنا اقتضائے انصاف نہیں قیس کے نام پر سب قوم کے شجروں کا آغاز ہوتا ہی وجہ اس کی یہ ہی کہ قیس کے ساتھ متفرق سردار ایک ساتھ مسلمان ہوتے ہیں ، ان سب سرداروں میں قیس نامور تھا اسی سبب سے نام قیس کا شجروں میں قائم کیا جاتا ہی اور سب اقوام افاغنہ اسی سے اپنا نسب ملاتی ہیں ، گویا قیس افغانوں میں مثل نوح کی ہی جس طرح حضرت نوحؑ سے تمام بنی آدم کا سلسلہ قائم کیا جاتا ہی اسی طرح قیس افغانوں میں مجدد ہی اور سب اُس کے سلسلے میں داخل ہونا فخر سمجھتے ہیں ،

نسبت امر چہارم کی افغان خالد[1] سے بھی اپنا نسب ملاتے ہیں، بعضے خالد بن ولید کا نام لیتے ہیں اور بعضے محض خالد کو اپنا مورث بتلاتے ہیں، مگر افغانی شجروں میں کہیں خالد کا نام ظاہر نہیں ہوتا، حقیقت یہ ہی کہ دو خالد عرب میں نامور ہوئے ہیں، ایک خالدؓ بن ولید جو مشہور اصحابی حضرتؐ کے تھے، اور دوسرے خالد بن عبداللہ جو صوبہ دار کابل کے تھے، آخرالذکر کی بابت تاریخ فرشتہ میں یہ تذکرہ درج ہی،

خالد بن عبداللہ را بحکومتِ کابل مقرر نمودہ چوں خالد بن عبداللہ از حکومتِ کابل معزول گشت مراجعت بعراق عرب شاق و دشوار تر دانستہ از بیم حاکم مجدد با عیال و اطفال و جماعت از مردم عرب بر ہنمونی اعیانِ کابل بکوہ سلیمان کہ مابین ملتان و پشاور است رفتہ متوطن شد و دختر خود را بحبالۂ نکاح یکے از افغانان معتبر کہ مسلمان شدہ بود درآورد،

معلوم ہوتا ہی کہ یہی خالد بن عبداللہ ہیں جن سے افغان اپنا نسب ملاتے ہیں اور یہ قوم بنی اسرائیل سے ہیں، اور خالد بن ولید جو بعضے افغانوں کی زبان پہ نام چڑھگیا ہی وہ غلط ہی، خالد بن عبداللہ کا زمانہ تعیناتی قریب سنہ ۵ھ مطابق سنہ ۵۵ء کے معلوم ہوتا ہی کیونکہ بملاحظہ گزیٹیر صفحہ ۶۵ سنہ متذکرۂ بالا وقت فتح کابل کا ہی قریب اسی زمانے کے خالد بن عبداللہ حاکم کابل کا مقرر رہا ہوگا اس خالد کا شجرہ ہم کو نہیں ملا مگر بوجہ رشتہ داری افغانوں کے قیاس ہوتا ہی کہ خالد کا بیٹا

---

[1] خالد کے نسب کی بابت فرشتہ دو روایتیں لکھتا ہی یہ کہ نسل خالد بن ولید سے تھا دوسرے یہ کہ نسل ابوجہل سے تھا یہ دونوں روایتیں مہمل اور تعصب کی راہ سے لکھی ہیں، مصنف حیاتِ افغانی لکھتا ہی کہ خالد کی بیٹی سارہ سے قیس نے شادی کی تھی اور یہی سبب قیس کے صوبہ دار کابل ہونے کا اور وہاں سکونت اختیار کرنے کا تھا،

عبداللہ بن سلام ہیں جو بنی اسرائیل تھے اور حضرت کے اصحابی تھے، عبداللہ بن سلام کی بابت کتاب ارمغان اسرائیل صفحہ ۸۴ میں یہ لکھا ہی، خدائے تعالیٰ چھبیسویں پارے سورۃ احقاف کے پہلے رکوع میں فرماتا ہی، کہ گواہی دے چکا ایک گواہ بنی اسرائیل کا ایسی کتاب پر وہ یقین لایا اور تم نے غرور کیا بے شک اللہ راہ نہیں دیتا گنہگاروں کو" مفسرین اور اجماع جمہور کے نزدیک شاہد یعنی گواہ سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام ہے اور اسی لیے کہا گیا ہی کہ یہ آیات مدنی ہیں، کیونکہ عبداللہ بن سلام مدینۂ طیبہ میں اسلام لائے تھے، اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام سے آپ کا ہونا یقیناً قرآن مجید سے ثابت ہی، اور ایک دوسری جگہ صفحہ ۸۷ پر حضرت عبداللہ کے حالات یہ لکھے ہیں عبداللہ بن سلام بنی اسرائیل یوسفی اور موسوی مشہور اولاد مجاز حضرت یوشع بن حضرت نون ابن حضرت افراہیم بن یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھے، اور بہت بڑے صاحب تفسیر اور سارے علما ریہود میں بڑے عالم تھے، توریت و زبور و انجیل و دیگر صحائف الٰہی سے واقف اور سب پیغمبروں کی حقیقت سے ماہر تھے،

ان ہی عبداللہ بن سلام کی وجہ سے خالد کی اس قدر عظمت سمجھی جاتی ہی کہ افغان انکو مورث مثل قیس کے تصور کرتے ہیں،

افغانی روایتوں میں اکثر افغنہ کا ذکر ہی، کہ وہ مورث اعلیٰ تھا اور حضرت طالوت کا پوتا تھا، مگر توریت میں کہیں یہ نام نہیں ملتا، قیاس ہوتا ہی کہ یہ نام اصلی نہو گا، عرف میں یہ نام زبان زد رہا اس لیے روایتوں میں مذکور ہوا، یہ ممکن ہی کہ افغنہ اوگان سے لیا ہو، اور افغان وچ (ارمنہ والے) اور افغان (افغانستان والے) اس وجہ سے مشہور ہوئے، بالآخر یہ چاروں قسم کے اعتراضات محض اس قسم کے ہیں جس سے واقعہ کے قبول کرنے میں شک پیدا ہو

مگر جب کہ دیگر ثبوت نسب کا کافی ہی تو ان اعتراضات کا شک از خود رفع ہو جاتا ہی اور بناوٹ کا شبہ کوئی نہیں کر سکتا ،

ششم تذکرہ حالات بدریافت اصلی زبان افاغنہ و بعد ازاں کیفیت نشو و نما پشتو

افغانوں کی مروجہ زبان پشتو ہی، اُسی سے اصلی زبان کا پتہ چلے گا لفظ پشتو کا مخرج پشتون ہی جو قومی نام افغانوں کا ہی، پشتون لفظ کے ماخذ پر افاغنہ کے قومی ناموں کی تشریح میں بحث ہو چکی ہی اور یہ قرار پایا ہی کہ عبرانی زُبان کا لفظ ہی، فارسی، عربی میں زُبان کے لیے وہی نام ہوتا ہی جو مُلک کا نام ہو، اُس میں (ی) اضافہ کر دیتے ہیں، جیسے فارس سے فارسی، عرب سے عربی، تُرک سے تُرکی، چین سے، چینی، وغیرہ مگر دو زبانیں اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں، پشتو و اُردو، پشتو میں پشتون نام قوم کا ہی اور مُلک کا نام پختنہ یا پشتنہ ہی زُبان کے لیے خلاف قاعدے قوم کے نام پشتون سے بنایا، حرف نون قوم کے نام پشتون سے دُور کیا تو پشتو رہ گیا، اور وہ زبان کا نام ہوا، اور اُردو، خاص نام ایک مرکب زُبان کا ہی اُس میں مُلک اور قوم کے نام کا لحاظ نہیں ہی وجہ یہ ہی کہ ایک خاص مُلک یا قوم کی اُردو اصلی زُبان نہ تھی، پشتو کے لیے اصلی وجہ یہ ہی کہ حقیقت میں افغانوں کا مُلک افغانستان نہیں تھا اس لیے مُلک کے لحاظ سے زبان کا نام قائم نہیں ہوا، پشتو زبان میں سے میں نے چند نام شخصی، مُلکی، اور چند عبرانی زبان کے منتخب کیے ہیں ان کا تذکرہ پہلے کیا جائے گا، پھر پشتو زبان کے نشو و نما پر بحث ہوگی،

تفصیل افغانوں کے اُن شخصی ناموں کی جو عبرانی زبان میں ہیں،،

(۱) قیس یہ افغانی نام ہی اور بعد اسلام لانے کے عبدالرشید نام ہوا،

(۲) شنسب، یہ غوری خاندان کا پہلا شخص ہی جو مسلمان ہوا (طبقات ناصری)
(۳) شیث، یہ بھی غوری خاندان کا تھا (طبقات ناصری)
(۴) بنجی، یہ میرے خیال میں بنجمن کا مخفف ہی یہ بھی غوری خاندان کا ہی (طبقات ناصری)
(۵) خرمیل } یہ دونوں نام اُن افغان پہلوانوں کے ہیں جو ہاتھیوں سے لڑے تھے
(۶) حرقیل } ایک خرمیل ہاتھی سے مارا گیا اور دوسرے نے ہاتھی کو مارا
یہ آخری لڑائی غوری اور غزنی خاندان میں ہوئی تھی جس میں یہ
دونوں پہلوان لڑے تھے، (طبقات ناصری)
(۷) سوری، شامی زبان میں افسر فوج کو کہتے ہیں، سورستان بعضے
سواد عراق، اور بعضے ملک شام کو کہتے ہیں، صفحہ ۷۰
آثار الباقیہ بیرونی،

تفصیل اُن ناموں کی جو افغانستان میں ملکی نام عبرانی زبان میں ملے ہیں،

(۱) غور، اسی نام کا ملک شام میں ہی، (دیکھو صفحہ ۶۵، ابو الفدا جلد اول
و صفحہ ۲۰۸ جلد اول سفرنامہ ابن بطوطہ)
(۲) خیبر، یہ مقام بھی شام اور عرب میں ہی، ڈاکٹر بیلو لکھتا ہی کہ عبرانی
زبان میں خیبر قلعہ کے معنی ہیں، صفحہ ۵ سیاحت متن افغانستان،
(۳) پختنہ یا پختون، یہ نام قدیم زمانے میں جنوبی حصہ افغانستان کا تھا
اور عبرانی لفظ پشتو سے ماخوذ ہی،
(۴) روہ، یہ ملک راحیل حضرت یعقوب کی بیوی کے نام سے
مشہور ہوا،
(۵) کوہِ سلیمان، یہ نام بھی عبرانی ہی اور اس پہاڑ کا دوسرا نام
قلیسی غر ہی بوجہ اس کے کہ قیس کی اولاد یہاں زیادہ آباد تھی، اور

غر پشتو میں پہاڑ کو کہتے ہیں، اور عبرانی میں گور پہاڑ کو کہتے ہیں،

(۶) غورے مرغے یہ جگہ متصل قندہار کے ہی اس کے معنی ہیں چکنی سبز دوب،

(۷) پشت، یہ مقام قریب ہرات کے ہی، مصنّف حیات افغانی نے لکھا ہی کہ پشت ایک قریہ قریب غُور کے ہی جہاں قیس جد افاغنہ رہتا تھا پشت خاص عبرانی لفظ ہی، رسالہ زمانہ مطبوعہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱۴۔ افغان قوم کی بابت معشوق علیخاں بارگ زئی نے مضمون لکھا ہی اُس میں پشت قریہ فلسطین کا بیان کیا ہی،

(۸) پشت رود، دریا کا نام ہی، عبرانی لفظ پشت اور فارسی لفظ رود سے مرکب ہی،

(۹) دشتِ لوط، یہ بھی عبرانی لفظ لوط، اور فارسی دشت سے مرکب ہی،

(۱۰) قلعہ یہودی، مندرجۂ نقشہ افغانستان مشمولۂ تزک عبدالرحمٰن خانی، یہ بھی مرکب ہی،

(۱۱) بُنیر، صفحہ ۲۳۵ ۔ تاریخ شام ہٹن میں بنر لکھا ہی، مُلک شام میں یہ نام رائج ہی اور اب افغانی مُلک ہی،

(۱۲) بردرّانی، لفظ بر کا صفحہ ۲۳۵ تاریخ شام میں درج ہی، شامی نام ہی، اور اب افغانی قوم کا نام ہی،

(۱۳) سیبی، اس کا بھی ذکر تاریخ شام صفحہ ۲۴۵، اور ۲۴۹، اور ۲۵۰ میں تحریر ہی یہ بھی شامی نام ہی، اور بالفعل سرحد افغانستان میں ملک کا نام ہی،

(۱۴) درہ مشکن، یہ درہ غور کے پہاڑ میں واقع ہی، اور یہ وہ مقام ہی جہاں افغان جلاوطن اول آ کر آباد ہوئے، مشکن کے معنی عبرانی میں جائے سکونت یا آرام کرنے کے

صفحہ ۳۵۴، برسیلا ڈکشنری ،

زبان پشتو میں جو لفظ عبرانی دریافت ہوتے ہیں وہ یہاں درج کیے جاتے ہیں"

عبرانی الفاظ حسب روایت مسٹر مچل فوٹو گرافر عالم زبان عبرانی

(۱) غر واحد } پشتو میں پہاڑ کو کہتے ہیں، عبرانی میں گورا اور گورم پہاڑ کو کہتے ہیں،
(۲) غرونہ جمع } گور واحد ہی اور گورم جمع ہی،
(۳) کور، پشتو میں گھر کو کہتے ہیں، اور عبرانی میں کور شہر پناہ کو کہتے ہیں،
(۴) تورا، پشتو میں تلوار کو کہتے ہیں، اور عبرانی میں تورا تلوار کے میان کو کہتے ہیں، اور دوسرا لفظ تورا جس کے معنی قانون کے ہیں اُس میں

ط و ر ہ ہے اور اس تورا میں، ت و ر ا، ہی۔

(۵) ترخ ، پشتو میں بغل کو کہتے ہیں، عبرانی میں ترخ پہلو کو کہتے ہیں،
(۶) اُور ، پشتو میں آگ کو کہتے ہیں، اور عبرانی میں روشنی کو کہتے ہیں،
(۷) غاڑہ ، پشتو میں گلے کو کہتے ہیں، اور عبرانی میں گورن گلے کو کہتے ہیں،
(۸) شلخ ، پتیری روٹی کو کہتے ہیں جو عید فسح میں پکائی جاتی ہی،
(۹) پشتو ، اس کا ماخذ پاشت ہی اُس کے معنی پھیلنے کے ہیں،

یہ تین قسم کے آثار قدیمہ جو اوپر مذکور ہوئے ظاہر کرتے ہیں کہ پشتو زبان کا سنگ بنیاد اُن پر قائم ہی اُمید ہی کہ اس قسم کی اور نشانیاں آئندہ تلاش سے بکثرت ملیں، شخصی نام عبرانی زبان کے افغانوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں، مگر اُن ناموں کی نسبت بعضے مورخ یہ تاویل کرتے ہیں کہ افغانوں نے اسلام لانے کے بعد عبرانی نام عربوں سے لیے ہیں، اس لیے صرف چند قدیم نام شخصی اوپر لکھے گیے، جدید نام عبرانی نہیں لکھے، سب سے زیادہ نام مُلک اور شہروں کے عبرانی ملے ہیں، یہ بڑا ثبوت عبرانی قوم کی آبادی کا ہی

شنبی ، بُنیر ، اور خیبر عبرانی نام کے قدیم مُلک مابین ہندوستان اور افغانستان کے واقع ہیں ، اور اُن کی نسبت قیاس ہوتا ہی کہ یہ بھی افغانوں کے آباد کیے ہوئے ہیں ، ڈاکٹر بیلو اپنی افغانی روایت کی بنیاد پر کتاب سیاحت مشن افغانستان مصنفہ ۱۸۵۷ء صفحہ ۵۵ میں یہ لکھتا ہی کہ درۂ خیبر جو شمالی سمت کوہ سلیمان کا ہی اُس میں بھی ایک فرقہ یہودیوں کا زمانۂ قدیم میں آباد تھا ، اس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ عبرانی نام اسی قوم نے رکھے ہیں ، اور یہ قوم بعد کو مسلمان ہو کر مختلف ناموں سے مشہور ہوگئی ،

پشتو زبان میں اگرچہ بہت تھوڑے لفظ عبرانی زبان کے مجھے ملے ہیں مگر جو عالم عبرانی اور پشتو زبان کا ہو اُس کو زیادہ آسانی سے دریافت ہو سکتا ہی کہ پشتو میں کس قدر عبرانی الفاظ ہیں ، سب سے اہم لفظ عبرانی زبان کا جو مجھے معلوم ہی وہ شلیح ہی جو عید فسح کی روٹی کا نام ہی ، افغانوں میں کوئی اس روٹی کو شلیح کہتا ہی اور کوئی دشلہ کہتا ہی ،

اب یہ امر قابل غور ہی کہ عبرانی زبان قوم افاغنہ سے کیسے معدوم ہوئی اور نئی زبان پشتو کیسے پیدا ہوئی ، افغان غُور میں جلا وطن ہو کر مثل قیدیوں کے آئے تھے ، اور توریت اُس وقت ضائع ہو چکی تھی اس باعث سے مذہبی اثر زوال پر تھا ، سوائے مذہب کے دُنیاوی معاملات یکے بعد دیگرے ان جلا وطنوں کے جن قوموں سے پڑے وہ فارسی و آریہ و تاتاری تھے ، چاروں طرف سے یہ جلا وطن ابتداءً فارسی بولنے والوں سے گھر گئے تھے ، غُور ان کا مسکن ہرات کا جزو تھا وہاں ہروی زبان جاری تھی اور مشرقی حصہ افغانستان کا زابُل کہلاتا تھا وہاں زابلی زبان جاری تھی ، اور مشرق شمال میں بلخ دارالسلطنت

کیانی پادشاہوں کا تھا وہاں دری زبان جاری تھی اور جنوب میں سیستان واقع تھا وہاں سکزی زبان جاری تھی، یہ سب زبانیں فارسی زبان کی مختلف قسمیں تھیں، یہ سب جلاوطن پہلے ایک ہی جگہ آکر آباد ہو گئے، سوائے ان کے وہاں عبرانی کا جاننے والا کوئی اور نہ تھا، جو ان کی قدر کرتا، عبرانی قوم حاکم بن کر نہ آئی تھی جو ان کی زبان کی کوئی تلاش کرتا اور رعایا سیکھتی، اور نہ عبرانی تاجر تھے کہ ان کے مال کی خرید و فروخت میں عبرانی بولی جاتی یہ اپنی ضرورتوں کے لیے دوسروں کے محتاج تھے، یہ اہل فارس کے سامنے ہر ضرورت کے لیے اشارہ کرتے اور جواب ایسی زبان میں ملتا جس کو وہ جانتے نہ تھے متواتر سُنتے سُنتے وہ اشیاؤں کے نام سے واقف ہو گئے باہمی معاملات جس قدر بڑھتے گئے اُسی قدر واقفیت غیر زبان کی زیادہ ہوتی گئی، یہ ظاہر ہے کہ باہم عبرانی اور دیگر زبان والوں سے لین دین زبانوں کا نہیں ہوا، عبرانی زبان کو مُلک کے قدیم باشندوں نے نہیں لیا اور افغان اپنے لب و لہجہ میں غیر زبان استعمال کرنے لگے اس طور پر ایک نئی زبان پشتو ایک مدت کے بعد بن گئی، اور عبرانی زبان دُنیاوی معاملات میں بالکل معطل ہو گئی، مگر عبرانی زبان کے ایسے مستقل آثار مُلک اور قوم افاغنہ میں پائے جاتے ہیں کہ اُس کو قدیم زبان قومی کہنا واجب ہے، سوائے افاغنہ کے کوئی دوسری قوم عبرانی افغانستان میں نہیں آئی جس نے قوم افاغنہ کی زبان میں عبرانی الفاظ داخل کیے ہوں یہی قوم افاغنہ عبرانی الفاظ اپنے ساتھ لائی ہے اور یہی اصلی زبان اس قوم کی تھی جس کے بعد مرکب زبان پشتو بوجہ تعلقات حکومت

غیر اقوام کی بنی ہی،

میں عبرانی زبان کے زائل ہونے کے اسباب ظاہر کرچکا ہوں یہاں ایک زبان کے زائل ہونے کا ایک ذاتی تجربہ اپنا پیش کرتا ہوں، عبرانی زبان افغانوں کی زبان سے معدوم ہونا ہر شخص کو حیرت میں ڈالتا ہی، مگر تجربے سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ اصلی زبان ایک قوم کی دوسری قوم اور ملک میں رہنے سے بہت جلد زوال پذیر ہوجاتی ہی یہ رائے قیاسی نہیں ہی بلکہ رامپور کے تجربے سے یہ رائے قائم کی گئی ہی رامپور کی آبادی قریب پونے دوسو سال سے ہی پہلے یہ ایک گاؤں تھا، اور افغان پشتو بولنے والوں کی آبادی سے یہ شہر بن گیا ہی، اور اب بھی برابر سرحدی افاغنہ یہاں آکر عربی کی تحصیل کرتے ہیں اور بعضے یہاں سکونت اختیار کرلیتے ہیں، حاکم شہر اور گردنواح کی زبان اُردو تھی، اور اب افغان باشندوں کی زبان میں قریب چونتیس لفظ پشتو کے اُردو میں مخلوط پائے جاتے ہیں، اور اگر زیادہ تحقیقات کی جاتے تو ممکن ہی کہ اسی قدر لفظ پشتو کے اور مل جائیں جو الفاظ پشتو کے رامپور کی اُردو زبان میں شامل ہیں وہ یہاں درج کیے جاتے ہیں

نمبر	لفظ پشتو	تشریح
۱	مازپشیں	اس کے معنی ظہر کی نماز کے ہیں اور اصلی لفظ نماز پیشیں ہی،
۲	مازدیگر	عصر کی نماز کا نام ہی اور اصلی نام نماز دیگر ہی،

نمبر	لفظ پشتو	تشریح
۳	ماخام	عربی لفظ مغرب یا ترکی لفظ اخشام سے بنا ہے، معنی شام کے ہیں،
۴	ماز ختن	عشا کی نماز کا نام ہے اور اصلی لفظ نماز خفتن ہے،
۵	تپوس	عربی لفظ تفحص سے بنا ہے، اور معنی تحقیقات کے ہیں ،
۶	تالان	یہ لفظ ترکی ہے معنی اس کے غارت کرنے کے ہیں،
۷	خیل	یہ ترکی لفظ ہے اور فرقہ کے معنی ہیں ،
۸	خصم	یہ ترکی لفظ ہے اور رشتہ دار کے معنی ہیں اور پشتو میں شوہر کو کہتے ہیں،
۹	رُوغ	تندرست کے معنی ہیں ،
۱۰	لوخړا	دُھواں اُٹھنے کو کہتے ہیں ،

نمبر	لفظ پشتو	تشریح
۱۱	کوچئ	بالوں کا گوندھنا،
۱۲	خوږین	ہڈی اور گوشت پھٹ جانے کو کہتے ہیں،
۱۳	خیلا	بیوقوف لڑکی کو کہتے ہیں،
۱۴	پیغلا	جوان لڑکی کو کہتے ہیں،
۱۵	زلمی	جوان لڑکے کو کہتے ہیں،
۱۶	بھولا	نادان کو کہتے ہیں،
۱۷	چکڑہ	چھکڑے کو کہتے ہیں۔
۱۸	بلاغنډ	بیل کو کہتے ہیں،

نمبر	لفظ پشتو	تشریح
۱۹	پیش تمی	شب نمی کو کہتے ہیں۔
۲۰	تورلاونڑ	کڑھی مرغی کو کہتے ہیں۔
۲۱	ملمان	مہمان کو کہتے ہیں۔
۲۲	زورور	بمعنی زبردست۔
۲۳	اریان	حیران کو کہتے ہیں۔
۲۴	ارام	حرام کو کہتے ہیں۔
۲۵	ورز	روزوں کو کہتے ہیں۔
۲۶	سشیا	شب برات۔

نمبر	لفظ پشتو	تشریح
۲۷	رخان	روشن۔
۲۸	کال	برس۔
۲۹	ناوخت	ناوقت۔
۳۰	زن قدن	جان کندن۔
۳۱	مزر	بمعنی مضر۔
۳۲	ویر	ماتم۔
۳۳	لبدّر	پراگندہ۔
۳۴	پیرزو	اُلفت۔

اس انتخاب سے یہ ظاہر ہوگا کہ اصلی زبان پشتو اُردو بولنے والی قوم کیساتھ رہنے سے کیسی جلد ضائع ہوگئی۔ رامپور کی مناسبت سے افغانستان مین جسقدر عبرانی الفاظ باقی رہ گئے ہین وہ زبان عبرانی کے زوال کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہین۔

عبرانی کے زوال کے بعد نئی زبان پشتو قومی زبان بول چال کے لئے ہوئی۔ یہ پہلا دور پشتو کا ہے۔ اور دوسرا دور قوم کی اسلام لانے سے شروع ہوا اس آخر دور مین تصنیفات زبان پشتو مین ہونے لگین۔

پہلا دور بشمول عبرانی زبان کے سنہ ۲۲ ع سے شروع ہوتا ہے اور اُسکا اختتام ساتوین صدی عیسوی مین (جبکہ قوم مسلمان ہوئی) قرار دیا جاتا ہے اول دور کا پتہ صرف الفاظ ابتدائی زبان سے لگتا ہے اس دور مین کسی قسم کی تصنیف ہونا پایا نہین جاتا۔ چند نقشے ابتدائی الفاظ کے شامل کئے ہین۔ اُن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کس کس زبان کے الفاظ نئی پشتو زبان مین داخل کئے گئے اور پرانی زبان عبرانی کے کسقدر باقی رہے۔ غیر زبانون سے جو الفاظ لئے گئے۔ یہ زبانین حکمران اقوام کی تھین (دیکھو حصہ اول) الفاظ غیر زبان کے جو پشتو مین داخل کئے گئے ہین وہ ایسے نہین ہین کہ بالکل غیر مانوس ہون۔ وہ حال کی فارسی۔ ہندی سے ملتی جلتی ہین۔

اول رشتہ دارون کے نام

نمبر شمار	ہندی	فارسی	سنسکرت	پشتو	عبرانی	عربی	ترکی	کیفیت
١	باپ	پدر	پتری	پلار	اب	اب	بابا	
٢	ما	مادر	ماتری	مور	ام	ام	انا	
٣	بھائی	برادر	بھراتری	رور	اخ	اخ	قرنداش اوغلی	
٤	بیٹیا	پور	پتر	زوے	ابن	ابن	اوغل زادہ	
٥	بیٹی	دختر	دہتری	لور	بنت	بنت	قیز کریمہ	
٦	داماد	داماد	جاماتا	زوم	.	زوج البنت	داماد اوغل دیکی	

اِن چھہ لفظون سے پشتو زبان کے بنانے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ پہلے تین لفظون مین اول اور آخر کا حرف فارسی الفاظ کا ہے اور تھوڑا سا تغیر بیچ کے حرف مین کیا گیا ہے چوتھا لفظ زوئے ہم معنی لفظ سے نہین بنایا۔ دوسرے فارسی لفظ زائیدن سے جسکے معنی ولادت کی ہین بنایا ہے۔ پانچوان فارسی لفظ لوری سے بنایا ہے لوری بچہ کے سلانے کے لئے گانے یا باجے کی آواز بنانے کو کہتے ہین۔ چھٹا لفظ سنسکرت کے لفظ سے بنایا ہے۔

دویم اعضائے بدن کی نام

نمبر	ہندی	فارسی	سنسکرت	پشتو	عبرانی	عربی	ترکی	کیفیت
۱	گلہ	گلو	گل	غاڑہ	غارہ	حلقوم	گلو بوغاز	نمبر ۱ غارہ ماخذ عبرانی ہے۔
۲	گردن	گردن	گریوا	سٹ	۰	رقبہ	گردن	نمبر ۲ غیر زبان سے بنایا ہے۔
۳	بانہ	بازو	باہو	مٹی	۰	عضد	قول	نمبر ۳ مٹی ہندی ہے۔
۴	دانت	دندان	دنت	غاخ	۰	اسنان	دیش سن	
۵	بھون	ابرو	ابھرو	رووزے	۰	حاجبین	ابرو	
۶	جیب	زبان	جوہا	جبہ	۰	لسان	لسان	نمبر ۶ جبہ ہندی جیب سے بنایا ہے۔
۷	آنکھہ	چشم	چکشو	سترگی	۰	عین	کوز عین	نمبر ۷ سترگی فارسی لفظ سترگ سے بنایا ہے اُسکی معنی بڑے کے ہین۔
۸	دل	دل	۰	زڑہ	۰	قلب	یورک	
۹	ہاتھہ	دست	ہست	لاس	۰	ید	ال	
۱۰	مٹھی	مشت	مشٹک	مٹھی	۰	کف	مشت	نمبر ۱۰ مٹھی ہندی مٹھی سے بنایا ہے۔
۱۱	اونگلی	انگشت	انگشت	گوتی	۰	اصابع	پرمن	نمبر ۱۱ گوتی فارسی ہی انگشت کا مخفف ہے
۱۲	پیٹھہ	پشت	پرشٹ	شا	۰	ظہر	ارو	باقی نمبر ۴-۵-۸-۹-۱۲ افغانونکی خود ساختہ الفاظ ہین یا کسی غیر زبان سے لئے ہین

سویم قدرتی اشیار کے نام

نمبر	ہندی	فارسی	سنسکرت	پشتو	عبرانی	عربی	ترکی	کیفیت
۱	پرمیشر	خدا	سودہاتما	خدای	۰	الله	تنگری	نمبر۱۔ فارسی لفظ خدا سے بنا ہے۔
۲	دہرتی	زمین	جماہ	زمکہ	۰	ارض	یر	نمبر۲۔ فارسی لفظ زمین سی بنا ہے۔
۳	سورج	ہور	مہر سوریہ	نور	۰	شمس	کون گونش	
۴	چاند	ماہ	ماس	سپوږمی	۰	قمر	آئے	
۵	تارا	ستارہ	تارا	ستوری	۰	نجم	۰	نمبر۵۔ فارسی لفظ ستارہ سی بنا ہے۔
۶	دن	روز	زوج	وَرز	۰	یوم	کون	نمبر۶۔ فارسی لفظ روز سے بنا ہی
۷	رات	شب	شپا	شپہ	۰	لیل	کیجہ	نمبر۷۔ سنسکرت لفظ شپا سی بنا ہے۔
۸	شام	شام	شائم	ماخام	۰	مغرب	اخشام	نمبر۸۔ ترکی لفظ اخشام سی بنا ہے۔
۹	ہوا	باد	دات	ہوا	۰	ریح	ہوا	نمبر۹۔ ہندی ہے۔
۱۰	گرمی	گرمی	گریشم	گرمی	۰	حر	سیجاق	نمبر۱۰۔ ہندی ہے۔
۱۱	ٹھنڈا	خنک	شرد	سوړ	۰	بارد	صوغوق	
۱۲	دریا	دریا	سیند	سیند	۰	بحر	صو پرمق	نمبر۱۲۔ سیند سنسکرت مین سمندر اور بڑی دریا کو کہتے ہین۔
۱۳	پیڑ	درخت	۰	ونا	۰	شجر	اغاج	
۱۴	آگ	آتش	تھاس	اور	آور	نار	آتش	نمبر۱۴۔ عبرانی ہے۔
۱۵	دہوان	دود	دہوان	لوگی	۰	دخان	دومان	نمبر۱۵۔ فارسی لفظ دو سی بنا ہے۔
۱۶	پانی	آب	اپ	اوبہ	۰	ماء	صو	نمبر۱۶۔ فارسی لفظ آب سی بنا ہے

چہارم اجناس کی نام

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱	گیہون	گندم	گودہوم	غنم	•	حنطہ	بغدل	نمبر۱- فارسی لفظ گندم سی بنا ہے
۲	جو	جو	یو	اوربشی	•	شعیر	اریہ	
۳	اُرد	ماش	ماش	مہی	•	•	•	
۴	چاول	برنج	بریہی	اوریجی	•	اُرز	•	
۵	دودہ	شیر	[illegible]	سپے	•	لبن	سوت	
۶	دہی	ماست	[illegible]	ماشتہ	•	جغرات	•	

پنجم جانورون کے نام

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱	آدمی جنا	مرد	مرتپ	سرٹے	•	رجل	مرد	
۲	عورت	زن	جن	خزہ	•	إمرأة	عورت	
۳	بندر	کپی	کپی	بشادو	•	قردہ	میمون	
۴	گائے	گاؤ مادہ	گئو	غوا	•	بقرہ	اینیک	نمبر۴ سنسکرت لفظ گئو سے بنا ہے
۵	بھینس	گاؤمیش	مہش	مینحا	•	جاموش	جاموش	نمبر۵ سنسکرت لفظ مہش سے بنا ہے
۶	گھوڑا	اسپ	اشو	اَس	•	فرس	[illegible]	نمبر۶ فارسی لفظ اسپ سے بنا ہے
۷	گدہا	خر	کہر	خر	•	حمار	[illegible]	نمبر۷- فارسی سے ہے۔
۸	اونٹ	شتر	اشتر	اوخ	•	ابل	•	
۹	بہیڑ	[illegible]	میش	[illegible]		[illegible]	بجی	
۱۰	کتا	سگ	شنک شو	سپے	•	کلب	کوتا	

نمبر شمار	ہندی	فارسی	سنسکرت	پشتو	[illegible]	عربی	ترکی	کیفیت
۱۱	گیدڑ	شغال	سری گال	گیدڑ	۔	ثعلب	چقال	نمبر ۱۱۔ ہندی ہے
۱۲	مینڈک	غوک	شوکر	چینڈخہ	۔	ضفدع	قورباغہ	
۱۳	چوہا	موش	موشک	منگک	۔	فارہ	صچان	
۱۴	مکھی	مگس	مکھشکا	مچ	۔	ذباب	آری	نمبر ۱۴۔ ہندی لفظ مکھی سے بنا ہے۔
۱۵	کوا	کلاغ	کاگ	قارغہ	۔	غراب	قارغہ	نمبر ۱۵۔ ترکی ہے۔
۱۶	بھیڑیا	گرگ	۔	شرمخ	۔	ذئب	قورت	

ششم اعداد

نمبر شمار	ہندی	فارسی	سنسکرت	پشتو	[illegible]	عربی	ترکی	کیفیت
۱	ایک	یک	ایکس	یو	۔	واحد	بر	نمبر ۱۔ فارسی لفظ یک سے بنا ہے
۲	دو	دو	دوی	دوہ	۔	اثنان	ایکی	نمبر ۲۔ فارسی سے ہے۔
۳	تین	سہ	تری	دری	۔	ثلث	اوچ	نمبر ۳۔ سنسکرت سے بنا ہے۔
۴	چار	چہار	چتری	سلور	۔	اربع	درت	
۵	پانچ	پنج	پنچ	پنزہ	۔	خمس	بیش	نمبر ۵۔ فارسی سے بنا ہے۔
۶	چھہ	شش	شٹ	شپگ	۔	ستہ	التی	
۷	سات	ہفت	سپت	اوہ	۔	سبع	یدی	
۸	آٹھ	ہشت	اشٹن	اتہ	۔	ثمانیہ	سکز	نمبر ۸۔ ہندی ہے۔
۹	نو	نہ	نو	نہ	۔	تسعہ	طقوز	نمبر ۹۔ فارسی ہے۔
۱۰	دس	دہ	دش	لس	۔	عشرہ	اون	نمبر ۱۰۔ ہندی سے بنا ہے۔

نقشہ ہفتم ۔ جس سے ہر زبان کی مجموعی تعداد پشتو کے الفاظ کی ظاہر ہو										
نمبر شمار	کس قسم کا لفظ ہے	تعداد الفاظ پشتو	عربی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱	رشتہ دارون کے نام	۶	۰	۶	۰	۰	۰	۰	۰	
۲	نام اعضاء بدن کے	۱۲	۳	۲	۰	۱	۰	۰	۶	
۳	قدرتی اشیا کے نام	۱۶	۱	۷	۳	۱	۰	۱	۳	
۴	اجناس کے نام	۶	۰	۱	۱	۰	۰	۰	۴	
۵	جانوروں کے نام	۱۶	۲	۲	۲	۰	۰	۱	۹	
۶	اعداد	۱۰	۲	۴	۱	۰	۰	۰	۳	
۰	میزان	۶۶	۸	۲۲	۷	۲	۰	۲	۲۵	

نقشہ متذکرہ بالا کے آخر خانہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ صرف پچیس لفظ ایسے ہین جنکے ماخذ کا پتہ نہین چلتا ۔ اون کے قریب المخرج الفاظ مختلف زبانون کے دریافت کرنے کی کوشش کیجاتی ہے ۔ نقشہ آخر اسی کے متعلق ہے ۔

نقشہ ہشتم ۔ الفاظ پشتو جو غیر زبانون کے قریب المخرج ہین

نمبر شمار	نمبر نقشہ	لفظ پشتو	معنی	لفظ قریب المخرج	نام زبان	معنی	کیفیت
۱	۲	شٹ	گردن				
۲	؍؍	شا	پیٹھہ	پشت	فارسی	پیٹھہ	فارسی حرفون کو تغیر اور محذوف کیا ہے ۔
۳	؍؍	لاس	ہاتہ	دست	؍؍	ہاتہ	حرفون کا تغیر کیا ہے ۔
۴	؍؍	غاخ	دانت	غاش	؍؍	خوشۂ انگور	ش کو خ سے بدلا ہے ۔
۵	؍؍	زڑہ	دل	جیوڑہ	ہندی	دل	تغیر حروف کا ہے ۔
۶	؍؍	روزی	بہون				

نمبر	نمبر نقشہ	لفظ زبان	معنی	لفظ مشابہ	زبان لفظ مشابہ	معنی	کیفیت
٧	٣	ونا	درخت	تنہ	فارسی	جڑ کا حصہ	تغیر حروف کا ہے۔
٨	؍؍	سپوگمی	چاند				
٩	۴	اوریجی	چاول	برنج	فارسی	چاول	تبدیلی حروف کی ہے۔
١٠	؍؍	مہ	اوڑو	مہی	شنسکرت	زمین	
١١	؍؍	غنم	گیہوں	گندم	فارسی	گیہوں	ردوبدل حروف کا ہے۔
١٢	؍؍	اوربشی	جو				
١٣	۵	سڑی	مرد	سردار	فارسی	افسر	ردوبدل حروف کا ہے۔
١۴	؍؍	خزہ	عورت	خزیدن	؍؍	چھپنا	؍؍
١۵	؍؍	اوخ	اونٹ	اوشتر	؍؍	اونٹ	؍؍
١٦	؍؍	گڈ	بھیڑ	گوسفند	؍؍	بھیڑ	؍؍
١٧	؍؍	سپی	کتا	سگ	؍؍	کتا	؍؍
١٨	؍؍	چینڈخہ	مینڈک	چینڈ	ہندی	چھیڑنا	؍؍
١٩	؍؍	منگک	چوہا	مینڈک	؍؍	مینڈک	؍؍
٢٠	؍؍	شرمخ	بھیڑیا				
٢١	؍؍	شادو	بندر				
٢٢	٦	سلور	چار	چار	ہندی	چار	ردوبدل حروف کا ہے۔
٢٣	؍؍	شپگ	چھہ	چھہ	؍؍	چھہ	؍؍
٢۴	؍؍	اوہ	سات	ہفت	فارسی	سات	؍؍
٢۵	٣	نوَر	سورج	ہور	؍؍	سورج	؍؍

اِس نقشہ سے معلوم ہوگا ۔ کہ نمبرا - ۶ - ۹ - ۱۳ - ۲۱ - ۲۲ - چھ لفظون کا پتہ نہین چلتا - مین نے (۶۶) الفاظ پشتو کے منتخب کرکے اُنکا ردّ و بدل زبان کا آٹھ نقشون مین دکھایا ہے مگر ان الفاظ مین ایک لفظ ماخذ عربی نہین ملا ۔ حالانکہ عرب کا اثر افغانی معاشرت مین تیرہ سو برس سی ہے وجہ اسکی یہ ہی ۔ کہ یہ سب قسمین ایسی ہین کہ جن کے نام قائم کرنے کی پہلے سے ضرورت تھی اور یہ نام عربون کے آنے سے قبل قائم ہوچکے تھے ۔ اور یہ (۶۶) الفاظ پشتو زبان کے پہلے دَور کے ہین - اور یہ قدرتی تقسیم زبان پشتو کی ہے - دَور اول قبل اسلام بلاآمیزش عربی ہے - اور اس دور مین جو قومین افغانستان مین حکمران رہی ہین اونکی زبان کے الفاظ شامل ہین (حکمران اقوام مضمون نمبر ا مین دیکھو) الفاظ پشتو کے جو مین نے آٹھ نقشون مین دکھائے ہین یہ صرف یوسف زئی کی قوم کی زبان کے ہین - قندہاری ہراتی کابلی - اور کوہستانی زبان کے لفظ مجکو نہین ملے - اور یہ ممکن ہے ۔ کہ اُن کی زبان مین اور یوسف زئی کی کچھ اختلاف ہو - ان آٹھون نقشون کے الفاظ پشتو کی ابتدائی کتاب سی منتخب کئے ہین -

نقشہ ہفتم ہشتم سے تاریخی ثبوت زبان پشتو کا ملتا ہے ۔ کہ ہند - ایران - دو ہمسایہ قومون کے زیادہ لفظ ہین - اور انہین سے اول میل جول شروع ہوا ہے - اِس اول دور مین زبان بول چال کے لائق ہوگئی ہوگی - مگر نظم - نثر - اس زمانہ کی کچھ نہین ملتی ۔ پہلا دور مثل اردو کے ہے کہ جو عالمگیر کے زمانہ سے قبل تھا کہ اُسوقت بول چال اردو مین ہونے لگی تھی - مگر نظم - نثر - اردو کی کوئی کتاب نہ تھی -

پشتو زبان کا دوسرا دور

دور دویم کا آغاز اُسوقت سے ہوا جب افغان مسلمان ہوگئے اور عربونکی مہمون مین شریک ہوئے - پہلے دور کے ابتدائی الفاظ مین مختلف زبانون کے الفاظ شامل ہین مگر ان الفاظ مین عربی لفظ مجھے نہین ملا - اور دور دویم مین اکثر الفاظ عربی ملتے ہین اِس سے قیاس ہوتا ہے کہ بوجہ شرکت عربون کے عربی الفاظ پشتو مین مخلوط ہونے لگے افغان اور

عربوں کا سیل جو ل سنہ ۹ ہجری مطابق سنہ ۶۳۰ء سے شروع ہوا۔ اس سنہ میں امرا افاغنہ مدینہ جاکر مسلمان ہوئے۔ اور اُنکے ہمراہ عرب افغانستان میں اشاعت دین کیلئے آئے اور ادھر افاغنہ میں اسلام پھیلنا شروع ہوا۔ اور سنہ ۴۳ ہجری مطابق سنہ ۶۶۴ء سے افغان عربوں کی مہموں میں شریک ہوئے اور اسوقت سے عربی الفاظ پشتو میں داخل ہونے لگے۔

سنہ ۶۶ ہجری مطابق سنہ ۶۸۲ء سے افغان ملتان کی مہم میں محمد قاسم سردار عرب کے شریک ہوئے اور اُسوقت سے دو تین صدی تک عربوں کے ساتھ رہے بعد ازاں جب خاندان سبکتگین کی سلطنت سنہ ۳۶۶ ہجری مطابق سنہ ۹۷۶ء غزنی میں قائم ہوئی۔ تو افغان ہند کی مہموں میں اس خاندان کے شریک ہوئے۔ اس زمانہ سے ہندی زبان کی آمیزش پشتو میں زیادہ ہوئی اور یہ حالت تغیر عام قوم افاغنہ کی زبان کی تصور کرنا چاہیے غور جو مرکز افغانوں کا تھا وہاں جب اگلا حکومت افغانوں کی قائم تھی اور تیسری صدی ہجری مطابق نویں صدی عیسوی کی غور ماتحت سامانیہ خاندان ماوراء النہر کے ہوا۔ اور سامانیہ قدیم خاندان فارس سے تھے اسلیئے سنہ ۳۴۲ ہجری مطابق سنہ ۹۵۳ء سامانیہ خاندان نے فارسی زبان کو ملکی زبان قرار دیا۔ اسوجہ سے دارالحکومت غور میں فارسی زبان کو ترقی ہوئی۔ علاء الدین سلطان غور کے چند اشعار فارسی طبقات ناصری سے اسجگہ نقل کئے جاتے ہیں۔ یہ نمونہ فارسی زبان غور کا ہے

اشعار

جہاں داند کہ من شاہ جہانم	چراغ دودۂ عباسیانم
علاء الدین حسن بن حسینم	کہ دایم باد ملک خاندانم
چو بر گلگوں دولت بر نشینم	یکے باشد زمین و آسمانم
ہمہ عالم بگردم چوں سکندر	بہر شہرے شہ دیگر نشانم

۵۴۷ھ ہجری مطابق ۱۱۵۲ء عیسوی جب خاندان غوری کی مستقل سلطنت قائم ہوئی تو افغان ہند کی مہموں میں سلاطین غور کے شریک ہوئے اسطرح سے کل قوم پر فارسی اور ہندی زبان کا زیادہ اثر پڑنے لگا۔ اور یہ دونوں زبانیں پشتو میں مخلوط ہونے لگیں آٹھویں صدی سنہ ہجری مطابق ۱۴۱۷ء[۵۱] پشتو زبان میں پہلی کتاب نثر فتح سوات شیخ ملی نے تصنیف کی۔ اس سے پہلے بھی پشتو زبان کی کتابیں تصنیف ہوئی ہونگی مگر ہندوستان میں نہیں ملتیں میرا ذاتی قیاس یہ ہے کہ پشتو زبان میں تصنیف چھٹی صدی سنہ ہجری مطابق بارہویں صدی سنہ ع سے شروع ہوئی ہوگی۔ کیونکہ وہ زمانہ غوری سلطنت کے قائم ہونے کا ہے اور یہی مناسب وقت پشتو کی تصنیف کے آغاز کا ہے پہلے نظم کی کتاب پشتو جو ہندوستان میں دستیاب ہوتی ہے وہ خوشحال خاں خٹک کا دیوان ہے یہ تصنیف گیارہ صدی ہجری مطابق سترہ صدی سنہ عیسوی کی ہے (وفات خوشحال خاں ۱۶۹۱ء کو ہوئی) اسواسطے ظاہر ہے کہ پشتو کی نثر دو سو برس قبل ہوئی اور نظم بعد کو ہوئی۔ اور اردو زبان کا آغاز ہندوستان میں ساتویں صدی سنہ ہجری مطابق تیرہ صدی سنہ ع امیر خسرو شاعر کے وقت سے پایا جاتا ہے۔ (امیر خسرو کی وفات ۱۲۵۳ء عیسوی کو ہوئی) اور ۹۱۱ھ ہجری مطابق ۱۵۰۲ء عہد شیر شاہ تک بھاکہ میں تصنیفیں ہوتی رہیں اور شاہجہانی عہد سے اردو نے جنم لیا۔ اور عالمگیر کے وقت سے تصنیف اردو کی شروع ہوئی۔ پہلا دیوان اردو کا تصنیف ولی شاعر کا ہے۔ اور ولی کا زمانہ گیارہ صدی سنہ ھ مطابق سترہ صدی سنہ ع کے ہے۔ اور نثر کی تصنیف اردو میں انیس صدی سنہ ع سلطنت انگریزی کے عہد سے شروع ہوئی۔ پشتو اور اردو میں نظم ایک ہی وقت سے شروع ہوئی۔ مگر پشتو میں نثر دو سو برس نظم سے پہلے تھی۔ اور اردو میں نثر نظم سے دو سو برس کے بعد ہوئی۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ افغانوں نے ملک میں سلطنتیں قائم ہوگئی تھیں

---

۵۱ سنہ تصنیف تاریخ شیخ ملی کی میرے ذاتی انتخاب میں درست ہیں۔

اور پشتو زبان کو زیادہ عرصہ گذر گیا تھا اور محتاج تصنیف کی تھی اس سبب سے نثر پہلے ہوئی اور نظم ہندوستان کے اثر سے ایک ہی وقت میں پیدا ہوئی ۔ اور ہندوستان میں فارسی کی خط کتابت جاری تھی ۔ اسلئے اردو کی چنداں ضرورت نہ تھی ۔ اور انگریزی عہد میں اردو ملکی زبان قرار پائی ۔ اُسوقت سے اردو میں تصنیفیں ہونے لگیں ۔ پشتو نثر کا انتخاب یہاں درج کیا جاتا ہے ۔

انتخاب گنج پشتو تصنیف مولوی احمد ساکن تنگی پتہ ہشت نگر

یو زای کے یو عالم وہ چہ ڈیری زڑی زڑی چیڑی ٹولی کڑی
ایک جگہ میں ایک عالم تھا کہ اُسنے بہت پُرانے پرانے چیتڑے جمع کئے

وے او پہ پگڑی خپلے نغختلے دی
تھی اور پٹکے اپنی میں لپیٹ لی تھی

ظاہرہ خلقو نہ غٹہ پگڑی خکاریدلہ ۔
ظاہر میں لوگوں کو موٹا ٹپکا دکھائی دیتا تھا

او پکے بہ لہ زڑو چیڑو نہ بل سہ نہ وُو ہ ۔
اور اندر میں سوا پُرانے چیتڑوں کے اور کچھ نہیں تھا

یو وار پوقت ولوے سحر کے تا تیارہ وہ چہ مدرسی تہ رواں شہ
ایک دفعہ وقت بڑی صبح میں ٹپکا تیار تھا کہ مدرسی کو چلا گیا

وپارہ ددی چہ لہ خلقو نہ مینہ حاصل کا ۔
اسواسطے کہ لوگوں سے کچھ حاصل کرے

ناگہانہ پہ لار کے یو غل ولاڑ وہ ۔
انفاقاً راستہ میں یک چور کھڑا تہا

عالم تہ لاس ورواچہ پگڑے مرتی وتختولہ ۔
عالم کو ہاتہ ڈالا پٹکا اُس سے لے بھاگا

چہ غل سہ قدر لاڑشہ نور عالم ورتہ آواز وکڑ۔
جب چور کسیقدر گیا تو عالم نے اوسکو آواز دیا
دیل ئی چہ زوال دغہ پگڑی ولٹوہ۔
کہا کہ ایجوان اُس پٹکے کو کھولو
کہ پس لہ لٹولوی وڑے تو بیشکہ ئی وڑہ ماد بخلی دہ
اگر بعد۔ کھولنے کے لیجانا تو بیشک لے جا میں تجکو بخشا
غل پہ دراندڑے نہ غلیدہ لیکن ہغہ پگڑی دسپڑ وولہ۔
چور آگے بھاگتا تھا لاکن اُس پٹکے کو کھول دیا
کہ سہ گوری یوگز کپڑہ پہ سکے مخلے شال دختہ۔
جب دیکھتا ایک گز کپڑہ اُسمیں میلا سا لگا
نور ٹوٹلے زڑی چیتڑے وے۔
باقی سب پُرانی چیتڑے تھے
فقرہ ئی ہغہ گز ٹوکڑہ ھم رغور زولہ۔
غصے سے اُس گز ٹکڑے کو بھی پھینکدیا
عالم تی وہ وے چہ خدای دی خوار کڑہ زہ دی پدی زڑو چیتڑو دکارہ
عالم سے کہا کہ خدا تجکو ذلیل کری مجکو تونے ان پُرانے چیتڑوں پر کام
و دیستلم۔
نکالا
دوھرہ نہ شرمیگی چہ پہ داسے ٹکے سرہ وے زہ وغلولم۔
اتنا نہیں شرماتا سرنہ اُس قسم کے ٹکڑے کی مجکو دوکھا دیا
عالم دیل چہ نہ ڈیرہ خہ خبرہ کوے۔
عالم نے کہا کہ تم بہت اچھی بات کرتے ہو

لیکن داکار ستا پہ حق کے لوے نصیحت شہ۔
لاکن یہ کام تیرے حق میں بڑی نصیحت ہوگی۔
چہ نہ پوہ شے چہ د دنیا کارون ٹول ولباس او دنگے کے
کہ تو سمجھیگا کہ دنیا کے کاموں میں سب لباس اور ٹھگے کر ہیں
او چہ سوک پہ دنیا مینہ کوے ہم دا سے بہ غلیگے۔
اور جب کوئی دنیا سے محبت کرتا وہ بھی ایسا ہی دھوکا کھائیگا

انتخاب دیوان خوشحال خان خٹک

اے چہ خیال کڑے پہ دنیا
اے کہ خیال کرتا دنیا پر
کہ د وے پوزمان زرہ خہ کا
اگر ایک زمان تیری دلکو اچھا کرے
راحت نشتہ پہ دنیا کے
خوشی نہیں ہے دنیا میں
دنیا مہ گنڑہ سہ نور سہ
دنیامت جان کسی اور شئے کو
زہ چہ تا گورم حیران شم
میں جب تجکو دیکھتا ہوں تعجب کرتا ہوں
ہر زمان نوے خیالونہ
ہر زماں نئے خیالات
یو دے زڑہ زڑو سے یار دوسے
ایک تیرا دل اور ہزار دوستی

دنیا سہ وہ بے وفا
دنیا کیا بے وفا ہے
بیاد زر کا پہ ژڑا
پھر تجکو جلدی رولاتا
الدنیا دار البلا
دنیا گھر ہے بلا کا
دا وہ زای د استنجا
یہ ہے جگہ استنجا کی
اے ابلہ منشت گیا
اے نادان مٹھی گھاس کی
ہر ساعت توے ہوا
ہر ساعت نئی خواہش
یو دے سرسل د سے سودا
ایک سے اور سو خیالات

کلہ مست و مال و ملک ستہ		کلہ مست شئے و صہبا
کبھی مست مال اور ملک پر		کبھی مست ہوا بادہ صباح پر
ومسند و پاسہ کینے		لور پہ لور وسے متکا
مسند کے اوپر بیٹھتا		چاروں طرف سے تکیے

نثر سے نقشہ نہم اور نظم سے نقشہ دہم بنائے گئے ہیں۔ جو آئندہ درج کئے جاتے ہیں۔

نقشہ نہم انتخاب الفاظ نثر پشتو

نمبر	پشتو	اردو	عربی	فارسی	ہندی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱	زاسے	جگہ	•	جائی	•	•	•	•	
۲	عالم	عالم	عالم	•	•	•	•	•	
۳	ڈیرے	ڈھیر	•	•	ڈھیر	•	•	•	
۴	زڑسے	پرانہ	•	زدہ	•	•	•	•	
۵	چیڑڑے	چیتھڑی	•	•	چترے	•	•	•	
۶	ٹوسے	جمع کرنا	•	•	ٹولی	•	•	•	
۷	پگڑے	پٹکا	•	•	پگڑی	•	•	•	
۸	نغختلے	لپیٹنا	•	•	•	•	•	یک	
۹	خلقو	مخلوق	خلق	•	•	•	•	•	
۱۰	غٹہ	موٹا	•	•	گاڑہا	•	•	•	
۱۱	ښکاریدلہ	ظاہرہونا	•	آشکار	•	•	•	•	

نمبر	پشتو	[illegible]	عربی	فارسی	ہندی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
[illegible]			۲	۳	۵				
۱۲	لوسے	بڑا						پاک	
۱۳	سحر	صبح	سحر						
۱۴	تیارہ	تیار		تیار					
۱۵	رواں شہ	روانہ ہوا		رواں شد					
۱۶	حاصل	وصول	حاصل						
۱۷	ناگھانہ	اتفاقاً		ناگہاں					
۱۸	لار	راستہ						پاک	
۱۹	غل	چور					غل		
۲۰	لارشہ	گیا۔						پاک	
۲۱	آواز	پکارنا		آواز					
۲۲	ویل	کہنا						پاک	
۲۳	زوال	جوان		جوان					
۲۴	ولٹوہ	کھولو			لوٹانا				
۲۵	وڑسے	لیجا		آوردن					
۲۶	بخلے	بخشتا	بخل						
۲۷	زغلیدہ	بھاگتا		زغن					زغن مارنا اردو میں بھاگنے کو کہتے ہیں۔
۲۸	سپڑدولہ	کھولدیا						پاک	
۲۹	گورسے	دیکھتا						پاک	

نمبر	پشتو	اردو	عربی	فارسی	ہندی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
میزان [illegible]			۵	۱۰	۶		۱	۶	
۳۰	گرد	گرد		گرد					
۳۱	کپڑہ	کپڑہ			کپڑا				
۳۲	ښځلے	میلا			میلا				
۳۳	وځته	نکلا						پاک	
۳۴	قہر	غصہ	قہر						
۳۵	ٹوکرہ	ٹوکرہ			ٹوکرہ				
۳۶	وغورزولہ	پھینکدیا						پاک	
۳۷	ډو	کہدیا						پاک	
۳۸	ویستلم	نکالدیا						پاک	
۳۹	شرمیدگی	شرمانا		شرمندہ					
۴۰	ٹگی	ٹھگی			ٹھگ				
۴۱	وغلولم	دہوکادیا					غل		
۴۲	ښہ	اچھا		خوب					
۴۳	خبرہ	بات	خبر						
۴۴	کوسے	کرنا			کرسے				
۴۵	کار	کام		کار					
۴۶	لباس	ظاہرداری	لباس						
۴۷	مینہ	رغبت کرنا			[illegible]				
میزان			۸	۱۴	۱۲		۲	۱۰	

نمبر	پشتو	ہندی	عبرانی	فارسی	سریانی	سنسکرت	ترکی	زبان انگریزی	کیفیت
میزان صفحہ گذشتہ	۰	۰	۸	۱۴	۱۲	۰	۲	۱۰	
۴۸	غلیگو	چپ چاپ رہنا	۰	۰	۰	۰	قل	۰	
۴۹	لاس	ہاتھ	۰	دست	۰	۰	۰	۰	جیسے اسپ سے اس رہا۔ دور ہونے حرف دال سے لام بدلا۔
۵۰	درواچو	ڈالا	۰	رواں شد	۰	۰	۰	۰	
۵۱	تختولہ	لے بھاگا	۰	گریختن	۰	۰	۰	۰	
۵۲	قدر	انداز	قدر	۰	۰	۰	۰	۰	
میزان الکل ۵۲	۰	۰	۹	۱۷	۱۲	۰	۳	۱۱	

نقشہ دہم انتخاب الفاظ نظم پشتو

نمبر	پشتو	ہندی	عبرانی	فارسی	سریانی	سنسکرت	ترکی	زبان انگریزی	کیفیت
۱	خیال	خیال	۰	خیال	۰	۰	۰	۰	
۲	دنیا	دنیا	دنیا	۰	۰	۰	۰	۰	
۳	بیوفا	بیوفا	۰	بیوفا	۰	۰	۰	۰	
۴	یو	ایک	۰	ایک	۰	۰	۰	۰	
۵	زماں	زمانہ	زماں	۰	۰	۰	۰	۰	
۶	زڑہ	دل	۰	۰	۰	۰	۰	یک	
میزان	۰	۰	۲	۳	۰	۰	۰	۱	

نمبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
منقولہ از صفحہ	۰	۰	۲	۳	۰	۰	۰	۱	
۷	زر	جلدی	۰	زود	۰	۰	۰	۰	
۸	زڑا	رونا	۰	زاریدن	۰	۰	۰	۰	
۹	راحت	خوشی	راحت	۰	۰	۰	۰	۰	
۱۰	نشته	نہیں	۰	نیست	۰	۰	۰	۰	
۱۱	دار	گھر	دار	۰	۰	۰	۰	۰	
۱۲	بلار	بلا	بلار	۰	۰	۰	۰	۰	
۱۳	گنڑه	جاننا	۰	۰	گنا	۰	۰	۰	
۱۴	زاے	جگہ	۰	جائ	۰	۰	۰	۰	
۱۵	استنجا	استنجا	استنجا	۰	۰	۰	۰	۰	
۱۶	گورم	دیکھتا ہوں	-	-	۰	۰	۰	پاک	
۱۷	حیریان	حیران	حیران	۰	۰	۰	۰	۰	
۱۸	ابله	نادان	ابله	۰	۰	۰	۰	۰	
۱۹	مُشت	مٹھی	۰	مُشت	۰	۰	۰	۰	
۲۰	گیاه	گھانس	۰	گیاه	۰	۰	۰	۰	
۲۱	نوے	نیا	۰	۰	نئے	۰	۰	۰	
۲۲	خیال	خیال	۰	خیال	۰	۰	۰	۰	
۲۳	ساعت	گھڑی	ساعت	۰	۰	۰	۰	۰	
۲۴	ہوا	خواہش	ہوا	۰	۰	۰	۰	۰	
میزان	۰	۰	۱۰	۱۰	۲	۰	۰	۲	

نمبر	ٹھیٹھ	معنی	عربی	فارسی	ہندی	سنسکرت	ترکی	زبان انگریزی	کیفیت
میزان صفحہ سابق	۰	۰	۱۰	۱۰	۲	۰	۰	۲	
۲۵	زر	ہزار	۰	ہزار	۰	۰	۰	۰	
۲۶	یارے	مددگار	۰	یار	۰	۰	۰	۰	
۲۷	سر	سر	۰	سر	۰	۰	۰	۰	
۲۸	سل	سو	۰	صد	۰	۰	۰	۰	
۲۹	سودا	مخبوط	سودا	۰	۰	۰	۰	۰	
۳۰	مست	دیوانہ	۰	مست	۰	۰	۰	۰	
۳۱	مال	دولت	مال	۰	۰	۰	۰	۰	
۳۲	ملک	ملک	ملک	۰	۰	۰	۰	۰	
۳۳	صبا	باد صبا	۰	صبا	۰	۰	۰	۰	
۳۴	مسند	تکیہ	مسند	۰	۰	۰	۰	۰	
۳۵	گھٹنے	بیٹھنا	۰	۰	۰	۰	۰	یک	
۳۶	لور	جانب	۰	۰	۰	۰	۰	یک	
۳۷	متکا	تکیہ کیا ہوا	متکا	۰	۰	۰	۰	۰	
میزان جملہ	۰	۰	۱۵	۱۶	۲	۰	۰	۴	

نقشہ یازدہم الفاظ نثر و نظم

قسم مضمون	ٹھیٹھ	عربی	فارسی	ہندی	سنسکرت	ترکی	زبان انگریزی	کیفیت
نثر	۵۲	۹	۱۷	۱۲	۰	۳	۱۱	
نظم	۳۷	۱۵	۱۶	۲	۰	۰	۴	
میزان	۸۹	۲۴	۳۳	۱۴	۰	۳	۱۵	

میں نے نثر پشتو زبان حال کا انتخاب لکھا ہے اور نظم ستر ہویں صدی کا انتخاب کیا ہے۔ اور ان دونوں انتخاب سے جدا گانہ نقشے الفاظ کے بنائے ہیں ان سے ظاہر ہوگا۔ کہ پشتو کی زبان میں عربی کے الفاظ کس قدر داخل ہو گئے ہیں اور اس دور میں سنسکرت کے الفاظ کا مخلوط ہونا بند ہو گیا۔ غیر زبانوں کی تعداد الفاظ جو ان نقشوں میں لکھی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ ان پشتو الفاظ کا مخرج اصلی کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ ان الفاظ کی تعداد نثر میں۔ ۱۲۔ اور نظم میں۔ ۴۔ جملہ۔ ۱۶۔ ہیں تفصیل کے لئے نقشہ درج کیا جاتا ہے۔ نظم میں عربی اور فارسی کے الفاظ زیادہ ہیں۔ ہندی کم ہیں۔ نثر میں عربی کم اور فارسی قریب نظم۔ ہندی زیادہ ہیں۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ نظم اہل فارس سے سیکھی۔

نقشہ دوازدہم الفاظ پشتو جنکا مخرج تحقیق طلب ہے

نمبر	پشتو	معنی	تخمینی	کیفیت
۱	زڑہ	پُرانہ	۰	
۲	لاڑشہ	گیا	۰	
۳	سپڑدولہ	کھولدیا	۰	
۴	گورے	دیکھنا	۰	
۵	ٹغتلے	پٹینا	۰	
۶	لوسے	بڑا	۰	
۷	وختہ	نکلا	۰	
۸	وغورزیدلہ	پھینکدیا	۰	
۹	ودیستلم	نکالدیا	۰	
۱۰	ودوسے	کھدیا	۰	

نمبر	پشتو	معنی	ماخذ	کیفیت
۱۱	زڑہ	دل	ہندی جیو ڑہ	جیو۔ یا جیوڑہ۔ ہندی سی نکلا ہی۔ جسکے معنی جان کے ہیں۔
۱۲	گورم	دیکھنا	۰	
۱۳	کنیتہ	بیٹھنا	۰	
۱۴	لور	جانب	۰	
۱۵	لار	راستہ	۰	
۱۶	ویل	کہنا	۰	

مختلف زبانوں کی تغیر کی حالت

عبرانی ۔ اسکے الفاظ جسقدر ملے۔ خواہ شخصی۔ ملکی۔ یا زبان کے ہوں۔ انہیں تغیر بہت کم ہوا ہے۔ اُنکے حروف بیشتر اصلی حالت میں ہیں جیسی شلع اور۔ غور۔ مشکن۔ شیث وغیرہ یہ ثبوت اسکا ہی کہ یہ لفظونکی اصلی زبان ہی۔

عربی ۔ الفاظ جو زبان میں داخل ہوئے ہیں یہ جدید ہیں۔ ان میں حروف کا تغیر مثل عبرانی کے کم ہی۔ (دیکھو نقشہ نمبر ۔ لغایت ۱۱)

فارسی ۔ **ہندی** ۔ **ترکی** ۔ ان تین زبانوں کے الفاظ میں تغیر زیادہ ہے۔ (دیکھو نقشہ نمبر لغایت ۱۱) وجہ اسکی یہ ہی۔ کہ یہ سب غیر قوم کی زبانیں ہیں۔ عبرانی قوم کے لب ولہجہ کے مناسب نہیں۔ اصلی حروف کا بدل زیادہ ہی۔ (لاس) کا ماخذ دست ہی۔ تخنولہ کا ماخذ گریختن ہی۔ اسسے ظاہر ہے کہ کسقدر تغیرات ہوئے ہیں۔

پشتو زبان کے نشو نما پر غور کرنے سے یہ امر یقینی ثابت ہوتا ہی۔ کہ یہ زبان اصلی کسی قوم

یا ملک کی نہیں ہے۔ بلکہ یہ زبان دیگر زبانوں سے مرکب ہے۔ اور خود افغانوں نے اپنی طرف سے بھی الفاظ بنائے ہیں۔ اگرچہ پشتو زبان آریہ ترکیب کی ہے۔ مگر قوم آریہ نہیں ہے۔ پشتو زبان افغانستان کی ہے۔ اور اس کی ترکیب بالکل ہندوستان کی اُردو زبان کے مطابق ہے۔ اُردو زبان مختلف زبانوں سے بنائی گئی۔ اور جو قومیں اُردو بولتی ہیں وہ اکثر بیرونی اقوام ہیں۔ جیسے کہ عرب۔ ترک۔ افغان وغیرہ یہ قومیں بوجہ اُردو بولنے کے آریہ نہیں کہلا سکتی ہیں۔ اسی طریقہ سے افغان پشتو بولنے کی وجہ سے آریہ نہیں ہو سکتے ہیں۔

کتابت پشتو

پشتو کی کتابت کے آغاز کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ عربی الف۔ بے افغانوں نے اپنے یہاں داخل کی ہے۔ کیونکہ اُن کی زبان کو ایسے حروف درکار تھے اور ان حروف سے پشتو کی کتابت جاری کی۔ یہ کتابت اسلامی ہے۔ سنہ ۳۴۲ ہجری میں مطابق نویں صدی عیسوی سامانیہ خاندان نے ملکی زبان فارسی قرار دی۔ اور افغانوں میں قریب اسی عہد کے پشتو کی کتابت جاری ہوئی ہوگی فارسی کتابت شاہی خاندان غوری میں جاری تھی معز الدین محمد کی بابت تذکرہ خوشنویسان میں لکھا ہے۔ خوشنویس اور جلد نویس تھا زمانہ سلطنت سنہ ۵۶۹ ہجری لغایت ۶۰۲ تھا

پشتو میں تین حروف ایسے ہیں کہ عربی اور فارسی میں نہیں آتے۔ وہ حروف۔ ٹ ڈ۔ ڑ۔ ہیں۔ یہ تینوں حرف سنسکرت اور ہندی میں آتے ہیں۔ چونکہ سنسکرت اور ہندی کے الفاظ پشتو میں مخلوط تھے۔ اسلئے یہ تینوں حروف عربی کے۔ الف۔ بے میں بڑھائے گئے۔ علاوہ ان کے چار حرف۔ پ۔ چ۔ ژ۔ گ۔ جو فارسی کے لئے مخصوص ہیں۔ وہ بھی پشتو میں اضافہ کئے گئے۔ کیونکہ فارسی زبان کے الفاظ بھی پشتو میں شامل تھے۔ جملہ سات حروف پشتو میں عربی سے زائد ہیں۔ مگر ان حروف کی شکل عربی میں بجنسہ موجود ہے عربی اور پشتو کی حروف ایک دوسرے کے مقابل درج کئے جاتے ہیں۔ اُن کے

دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ دونوں میں فرق باعتبار نقطوں اور بعض علامتوں کے ہے۔

حروف عربی ۔ ت۔ د۔ ر۔ ب۔ ج۔ ز۔ ک۔

حروف پشتو ۔ ٹ۔ ڈ۔ ڑ۔ پ۔ چ۔ ژ۔ گ۔

عربی میں خط نسخ خلافت عباسیہ میں جاری ہوا۔ اور ابن مقلہ نے کمال کو پہنچایا اور وفات ابن مقلہ سے چودہ برس بعد ساسانیہ سلطنت نے اپنے ملک میں فارسی زبان ملکی زبان قرار دی تھی۔ اسکے بعد کتابت پشتو کا آغاز ہونا قیاس میں آتا ہے۔

افغانی زبان کی تحقیقات کا نتیجہ

افاغنہ قوم کی قدیم زبان عبرانی ثابت ہے۔ اس زبان کے آثار مستقل ملک و قوم کے ناموں میں اور اُن کی زبان میں باقی رہ گئے ہیں۔ انہیں تغیر ایسا نہیں ہوا۔ کہ عبرانی زبان کی عالم کو شناخت میں اشکال ہو۔

عبرانی زبان زائل ہو کر نئی زبان پشتو کی جب بول چال شروع ہوئی۔ اسکا کوئی زمانہ معین نہیں ہو سکتا۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ جب یہ قوم کیانی بادشاہوں کی حمایت میں آئی اور آزاد رعایا کی طرح بود و باش اختیار کی۔ اُسوقت پشتو زبان کی بول چال کا آغاز ہوا ہوگا زبان کا فروغ قومی حکومت سے ہوتا ہے۔ اور اس امر کا کچھ ٹھیک پتہ نہیں لگتا۔ کہ غور کی حکومت افاغنہ قوم کی کس وقت قائم ہوئی۔ اول صدی عیسوی قیاسا زمانہ آغاز حکومت غور کا مضمون نمبر ایک میں تجویز کیا گیا ہے۔ یہی وقت پشتو زبان کی ابتدا کا خیال کرنا چاہئے۔ دار الحکومت غور میں فارسی زبان کا رواج پایا جاتا ہے۔ اور کل افغانستان کی شہروں میں فارسی زبان اب تک رائج ہے۔ یہ شہر دار الحکومت ساسانی صوبہ دار وغیرہ رہے ہیں نواح افغانستان میں (یعنی جنوب و مشرق افغانستان) جہاں یہ قوم رہتی تھی۔ وہاں پشتو زبان صرف بول چال کے لئے جاری رہی۔ اسلامی عہد سے پشتو کا دوسرا دور شروع ہوا

اور اس کی مدت اسوقت تک قریب تیرہ سو سال کے ہوئی۔ اس مدت کے نصف زمانہ سے پشتو زبان اس قابل ہوئی۔ کہ اسمیں تصنیف ہونے لگی۔

پشتو زبان شہر کی زبان نہیں رہی۔ نواح ملک کی زبان ہی۔ اسمیں سوائے عبرانی اور عربی الفاظ کے اور زبانوں کے الفاظ کو ایسا متغیر کر دیا ہی۔ کہ زبان کی اصلیت مفقود ہو گئی۔ اور اسی لب ولہجہ الفاظ سے اصلی زبان کا پتہ چلتا ہے۔ کہ عبرانی ہے جب قوم کی ضرورتیں غیر زبان والوں سے بڑھتی گئیں۔ تو اصلی زبان معطل ہوتی گئی۔ علوم نظام حکومت۔ مذہب پشتو زبان میں داخل نہیں ہوئے۔ اسوجہ سے پشتو زبان کی ترقی نہ ہوئی۔

پشتو مرکب زبان ہی۔ اسمیں فارسی۔ سنسکرت۔ ہندی۔ ترکی۔ عربی کے اہل زبان سے بواسطہ حکومت اور فوج میں داخل ہونے افغانوں کا تاریخ سے ثابت ہی۔ اسلئے ان زبانوں کے الفاظ پشتو میں مخلوط ہونے کے لئے معقول حجت ہی۔ مگر افغانستان میں سوائے افغانوں کے جو بنی اسرائیل ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اور کوئی فرقہ بنی اسرائیل کا کبھی آباد نہیں ہوا۔ تو افغانوں کی زبان اور جغرافیہ میں عبرانی زبان کے الفاظ کیسے آتے۔ لہذا لامحالہ یہ قبول کرنا پڑتا ہے۔ کہ افاغنہ کا دعوے بنی اسرائیل ہونے کا صحیح ہے اور عبرانی اُن کی اصلی زبان ہی۔

علاوہ اسکے یہ مسلم ہی۔ کہ عربی زبان عبرانی کی شاخ ہی اور عربی الفاظ جو پشتو زبان میں داخل ہیں۔ اُنمیں بہ نسبت دیگر زبانوں کے کم تغیر ہوا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہی۔ کہ افغانی لب ولہجہ قدرتی طور سے عبرانی کے لئے مناسب ہی۔

اردو مثل پشتو کے مرکب زبان ہی۔ اُسمیں جس جس زبان کے الفاظ شامل ہوئے ہیں اُن زبان والوں کے باہمی تعلقات ہندوستان میں رہنا ثابت ہیں۔ اگر عبرانی الفاظ افغانوں کی زبان اور ملکوں میں نہ ملتے۔ تو افغانوں کا ادعا بنی اسرائیل ہونے کا بربنائے زبان باطل تھا۔ مگر عبرانی الفاظ سے اُن کے دعوے کا ثبوت کامل ہوگیا۔

ہفتم تذکرہ مراسم۔ عادات۔ لباس و شباہت افاغنہ و یہود

مراسم

۱۔ افغان اپنے فرقوں کو مورث کے نام پر مشہور کرتے ہیں۔ اور مورث کا نام مخفف کرکے خیل یا زئی اسکے ساتھ اضافہ کرتے ہیں۔ اور جداگانہ مقام پر یہ فرقہ رہتا ہے۔ اور ہر فرقہ کی تعداد اُن کا خان یا ملک جانتا ہے۔ بنی اسرائیل نے بھی اپنے اسباط اپنے بزرگوں کے نام پر جاری کئے تھے اور جدا مقام پر رہتی تھی اور انکی شمار ہوتی تھی۔

۲۔ افغانوں میں بھی یہی رسم ہے۔ کہ وہ اپنی ہی قوم خیل یا زئی میں شادی کرتے ہیں۔ تاریخ نیرنگ افاغنہ میں لکھا ہے۔ کہ افاغنہ غیر جگہ شادی بیاہ نہیں کرتے اور ایسا کرنے میں وہ اپنی ذلت اور حقارت جانتے ہیں اور یہی رسم بنی اسرائیل میں بھی پائی جاتی ہے۔ جیساکہ آثار الباقیہ البیرونی (صفحہ ۲۷) میں درج ہے وہ یہ ہے بنی اسرائیل کے قواعد کی رو سے کسی شخص کو یہ اجازت نہ تھی۔ کہ سوائے اپنی قوم کے دوسری گروہ میں شادی کرے اور اس سے یہ مطلب تھا۔ کہ شجرہ میں ابتری نہ ہووے۔

۳۔ بادیہ نشین افغانوں میں یہ رواج ہے۔ کہ ایک معین مدت تک داماد اپنے خسر کی خدمت کرے۔ تاکہ عورت اسکو ملے۔ جیساکہ حضرت یعقوب نے اپنے خسر کی خدمت کی تھی۔ (تاریخ سیاحت مشن افغانستان مصنفہ ڈاکٹر بیلو)۔

۴۔ قربانیوں کا خاص دستور افاغنہ میں ہے۔ کہ جب کوئی وبا آتی ہے۔ تو بھیڑ یا بکری کی قربانی وبا دور کرنے کے لئے مثل یہودیوں کے کرتے ہیں (ڈاکٹر بیلو)

۵۔ اگر کسی افغان کے ہاتھ سے نقصان پہونچا ہو۔ تو نقصان پہونچانیوالا ایک تن جلتی ہوئی ہنگ کا سر پر لیکر نکلیگا۔ یہ ہی دستور یہود کا تھا۔ (ڈاکٹر بیلو)

۶۔ افغانوں میں قرعہ کے ذریعہ سے آراضی موروثی کی تقسیم کیجاتی ہے۔ اور یہ ہی طریقہ

یہودیوں میں بھی جاری تھا۔ اُسکو یوپچ باپر اکھتے تھے۔ (ڈاکٹر بیلو)

۷۔ ولیوں کی اور مزاروں کی تعظیم و تکریم انتہا درجہ افغانوں میں ہے۔ ہی ایک غزنی میں ۱۹۷ مزار ہیں یہ ہی حالت بنی اسرائیل کی توریت سے معلوم ہوتی ہے (ڈاکٹر بیلو)

۸۔ افغانوں میں مثل یہودیوں کے یہ واجب ہے۔ کہ ایک بھائی کے مرنیکے بعد دوسرا بھائی اس کی بیوہ کے ساتھ شادی کرے (الفنسٹن صفحہ ۲۴۰)

۹۔ انگریزی مورخوں کے بیان اور نیز تمام تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عید فسح (Passover) کا دستور افغانوں میں رائج ہے باونجیس افغان نئی فصل میں پتیری روٹی پکاکر فاتحہ دیتے ہیں۔ اور اُس روٹی کا نام بعضے شلح اور بعضے پشلح کہتے ہیں پشلح عبرانی لفظ ہے۔ ڈاکٹر بیلو بھی اس امر کا ذکر کرتا ہے۔ کہ عید فسح کا رواج افغانوں میں ہے۔

۱۰۔ یہ بھی افغانوں میں دستور ہے۔ کہ گائے یا بچھیا لیکر اُسپر سب کے گناہ قائم کر دیتے ہیں اور اُسکو چھوڑ دیتے ہیں اور یہ ہی دستور یہود میں تھا۔ (ڈاکٹر بیلو)

عادات افاغنہ مشابہ بنی اسرائیل

۱۱۔ از غایت جہل و صلابت دل درمیان یکدیگر تہنند۔ بادشاہے را برخود جائز نداشتند۔ چہ ایشاں را تکبر و خود بینی برآں داشتہ کہ چہ گونہ در حضور یکے از اقرباے خویش عجز و فروتنی کنیم تا خود را نوکر۔ و آں دیگر را پادشاہ گویند بل مساوی یکدیگر باشیم۔ یہ رائے اخون درویزہ کی ہے اور اس کو شناخت بنی اسرائیل ہونے کی قرار دیتے ہیں۔

۱۲۔ اور اخبار سول ملٹری گزٹ افغانوں کی بابت یہ لکھتا ہے۔ یہودیوں کی طرح افغان بھی زود رنج اور خود غرض اور سرکش جاہل تند مزاج سخت دل کجرو ہوتے ہیں۔

لباس

۱۳- اخبار سول ملیٹری گزٹ لکھتا ہے کہ افغانوں کا لباس بھی اس نتیجہ کیطرف رہنمائی کرتا ہے کہ یہ قوم بنی اسرائیل ہے۔ برخلاف ہندوں اور چینیوں کے لمبے اور کھلے چغہ پہنتے ہیں۔ جنکا رواج بنی اسرائیل میں تھا۔ جیسا کہ اناجیل سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

توریت کا احترام افغانوں میں

۱۴- مسٹر جانسٹن بیان کرتا ہے۔ کہ جب نادرشاہ پشاور میں پہونچا یوسف زئی قوم کے سرداروں نے توریت اُسکے روبروے پیش کی جو کہ عبرانی میں لکھی ہوئی تھی۔ اور کئی اور چیزیں بھی پیش کیں۔ جو کہ وہ اپنی قدیم عبادت میں استعمال کیا کرتے تھے۔ اور جنکو اُنہوں نے حفاظت سے رکھا تھا۔ جو یہودی لشکر کے ساتھ تھے اُنہوں نے اُن چیزوں کو فوراً پہچان لیا۔

نسب کا اعلان وطریقہ آغاز

۱۵- افغانوں میں یہ دستور ہے۔ کہ جسوقت بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اُسی وقت مراثن کوٹھہ پر جاکر بچہ کا نسب نامہ آواز سے بیان کرتی ہے۔ اور اُسکی پیدائش کا اعلان کرتی ہے اور اسکو رامے خورہ کہتے ہیں۔ یہ طریقہ ہندی افغانوں میں بھی تھا مگر اب کم ہوتا جاتا ہے۔

۱۶- ریورینڈ ولف اپنے سفرنامہ صفحہ (۲۲۹) کے نوٹ میں لکھتا ہے کہ توریت بموجب بعض وقت نسب کا آغاز عورت سے ہوتا ہے۔ اسیطرح افغانوں میں بھی بعض شاخیں عورتوں سے شروع ہوتی ہیں۔ جیسا کہ بی بی متوسے ایک شاخ افغانوں کی شروع ہوتی ہے

افغانوں کی شباہت

اسکائیکلو پیڈیا جاگرفی میں لکھا ہے کہ

۱۷ - جنس باری - ایم - اے - ایف - جی - ایس - اپنی کتاب اسکائیکلوپیڈیا آف جاگرفی میں لکھتا ہے - کہ تمام سیاح اس بات پر متفق ہیں - کہ افغانوں میں اور گرد و نواحی قوموں میں بڑا فرق ہے - اور سب افغان ایک ہی نسل کے معلوم ہوتے ہیں - یہ اپنی شکل اور خط و خال میں یہودیوں سے بہت ملتی جلتی ہیں - وہ ہی مصنف اہل کابل کی نسبت ذکر کرتا ہے کہ یہ لوگ دراز قد ہوتے ہیں سیاہ آنکھیں - اور اچھے خط و خال ہوتی ہیں اور انکے چہرے بالکل یہودیوں کی طرح ہیں - کرنیل یول سی - بی اسکائیکلوپیڈیا برطانیہ میں افغانستان کی بابتہ لکھتا ہے - کہ اس ملک کی عورتیں یہودیوں کی مانند خوبصورت خط و خال رکھتی ہیں اور یہ ہی بات مردوں میں بھی پائی جاتی ہے -

۱۸ - مسٹر بلینٹ اپنی کتاب حالات سرحدی افغانان مطبوعہ ۱۹۰۹ء صفحہ ۳۱ و ۳۲ میں یہ لکھتے ہیں - ہر شخص کو افغانوں کی صورت دیکھکر یہ معلوم ہوتا ہے - کہ اُن کی شکلیں بالکل یہودیوں کی سی ہیں - اور جب کوئی ہماری شفا خانہ میں آکر مریض افغان کو دیکھیگا تو بے اختیار یہ کہ اوٹھے گا - کہ یہ شخص تمام دنیا کچھ کہے مگر میں اوسکو یہودی خیال کرتا ہوں - جنکا ذکر توریت میں ہے -

نتیجہ تحقیقات متذکرہ بالا

یورپین علماء نے قوم کی شناخت کے لئے تین امور ضروری قرار دئے ہیں - اول زبان دوم شباہت اور سوم مراسم - زبان کے اوپر مینے علٰحدہ حصہ میں بحث کی اور سب مجھے یہ ثابت ہوا ہے - کہ افغان قوم کی اصلی زبان عبرانی تھی اور بعدہ پشتو ایک مرکب زبان

مثل اردو کے بنائی۔ شباہت کی بابت یہی چار مختلف رائیں اس حصہ میں درج کی ہیں
پہلی رای نمبر (۱۷) پر ہے یہ مصنف لکھتا ہی۔ کہ تمام سیاح اسپر متفق ہیں۔ کہ افغانوں
کی شباہت یہودیوں سی ملتی ہے۔ دوسری رائے نمبر (۱۸) پہ ہی۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ
زور سے اس امر کو ظاہر کرتا ہی۔ کہ افغانوں کی شباہت مثل یہودیوں کے ہی۔ بس زبان
اور شباہت کا کافی ثبوت موجود ہی۔ مراسم کی بابت یہ ثابت ہوتا ہی۔ کہ افغانان و یہودیوں
شادی بیاہ کے مراسم اور تقسیم جائداد کے مراسم اور قربانی کی رسمیں ایک سی ہیں اور بزرگونکی
تعظیم اور ان کے مزاروں کی عظمت اور توریت کا احترام کرنا ایک سا ہی۔ اور شجروں کا
مثل یہودیوں کے مورثوں کے نام پر جاری کرنا جس سی ہر شاخ کے مورث کا پتہ لگے یہ رواج
بھی مثل یہودیوں کے ہے۔ اور شجرہ کے نام یاد رکھنے کا یہ طریقہ ہی۔ کہ بوقت پیدائش
اولاد کے نسب کا اعلان کیا جاتا ہی۔ اور اسکو رای خورہ کہتے ہیں اور سب سی بڑی رسم
جو افغانوں میں اب تک جاری ہی وہ عید فسخ کا دستور ہی۔ یہ رسم قدیم سے عبرانیوں میں
جاری تھی۔ اور افغانوں میں اب تک برابر جاری ہی۔ اس عید میں خاص طور پر عبرانی ایک
قسم کی روٹی پکاتے تھے اسکا نام شلخ تھا۔ افغانوں میں اب تک اس روٹی کا نام شلخ قائم ہی۔

علاوہ مراسم کے۔ لباس اور عادات افغانوں اور بنی اسرائیل کی ایک سی ثابت
ہوتی ہیں جنکا ذکر ہمنے اس انتخاب میں نمبر (۱۱) اور نمبر (۱۲) پر کیا ہی۔ ان سب باتونکے
ملاکر دیکھنے سے افغانوں کے نسب اسرائیلی ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا ہی۔

مراسم افغان اور بنی اسرائیل کے ایک دو ایک سی نہیں ہیں بلکہ کثرت سی مطابقت ہی
اور ہر شعبی تمدن میں کچھ نہ کچھ پتہ دونوں قوموں کے متحد مراسم ہونیکا لگتا ہے۔ اسکو اتفاقیہ
نہیں کہہ سکتی۔ یہ ایک قوم ہونے کی دلیل ہے۔

علمی ثبوت شباہت

مورخوں کی رائے افغانوں کے مراسم اور شباہت پر اوپر مذکور ہو چکی۔ اور اوسپر

بحث بھی ہو چکی۔ اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ اقوام عالم کی تقسیم میں وہ کس قوم میں شمار ہوتے ہیں۔
سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری ہند سے تقسیم اقوام عالم کی اسطرف بنیاد پڑی ہے۔ مگر یہ علم ہنوز خامی کیحالت
میں ہے۔ جیسا کہ انتخاب رپورٹ مردم شماری مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوگا۔ مردم شماری ہندوستان
سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۴۸۹ فقرہ ۷۶۶ – ۴۹۵ فقرہ ۷۷۷ ۔ صفحہ ۵۰۰ فقرہ ۷۸۸ علم اعضاء انسانی
جو حال میں دریافت ہوا ہے۔ اسکے ذریعہ سے یہ کوشش کیجاتی ہے۔ کہ انسان کی صورت
شباہت سے اسکے اقسام قائم کئے جائیں اور خط و خال میں ایسی باتیں قائم کیجائیں جس سے
خاص امتیاز ہو سکے۔ اور اس طریقہ سے یہ امید ہوتی ہے۔ کہ جب ایک کافی ثبوت جمع ہو جائیگا
تو اس سے ممکن ہوگا۔ کہ اقسام قائم ہو سکیں اور اسکے اصول بنائے جا سکیں اور اس طریقہ سے
تعلق نوع انسان کا بڑے بڑے خاندانوں سے ہو جائیگا۔ ہندوستان میں تاریخی شہادت
مشابہت مشکل ہے۔ اور جو امور معلوم ہو سکتے ہیں۔ وہ تین قسم کے ہیں یعنی شباہت زبان اور مذہبی
اور اخلاقی رسومات ان تین میں سے اول الذکر زیادہ قابل اعتبار کے ہے اور سر ولیم فلاور نے
جنکو چند سال ہوئے جو لکھا تھا۔ میں اسکو کسی طرح سے مبالغہ نہیں سمجھتا۔ انکی رائے ہے کہ شباہت
سب سے عمدہ طریقہ قوم کے پہچاننے کا ہے۔ اور زبان اور رواج وغیرہ سے کچھ مدد ملسکتی ہے
مگر ان سے اکثر دھوکا لگتا ہے۔

اس موقع پر ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسوقت تک قدرتی تقسیم انسان کی اقسام کی
دریافت نہیں ہوئی۔ بعض غیر معمولی صورتیں ملجاتی ہیں جو اوروں سے علیحدہ ہوتی ہیں اور کوئی
شخص اسکی وجہ دریافت نہیں کر سکتا۔ کہ عظیم الشان فرق حبشہ کا اندمانی اور چینی میں اور انگریز
اور حبشی میں پائیکو میں اور ہٹن ٹاٹ میں ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی فطرت میں کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے
اور قوموں کے خون ملجانے سے جو مدت ہائے دراز سے چلا جاتا ہے۔ اس اختلاف کو ترقی
ہوتی جاتی ہے۔ اور ذرائع آمد و رفت کے آسان ہو جانے سے جو پہلے مختلف اقسام کے ملنے میں مشکلات
تھیں۔ وہ اب رفع ہو گئیں اور نئی نئی دنیائی صورتیں پیدا ہونے لگیں اور ایک غیر معلوم اختلاف

درجہ کی بنیاد قائم ہوگئی ان وجوہ سے یہ قریب قریب غیر ممکن معلوم ہوتا ہی کہ نوع انسان کی ایسی مستقل اقسام قائم کیجائیں جنمیں دوسرا داخل نہو سکے۔

اب مغربی سمت سی میں شروع کرتا ہوں اور مجھے یہ خاص امتیازی فرق محسوس ہوتی ہیں ترک اور ایرانی قسم اسمیں بلوچ۔ براہی اور افغان بلوچستان ایجنسی کے اور شمالی مغربی صوبے کے ہیں جنمیں ترکی اور ایرانی خون شریک ہوتا جاتا ہی۔ اور ترکی خون غالب ہی قد قریباً وسطاً کا ہی صورت اچھی ہے آنکھہ سیاہ ہی۔ مگر کبھی کبھی بھوری بھی نظر پڑتی ہے۔ چہرہ پر بال کثرت سی ہیں سر چوڑا ہے اور ناک کسیقدر تنگ اور اونچی اور لمبی ہی۔

صفحہ (۵۰۱) فقرہ (۷۹۰)

ترک ایرانی قسم صرف بلوچستان میں ہی۔ اور مغربی اور شمالی صوبہ میں اسکی خاص نشانیاں یہ ہیں۔ سر چوڑا ہی۔ اور بلوچوں میں پیمائش اسی سے بچاسی تک ہی۔ اور یہی ہزارہ میں بھی ہے اور ہنزہ۔ ناگرا اور کافر صورتیں اس سے مستثنٰے ہیں اور نیز پٹھان بھی مستثنٰے ہیں مغربی و شمالی پنجاب کے پہلی تین قوموں کا ذخیرہ بہت کم ہی۔ اور امید کیجاتی ہی۔ کہ اگر اور تحقیقات ہو۔ تو اُن کی ہندی اور ایرانی قسم کے قائم کرنے کے واسطے اسباب ملجائیں اور افغانوں کے سر کی پیمائش (۶۹) سی (۸۷) تک ہی۔ اور اگرچہ گول سر زیادہ ہیں۔ مگر ایک کافی تعداد لمبے سر والوں کی بھی ملتی ہے جس سی خون کی آمیزش کا پتہ چلتا ہے۔ یہ ایک خاص علامت جو ان قوموں کی ظاہر ہوتی ہی۔ وہ یہ ہے۔ کہ ناکیں بہت لمبی ہیں اور غالباً اس شناخت سی یہودی نسل افغانوں کی ہونے کا پتہ لگتا ہے۔

ان انتخابات سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ علم ہنوز زیر تجربہ ہی۔ اس امتحانی حالتمیں قطعی تجویز اسکی نہیں ہو سکتی۔ کہ افغان ترکی ایرانی نسل کے ذیل میں داخل ہیں بلکہ صورتوں سے یہودی معلوم ہوتے ہیں۔ اُن کی شباہت سی پتہ اسرائیلی نسب کا چلتا ہی۔ ایک حال کی تصنیف علم الانسان مصنفہ کین مطبوعہ سنہ ۱۹۰۹ء صفحہ (۳۹۷) میں یہ لکھا ہی۔

اہل ارمینہ اور افغان کی صورتوں میں سمیٹک عبرانی الاصل کی زیادہ آثار بہ نسبت آریہ ہونے کے ہیں۔ ان دونوں علمی رایوں کے خلاف گزیٹر افغانستان مطبوعہ کلکتہ شنہ ۱۹۰۱ء صفحہ (۲۳) پر لکھتا ہی۔

افغان اپنے بنی اسرائیل ہونے کا دعوے کرتے ہیں اور اسپر اونکو اصرار ہے کہ ہم اوس قوم سے ہیں جسکو بخت نصر نے بیت المقدس سے نکال کر ملک میڈیا میں داخل کر دیا تھا یہ منصوبہ اب علم اعضاء انسانی کے ذریعہ سے قصہ پارینہ معلوم ہوتا ہی۔ اور اسکے یہ خیال کرنیکی وجہ کافی ہی۔ کہ افغان بالعموم ترکی و ایرانی نسل کی ہیں۔ ترکی خون اُن میں غالب ہی۔ اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان میں عبرانی خون اسلام کی فتح سے شریک ہو گیا ہی۔

یہ تعجب ہی۔ کہ گزیٹر نے ایسے مسئلہ پر جو ہنوز ناتمام اور زیر بحث ہے۔ افغانوں کو ترکی ایرانی نسل میں شامل کر دیا۔ اور عالمانہ رایوں پر التفات نہ کیا۔ گزیٹر شنہ ۱۹۰۱ء میں مرتب ہوا ہے اور اسکے بعد مسٹر ٹیٹ نے سنہ ۱۹۱۱ء افغانستان کی تاریخ لکھی ہی۔ اونھوں نے گزیٹر کی تقلید نہیں کی ہی بلکہ ایک نئی بحث نکالی کہ افغان قدیم باشندہ افغانستان کے ہیں۔

ترکی ایرانی نسل صورتوں سے افغانوں کی ظاہر نہیں ہوتی۔ علاوہ اسکے افغان غیر قوموں میں شادی بیاہ کرنے سے نفرت کرتے ہیں۔ اور ان سب کی صورتیں ایک سی ہیں اور اگر قدیم باشندے حسب قول مسٹر ٹیٹ ہوتے۔ تو آریہ کی شاخ ہوتے۔ آریہ خون اُنکی صورتوں سے ظاہر نہیں ہوتا۔

مصنف ٹیٹ باوصف اسکے کہ یہودی شباہت ہونا افغانوں کی قبول کرتا ہی۔ اور یہ بھی تسلیم کرتا ہی کہ غوریا یہودیوں کا ہونا ممکن ہی اور باوصف اسکے یہ کہتا ہی کہ بنی اسرائیل ہونے کا دعوے جھوٹا ہے۔

ایک تازہ رائے علم اعضاء انسان کی بابت بھی ملی۔ وہ بجنسہ درج کیجاتی ہی۔

اخبار اسٹیٹسمین۔ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

یہ سب کو معلوم ہی۔ کہ بالعموم پٹھان اپنا نسب طالوت سے ملاتے ہیں۔ اندر یہی قول ہو جیسا کہ

پٹھانوں کا بھی ہے۔ ملک طالوت اور قیس عبدالرشید کے درمیان میں سینتیس پشت گذری ہیں نسب نامہ کا مفصل حال نعمت اللہ نے لکھا ہے جسکو تین سو برس ہوئے۔ اور اسکی نقل مسٹر بری نے اپنی رپورٹ میں کی ہے۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر کی پیمائش سے سب بلوچستان کے آدمی ایک ہی قوم کے معلوم ہوتے ہیں یعنی ترکی ایرانی قسم کے اگرچہ علمی طریقہ سے بلوچستان کے باشندے نہیں ایک ہی قسم کے پائے جاتے ہیں۔ مگر معمولی شخص کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی علم اعضاء انسانی بہت ہی اچھا علم ہے۔ بشرطیکہ اسکے اندازہ کرنے میں اور باتوں کا بھی لحاظ رکھا جائے پروفیسر بوس نے نیویارک میں تحقیقات کی اور یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ سر کی پیمائش میں گرد پیش کے تعلقات سے فرق ہو جاتا ہے۔ اور اوسکی تصدیق اس سے ہوتی ہے۔ سسلی والے جو اس ملک میں پیدا ہوئے۔ انکی سر کی پیمائش اکھتر ہوئی۔ اور جو نیویارک میں پیدا ہوئے انکی اسی ہوئی۔ اور مشرق یورپ کے یہودیوں کے سر کی پیمائش چوراسی ہوئی۔ اور انکی اولاد جو نیویارک میں پیدا ہوئی۔ اسکی پیمائش سر کی اکیاسی ہوئی۔ اور اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ نیویارک میں بیرونی دنیا سے جو لوگ آتے ہیں وہ رفتہ رفتہ ایک ہی قسم کے ہوتے جاتے ہیں۔ مسٹر بری کی رائے ہے۔ کہ نیویارک کے تجربہ سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ ہندوستان میں جو قوموں کی تقسیم سر کی پیمائش سے کی گئی ہے اسکو جغرافیہ کی تقسیم ملکی کہنا چاہئے۔ اور اس علم سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قوموں کی تقسیم گرد و پیش کے تعلقات ملکی سے پیدا ہوتی ہے اور سر کی پیمائش سے کوئی ثبوت کسی قوم کی اصلیت کا نہیں ہوتا۔ اور بلوچستان میں تحقیقات سے یہ معلوم ہوا۔ کہ بچوں کے گول سر پیدائش کے وقت گول بنائے جاتے ہیں۔

مسٹر بری کی رائے سے صاف یہ ظاہر ہے کہ بلوچستان کے افغانوں کو سر کی پیمائش کی وجہ سے بلوچ یا ترکی و ایرانی قسم میں شامل کرنا سراسر غلطی ہے۔ اور گزیٹیر میں کی

پیدائش کے لحاظ سے افغانوں کی قومیت قرار دی گئی ہے وہ قابل اصلاح کے ہے۔

نمبر ۸۔ آیا افغان دس اسباط گم شدہ بنی اسرائیل کی بقایا ہیں

ایشیا میں بظاہر تین مرکز ہیں جہاں سے کثرت آبادی کے بعد ملکوں میں قومیں پھیلتی رہی ہیں عرب۔ ایران۔ تاتار۔ ان قوموں نے دنیا میں پھیلکر عروج کیا سلطنتیں قائم کیں اور پھر زوال آیا ان قوموں کے تاریخی حالات محفوظ ہیں اور قومیت میں اشتباہ نہیں۔ قوم بنی اسرائیل کی خاص حالت ہے۔ وہ ابتدا ہی سے دوسری قوموں کے ہاتھ سے پامال اور جلاوطن ہوتی رہی۔ پہلی جلاوطنی مدین سے مصر میں ہوئی۔ وہاں سے شام اور کنعان میں آکر آباد ہوئی (سنہ ۱۳۳۱ ق ع ص ۔۲۰۔ آثار الباقیہ) کنعان میں چند صدی قومی سلطنت رہی۔ بعدہ زوال آیا۔ اور شاہان بابل۔ نینوی۔ انکو تباہ کرتے رہے سنہ ۷۲۲ ق۔ ع مشہور تاریخ تباہی اس قوم کی ہے اسوقت سے جلاوطنی دوسری شروع ہوئی۔ کچھ آرمینیہ بھیجے گئے۔ اور کچھ خراسان کی طرف نکالے گئے۔ اس جلاوطنی میں دس اسباط شامل ہیں اور بعد جلاوطنی سلسلہ وار کوئی تاریخی پتہ ان دس اسباط کا نہیں ملتا۔ کہ آئندہ اُن کا کیا حشر ہوا۔ صرف اسقدر محققوں نے سراغ لگایا ہے۔ کہ آرمینیہ و خراسان کیطرف جلاوطن کئے گئے۔ باقی دو اسباط کچھ کنعان میں رہتے اور کچھ بابل کی جلاوطنی کے بعد پھر کنعان واپس آئے۔ اور اب دنیا میں یہودیوں کے نام سے متفرق ہیں اور کہیں ان دو اسباط کی حکومت نہیں۔ خاموش تاجرانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

ان دس اسباط گم شدہ کی بقایا میں اور دو اسباط موجودہ کی بقایا میں دوسرا فرق اسقدر ہے۔ کہ دس اسباط اپنے اصلی مذہب موسوی پر قائم نہیں (آرمینیہ والے عیسائی ہیں۔ اور افغانستان والے مسلمان ہیں) اور موجودہ دو اسباط اپنے اصلی مذہب موسوی پر قائم ہیں۔ نام قومی دونوں میں بدل گیا۔ دس اسباط پشتون یا افغان۔ اور افغان درج اپنے آپکو کہتے ہیں۔ دو اسباط جوڈیہ یا یہودیہ ملک کے نام پر یہودی مشہور ہیں بنی اسرائیل اصلی نام

جو بارہ اسباط کا تھا۔ اُس نام سے دونوں گروہ مشہور نہیں۔ مگر دو اسباط موجودہ کو مذہب موسوی پر قائم رہنے سے کوئی اسرائیلی قوم کے بقایا ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ دس اسباط گم شدہ کی بابت بوجہ تبدیل مذہب اشتباہ پیدا ہوگیا۔ کوئی اسرائیلی قبول کرتا ہے کوئی اسرائیلی قبول نہیں کرتا۔

تیسرا فرق یہ ہے۔ کہ دو اسباط مغضوب عالم ہیں۔ ہمیشہ قوموں کے ہاتھ سے پائمال ہوتے ہیں اور محکوم رہے ہیں اور دس اسباط خود سر ہیں اور غیر قوم کی زیر حکومت نہیں رہ سکتے۔

بقایا دس اسباط گم شدہ کی بابت کچھ تذکرے تاریخی بھی ملتے ہیں۔ میں نے یہ واقعات تاریخی جابجا سے منتخب کرکے یکجا کئے ہیں وہ اسموقع پر درج کئے جاتے ہیں اور اُنسے یہ اندازہ کیا جائیگا کہ ان انتخابات کی کیا وقعت ہے۔ اور اُنسے فی نفسہ اسرائیلی نسب قاغنہ کا ثابت ہوتا ہے یا نہیں اور وہ دس اسباط گم شدہ سے ہیں یا نہیں۔

میں نے ان انتخابات کے دو حصہ کئے ہیں۔ پہلے حصہ میں عربی۔ فارسی۔ اردو مورخوں کو تذکرے درج کئے ہیں دوسرے حصہ میں یورپین مورخوں کے انتخابات ہیں۔

انتخاب تاریخہائے فارسی۔ عربی۔ اردو

نمبر ا۔ تاریخ نیرنگ افاغنہ۔ ص ۱۲ و ۲۱۔ افغانی مصنف افغانوں کو یہودی النسل کہتے ہیں اور اُن کے ابا و اجداد کا وسط ایشیا میں آنیکا حال اسطرح پر لکھتے ہیں کہ افغنہ حضرت سال کا پوتا تھا۔ اُنکی اولاد کو بخت نصر نے قیدیوں کیطرح غور کی پہاڑیوں میں بھیجدیا۔ اور وہاں رفتہ رفتہ ان قیدیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ ہرچند کہ یہ اپنے وطن سے بہت دور تھے۔ مگر اُن کا مذہب اس سبب قائم رہا۔ کہ اُن میں سے جو اشخاص اپنی خوش نصیبی سے پھر ارض مقدس کو واپس گئے۔ اُنکے درمیان میں وقتاً فوقتاً خط کتابت ہوتی رہی۔ اور یہ حالت اونکی اسوقت تک رہی۔ کہ جب نبی آخر الزمان مبعوث ہوئے۔ اور اسلام شائع ہوا۔

نمبر۲ انتخاب تفریح الاذکیا

آرمیا علیہ السلام بہت روئے اور قوم سے فرمانے لگے کہ اے قوم گناہ سے باز رہو ورنہ ایک فوج آتش پرستوں کی تم پر مسلط ہوگی۔ اُس قوم کے لوگوں نے صلاح کر کے اُنہیں کو قید کیا۔ اور اخبار الدول میں ہے کہ تین برس کامل بنی اسرائیل نافرمانی و عصیان میں سرگرم رہے تب اللہ جلشانہ نے بخت نصر بابلی کو مسلط فرمایا۔ کہ وہ چھ لاکھ فوج سے بنابر تخریب بیت المقدس روانہ ہوا۔ اور اسی عرصہ میں اللہ جلشانہ نے بیت المقدس پر بجلی گرائی۔ کہ درویشوں اور عابدوں کے مکانات جلگئے۔ اور سات دروازہ بیت المقدس کے گر گئے جب حضرت ارمیا نے یہ احوال دیکھا۔ تو وہاں سے جنگل کی طرف بھاگے اور بخت نصر بیت المقدس میں داخل ہوا۔ اور بنی اسرائیل کو قتل کرنے لگا چنانچہ چالیس ہزار قرا۔ توریت اس معرکہ میں قتل ہوئے۔ اور نسخ توریت جلا دیئے گئے۔ سونا اور چاندی جو بیت المقدس میں تھا وہ سب لے لیا۔ اور جواہرات جو حضرت سلیمان نے بیت المقدس کی عمارت میں بیشمار لگائے تھے۔ لوٹ لئے۔ اور مکان کو منہدم کرایا۔ اور ساٹھ یا ستر ہزار اولاد صبیان بنی اسرائیل کی گرفتار کر لی اور مملوک بناکر ناصرین اپنے پر تقسیم کئے۔ تو ہر ایک کو چار چار لڑکے پہونچے اور جسوقت قیدیان بنی اسرائیل کا شمار ہوا۔ تو سات ہزار اہلبیت داؤد علیہ السلام سے اور گیارہ ہزار سبط یوسف و بنیامین سے اور آٹھ ہزار خاندان اشمعیل اور چار ہزار اولاد یہودا سے نکلے۔ اور اُنکے تین حصے کئے دو ثلث قتل کرائے اور ایک ثلث مقید رکھے۔ بعد ازاں تمام مال و دولت و آرائش بیت المقدس با اسیران اولاد یعقوب علیہ السلام وانبیا بابل

نمبر۳ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۰

سولھویں بادشاہ کے ایام حکومت میں جزیرہ کا بادشاہ آکر ملوک اسباط سے لڑا۔ اور بہت سے آدمی اُنمیں سے قید کر کے ہمراہ اپنے لے گیا اور کچھ جو باقی رہ گئے تھے وہ خراسان کیطرف نکل گئے

سترھواں ھوشاع ابن ایلا ہی جبکہ یہ حاکم ہوا تو اُسنے جزیرہ والے بادشاہ کی اطاعت کی
اس جزیرہ والے کا نام سلمناصر تھا بعض فلنصر کہتے ہیں نو برس تک اوسکی مطیع رہی۔ بعد ازاں
باغی ہوگیا۔ اور نافرمانی کرنے لگا۔ اسلئے اوسنے تین برس تک اوسکا محاصرہ کیا۔ بعد ازاں
شہر صبصیطہ جو اوسکا یعنی (ہوشاع) مرکز تھا چھین لیا۔ اور اسکو مع اوسکی قوم کی طرف بالا خراسان
کے نکال دیا۔
بخت نصر کی تباہی (یہ بعد کو ہوی) کے بعد ایک گروہ بنی اسرائیل کا عرب کو بھاگ آیا اور حجاز میں بسا

نمبر ۴۔ معجم البلدان صفحہ ۳۹۱ و ۳۹۲

ذکر بہمن بہ زابل۔ در آں جنگ برادر رستم کشتہ شد و بہمن را ملک زابلستان
(ملک جنوبی افغانستان) در تصرف آمد و بہ عزل پسر بخت النصر کہ بر آں
ولایت امیر بود مثال داد و گبرش غیلی را از اسباط لہراسپ کہ مادرش دختر
یکے از بنی اسرائیل بود بعوض وی نصب کرد و او را گفت تا اہل بنی اسرائیل
را بہ بیت المقدس فرستد و کسی را کہ ایشاں خواہند بہ ایالت موسوم کند گبرش
غیلی ایشاں را جمع کرد و بہ اتفاق قوم ملک شام بہ دانیال علیہ السلام داد و
بیت المقدس را معمور گردانید۔

یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ سوائی بہمن فاتح زابل کہ ایک دوسرا بہمن تھا اس نے شامی تعلیم کا رواج دیا۔
جو عبارت واپسی بیت المقدس اور پادشاہی دانیال کا ذکر ہی۔ یہ دوسری بہمن کے زمانہ کا ہی
صفحہ ۴۔ آثار الباقیہ البیرونی ترجمہ انگریزی اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۹۰ پر لکھا ہی کہ کیخسرو پادشاہ
ایران کے زمانہ میں حضرت دانیال بابل میں تھے (زمانہ قید حضرت دانیال بموجب ڈکشنری
بائبل ۶۰۶ ق ع ہی) اسکے بعد انگریزی کتب کا انتخاب درج کیا جاتا ہی۔

نمبر ۱ - انتخاب کتاب مقدس

توریت صفحہ ۳۴۹

پادشاہ اسریانی سیمیریا کو چھین لیا۔ اور اسرائیلی قیدی اسریا کو لیگیا اور انکو ہالا - ہابر اور دریای گوزن کے قریب آباد کیا۔ اور میڈ یعنی مجوسس کے شہروں میں بھی آباد کیا۔

نمبر ۲ - تاریخ سیاحت افغانستان مصنفہ وجینی صفحہ ۱۶۰

شالاموجو بڑا بیٹا افغنہ کا تھا اور شام یعنی دمشق میں رہتا تھا وہاں سے غورہ مشکن قریب ہرات کے آکر رہا

نمبر ۳ - تاریخ شام وکنعان مصنفہ [illegible] صفحہ ۲۴۴ و ۲۴۵

۷۲۴ سنہ ق ع یوشع نے مقابلہ کیا۔ اور اسکو شکست ہوئی۔ اور قید ہوا۔ اور تین برس تک سیمیریا کا محاصرہ رہا۔ قبل اختتام محاصرہ شال منیزر مرگیا اور ایک شخص سارگن غصب کرکے تخت پر بیٹھ گیا۔ اُسکی سلطنت کے آغاز میں سیمیریا فتح ہوا اور اسرائیلی سلطنت کا خاتمہ ہوا ستائیس ہزار دو سو نوے (۲۷۲۹۰) آدمی اسرائیلی منتخب کرکے پادشاہ قید کرکے لیگیا اور صوبہ گوزن اور نیز میڈیا میں آباد کیا۔ اور اُن کی جگہ ۷۲۱ سنہ میں ارامیاں قوم کو بابل سے لاکر آباد کیا۔ اور ۷۴۶ سنہ میں اسرہی پال نے اور جگہ اہل بابل سے آباد کیں۔ کاکھا سیفر - سوسیا ایلم کے لوگ بھی آباد ہوئے۔ شمالی حصہ بالکل ایک اسیریا کا صوبہ ہوگیا اور سیمیریا دار الحکومت گورنر کا قرار پایا۔ جڈیا برابر خراج دیتا رہا۔ اور اسلئے کچھ عرصہ تک اُسکو نہ چھیڑا گیا۔ ادائے خراج کی بابت یہ ذکر سارگن کرتا ہے کہ میں فتح کرنیوالا ملک یھودا کا ہوں وہ اُسکا مقام بہت دور ہے

نمبر ۴ سائنس آف ریلجن یعنی علم مذہب مصنفہ فرلانگ سنہ ۱۸۹۷ع صفحہ ۳۱

یھودا اسکے مدعی ہیں کہ ہم باختر و ہری رود (ہرات) ۶۳۰ سنہ ق ع کے آکر آباد ہوئے ہیں یہ وہ واقعہ ہے جسکا جرمیا نے بہت تاسف کیا ہے۔ توریت میں ہرات کو ہارا لکھا ہے یہ وہ مقام ہے جسکو بخت نصر اُنکا محسن خوب جانتا تھا۔

بادشاہ اسیریا نے ڈہائی قومیں بنی اسرائیلی کی قبل بربادی بیت المقدس
وہاں نکالدی تھیں۔ مابین یہود اور گبر کے آگ بجھانے پر جو لڑائیاں ہوئیں اُن کو واقعات
ضبط تحریر میں آگئے ہیں۔

نمبر ۵۔ انتخاب تاریخ افغانستان مصنفہ بیٹ صفحہ ۱۱

یہودیان بخارا نے ڈاکٹر وولف کو ایک نقل اس مضمون کی بتائی۔ کہ جب اُنکی
آباؤ اجداد کو جنکا تعلق روبینز گیڈ نفتالی اور نصف قوام مانسا سے تھا تغلب پلاسیر نے
سنہ ۷۳۲ ق ع کے شام سے نکالدیا۔ تو انھوں نے بالا یعنی (بلخ) اور ہار یعنی (سمرقند) اور ہارا
یعنی (بخارا) اور دریائے گوزن یعنی عمون جسکو یورپین آکسس کہتے ہیں قیام کیا۔ اگر یہ صحیح [illegible]
تو اس سے موجودگی ایک آزاد جماعت کی جو دعوے یہودیت کا کرتی ہیں۔ قرب وجوار غور
اور فیروزکوہ کے قلعوں میں ہونا ممکن ہے۔ بسنہ ۴۹۶ء میں فیروز ساسانی نے یہودیوں کو
تکلیف دینا شروع کی اور وہ ایشیا میں متفرق ہوگئے۔ اور یورپین سیاحوں کو ہندوستان
اور افغانستان میں یہودی ملے۔

نمبر ۶۔ تاریخ انگریزی شام وکنعان صفحہ ۲۳۴

تغلب پلاسیر نے تیس ہزار آدمی کنعان میں آباد کئے اور کنعان کے آرمینا میں
آباد کئے سنہ ۷۳۹ ق ع میں تغلب پلاسیر نے آرمینا پر حملہ کیا۔ اور ایک حصہ اُس ملک کا
اسیریا سلطنت میں شامل کیا۔ ایک سال بعد اوسنے ہاٹن پر چڑہائی کی۔ یہ جگہہ شام کے
شمال میں ہے۔ ایک شخص جسکا نام ازریاؤ تھا وہ باشندہ یہودیہ کا تھا اوسنے بغاوت کی
اور اُس بغاوت میں (۱۹) ضلع حمص کے شریک ہوگئے۔ صدر مقام ازریاد کی بغاوت کا کلانی
تھا۔ اور یہ اصلی مقام سنہ ۷۳۸ کی مہم کا تھا۔ اس مقام پر خود ازریاؤ قابض تھا اسی جگہ تغلب پلاسیر

سے لڑائی ہوئی اِس شکست سے جو اتفاق ہوا تھا۔ وہ ٹوٹ گیا اور اِنکے اضلاع حمص کے جمع ہو
دمشق اور حمص اور کلانی تک یہ سب اسرائیل قوم کے تھے۔

نمبر ۷۔ تاریخ پارتھیا صفحہ ۸۹

قاعدہ قوموں کے ایک دوسری جگہہ آباد کرنے کا اسیریا اور بابل کے بادشاہوں میں کثرت سے رائج تھا۔ اور یہ دستور آٹھویں صدی اور ساتویں صدی اور چھٹی صدی تک جاری رہا۔ اور اُسکی وجہ سے وسط ایشیا میں نئی نئی غیر قومیں آباد ہوگئیں اور ان قوموں میں سب سے زیادہ مشہور عبرانی قوم ہی یہ نہیں معلوم ہوتا۔ کہ دس اسباط بنی اسرائیل ابھی کہیں باقی ہیں یا اور قوموں میں ملکر معدوم ہوگئے تاہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ نو آباد یہودی بخت نصر کے زمانہ سے اکثر حصہ بابل آرمینا میڈیا او میسوں میں باقی ہیں اور ان یہودی گروہ میں ایک عجیب و غریب اثر ہے کہ جہاں یہ آباد ہوتے ہیں وہاں اُن کی آبادی بہت کثرت سے بڑھ جاتی ہے

نمبر ۸ یادداشت صفحہ ۲۶۸۔۲۶۷۔۲۶۸ تاریخ شام و کنعان تصنیف پیٹن

یورپین مورخ پیٹن جس نے شام او کنعان کی تاریخ لکھی ہے اوسکا یہ بیان ہے کہ اسیریا کے زمانہ سلطنت میں ۷۲۲ ق ع قوم بنی اسرائیل کو بادشاہ اسیریا نے بتعداد (۲۷۲۹۰) اسرائیلی جلا وطن کئے۔

بخت نصر نے چھٹی صدی کے آخر میں ۵۸۸ لغایت ۵۸۶ ق م تین بار بیت المقدس کو تباہ کیا اور بقیہ اسرائیلیوں کو قید کرکے لے گیا۔ بخت نصر بابل کا بادشاہ تھا اور سلطنت اسیریا کو فتح کر چکا تھا

نمبر ۹۔ انتخاب سیاحت ریورنیڈ ولف

ریورنیڈ ولف قوم کا یہودی اور مذہب کا سخت متعصب عیسائی ہوا سنہ ۱۸۳۱-۳۴ء میں گم شدہ اسباط کی تلاش میں سفر کیا۔ اور افغانوں کی بابت ذاتی یہ رائے ہے کہ یہ بنی اسرائیل نہیں ہیں۔

اس نے الفنسٹن کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ کہ ان کی زبان میں عبرانی الفاظ سوائے ایک لفظ اُوسکے اور کوئی نہیں ہے اور اُنکی شباہت یہود کی سی نہیں۔ اور شجرہ غلط ہے۔ اس سیاح نے جو رواتیین بنی اسرائیل کی بابت لکھی ہیں۔ اونسے افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے کا پتہ چلتا ہے اور وہ یہاں درج کیجاتی ہیں۔

اور اُسکی ذاتی رائے بالکل بے وقعت ہے۔ خود اسکے ثبوت کے خلاف ہے۔ سبزوار ملک ایران صفحہ ۱۳۴ و ۱۳۵۔ بابل کی قید کے بعد یہودی سبزوار کو آئے۔

ملا لیوی ایک یہودی مشہد میں رہتا تھا۔ وہاں اہل ایران کے خوف سے اپنے کو مسلمان کہتا تھا اور سرخ جہاں ترکوں کی عملداری ہے جب وہاں آتا۔ تو اپنے اصل مذہب موسوی پر ہوتا تھا دیگر اہل مشہد نے اور اسنے مجسے (یعنی وولف سے) افغانوں کی نسب کی بابت یہ ظاہر کیا۔ اغا لیوی و دیگر یہودیاں مشہد افغانوں کو یہودی النسل یقین کرتے ہیں۔ اگرچہ میں مفصل افغانستان کے ذیل میں افغانوں کا ذکر کروں گا۔ مگر یہاں جو کچہ سُنا وہ ذکر کرتا ہوں۔

لیوی نے مجسے کہا۔ کہ اولاد بنجمن (بنیامن) یوسف کی قندہار کیطرف نکال لی گئی۔ وہاں اونسے کتاب مقدس گم ہو گئی۔ اور وہ مسلمان ہو گئے۔

بخارا صفحہ ۱۸۶

یہودیان بخارا اسقدر اپنی تاریخ سے واقف ہیں۔ کہ بنی اسرائیل بابل سے مختلف حصہ ایران میں متفرق ہو گئے۔ کچہ ملک سبزوار میں آئے۔ جو مشہد سے دو منزل ہے۔

صفحہ ۱۹۵

بخارا میں مجھے بین کا یہودی تاجر ملا۔ اوسکی یہ رائے ہے۔ کہ بنکاک کے یہودی دس گم شدہ اسباط میں سے ہیں اور افغانوں کو بھی ایسا خیال کرتے ہیں۔

نتیجہ انتخابات متذکرہ بالا

جو انتخاب کہ اوپر درج ہوئی ہیں ان میں چار تذکرہ ایشیائی مورخوں کے ہیں۔
اور نو یورپین کے ہیں ان میں سے ایک یہودی النسل کا ہے۔

اول الذکر تذکروں پر زیادہ توجہ اور غور کرنا واجب ہے کیونکہ یہ حالات بھی ایشیائی قوم کے ہیں
پہلے تذکرہ میں محض افغانی روایت مندرج ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ افغان اپنی قوم بنی اسرائیل
بتلاتے ہیں۔ اور ساول یعنی طالوت کو اپنا مورث اعلی کہتے ہیں اور بیان ہے کہ غور (افغانستان)
میں بخت نصر نے اسرائیلی قیدیوں کو بھیجدیا تھا اور وہاں رفتہ رفتہ انکی تعداد بڑھتی گئی۔ اور
خوش نصیبی سے بیت المقدس کی آمد و رفت کے لئے آزادی ملی اور پھر اسلام شائع ہوا۔ دوسرے
تذکرہ میں بخت نصر کے قتل اور غارت اور قید کر کے بنی اسرائیل کو بابل لیجانے کا ذکر ہے
جس سے ایک حصہ روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ تیسرے تذکرہ میں بنی اسرائیل کے دو دفعہ کی
تباہی کا ذکر ہے۔ اول دفعہ شالمنیضر کے زمانہ میں۔ دوسری دفعہ بخت نصر کے زمانے میں
پہلی تباہی میں اسرائیلوں کا خراسان کیطرف نکالنا لکھا ہے۔ دوسری میں اسرائیلوں کا حجاز
(عرب) میں بھاگ جانا لکھا ہے۔ اس ذکر سے روایت افاغنہ کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلی تباہی میں
اسرائیلی خراسان کیطرف نکالے گئے اور خراسان مغربی افغانستان سمجھا جاتا ہے جہاں غور
مسکن افاغنہ واقعہ ہے۔ بخت نصر کے قیدیوں سے پہلے وہاں اول تباہی کے قیدی آباد تھے
اسوجہ سے روایت میں رفتہ رفتہ جمع ہونا بیان ہوا ہے۔ روایت زبانی قول ہے جسمیں اہم امر قائم
رہتا ہے باقی زوائد اور ربط کے مضمون نقل کرنے میں بدل جاتے ہیں اسی طرح پہلی تباہی کا
ذکر روایت میں نہیں ہے۔ آخر تباہی جس سے قوم شام سے قطعاً نکالی گئی وہ زبان زد ہے۔ اور
آخر تباہ کنندہ کا نام بھی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔ اس تیسرے تذکرے کا لکھنے والا عربی مستند
مورخ ہے۔ یہ قابل اعتبار کے ہے۔

چوتھا تذکرہ ایک فارسی تاریخ کا ہے۔ اگرچہ اسمیں کسیقدر اغلاق ہے۔ مگر روایت اور اس تذکرہ کو ملا کر دیکھنے سے دونوں میں باہم تطبیق ہوتی ہے۔ اول اس تذکرہ میں زابلستان (ملک غزنی) کا فتح کرنا بہمن شاہ ایران کا تحریر ہے اور زابلستان میں بنی اسرائیل کا ہونا عہد بہمن (پانچویں صدی ق ع) میں ثابت ہے۔ بہمن نے زابلستان کے گورنر کو جو بخت نصر ثانی کا بیٹا تھا موقوف کیا اور گرشسپ نیلی کو جسکی ماں اسرائیلی قوم کی تھی۔ زابل کا گورنر مقرر کیا۔ اس تقریر سے بہمن کی ہمدردی بنی اسرائیل موجودہ زابلستان متصور ہوتی ہے۔ کیونکہ اونکے عزیز کو اونپر حاکم بنایا۔ اور بیت المقدس کے جانیکی اجازت بنی اسرائیل کو دی۔ اس تذکرہ فتح زابل میں حضرت دانیال کا نام بے محل شامل کیا ہے۔ یہ واقعہ دوسرے بہمن کے زمانہ کا ہے اور قریب سو برس کے دونوں میں تفاوت ہے بہمن نام سے یہ غلطی ہوئی۔ ان تینوں تاریخی تذکروں سے تباہی بیت المقدس اور بنی اسرائیل کا خراسان میں بھیجا جانا اور بعدہ زابلستان جو جزو افغانستان کا ہے وہاں موجود ہونا بنی اسرائیل کا ثابت ہے اور بنی اسرائیل کی بیت المقدس کی آمد و رفت جاری رہنا ثابت ہوتا ہے۔ اور روایت نمبر ۱۔ افغانوں کی تصدیق ہوتی ہے۔

اب یورپین مضامین کیطرف توجہ کیجاتی ہے۔

ان مضامین میں دو دفعہ کی تباہی بیت المقدس کا ذکر ہے۔ اور ایشیائی مورخوں کے مضامین سے بھی دو تباہی ثابت ہیں۔ فرق اسقدر ہے کہ پہلی تباہی فتح سمیریا سال منیفر کے زمانہ میں شروع ہوئی دونوں قبول کرتے ہیں مگر یورپین مورخ سارگن کے زمانہ میں ختم ہونا لکھتے ہیں اور دوسری تباہی بیت المقدس بخت نصر شاہ بابل کے زمانہ میں ہوئی۔ دونوں لکھتے ہیں۔ مگر بخت نصر کی نسبت یورپین لکھتے ہیں کہ کئی بار بیت المقدس کو تباہ کیا۔ اور آخر الذکر فتح سمیریا و سنہ تباہی بیت المقدس بھی قایم کرتے ہیں۔ ایشیائی مورخ کوئی زمانہ قائم نہیں کرتے اول واقعہ کی تاریخ ۷۲۲ سنہ ق ع۔ اور دوم کے ۵۸۶ سنہ ق ع۔ بموجب قول یورپین کے ہے مضمون نمبر ۲۔ یورپین سے ایک نیا واقعہ ظاہر ہوتا ہے کہ تباہی بیت المقدس (یعنی زمانہ بخت نصر بابلی) ۶۳ سنہ

ق ع بنی اسرائیل باختر اور ہرات کیطرف بادشاہ اسیریا (جو بخت نصر بابلی سے پہلے نینوی میں
سلطنت تھی) نے نکالدی تھی اور وہاں مابین بنی اسرائیل و آتش پرستوں کے آگ بجھانے پر
لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے یہ واقعہ نہ کسی ایشیائی مورخ نے لکھا اور نہ کسی اور یورپین مورخ نے لکھا
معلوم ہوتا ہے کہ یہ فروگذاشت ہے مگر واقعہ کی صحت میں کلام نہیں کیونکہ نمبر ۴ - واقعہ کا ذکر کرنیوالا ایک محقق ہے
اور اسکا یہ محض قیاس نہیں ہے - بلکہ کہتا ہے کہ یہ واقعات ضبط تحریر میں آچکے ہیں اور مضمون نمبر
سے بھی ساتویں صدی کے (یعنی سنہ ۶۳۰ ق ع) جلاوطنی بنی اسرائیل کی تصدیق ہوتی ہے
کتاب مقدس میں ہالا - ہابر - جو دریائے گوزن پر واقع ہیں اور نیز شہرہای میڈ (یعنی مجوس)
میں آباد کرنا لکھا ہے - ہالا - کو مصنف تذکرہ نمبر ۳ لکھتا ہے کہ صوبہ گوزن ملک عراق میں تھا
اور نمبر ۵ میں ہالا کو بخارا - ہابر کو سمرقند - ملک ترکستان لکھتا ہے - یہ اختلاف کتاب مقدس کے
ناموں کی تاویل میں ہیں - اور شہرہای مجوس کے کسی مورخ نے تاویل نہیں کی خراسان کے شہروں میں
مجوس کی عملداری تھی اور عربی مورخ نے اسلئے خراسان کیطرف بنی اسرائیل کا نکالا جانا لکھا ہے
مصنف تذکرہ نمبر ۵ - نے یہ بھی لکھدیا ہے کہ بنی اسرائیل کا غور میں ہونا ممکن ہے اور مشرقی ایران میں
سنہ ۴۹ء میں بنی اسرائیل کی موجودگی بہ صراحت قبول کی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی ایران کے
یہودی اور غور کے یہودی یعنی افغان ایک ہیں غور ایک کوہستانی مقام ایرانی تہذیب سے
الگ بچا ہوا تھا - اسلئے انکو کسی نے نہ چھیڑا اور مشرقی ایران کے یہودیوں پر ظلم ہوا اور وہ منتشر ہوگئے
تذکرہ نمبر ۹ - میں یہودیان مشہد - اور مین کے اقوال سے افغانوں کا بنی اسرائیل ہونا ثابت ہے -
روایت نمبر ۲ مشمولہ مضامین یورپین مورخ میں لکھا ہے کہ شوال موافقنہ کا بیٹا دمشق سے
غور مشکن میں آکر آباد ہوا - اور روایت نمبر ۱ مشمولہ مضامین ایشیائی مورخ میں درج ہے کہ افغنہ طالوت کا
پوتا تھا - دونوں کے ملانے سے شجرہ کا سلسلہ چلتا ہے - ایک اعتراض اس شجرہ پر یہ ہوسکتا ہے کہ
طالوت کے پوتے کے زمانہ میں جلاوطنی بنی اسرائیل خلاف قیاس ہے - مگر اسقدر سختی شجرہ کی جانچ میں
کرنا مناسب نہیں کیونکہ واقعہ ہزاروں برس کا ہے اور لفظ بیٹا یا پوتا ایسے موقعوں پر کہنے سے اولاد

مسفر ہوتا ہے۔ ان تو تذکروں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل بعد تباہی بیت المقدس ۷۲۲ سنہ ق ع لغایت ۵۸۶ سنہ ق ع۔ مغربی افغانستان جسے مورخ خراسان کہتے ہیں آباد ہوئے۔ اور پانچویں صدی ع انکی موجودگی افغانستان بصراحت ثابت ہے۔

یہ امر کہ کوئی آثار قدیمہ بنی اسرائیل کے افغانستان میں نہیں پائے جاتے اسلئے بنی اسرائیل کا رہنا افغانستان میں مشتبہ ہو مگر کسی نے آجتک تلاش آثار قدیمہ کی نہیں کی۔ پس پتہ کیسے لگتا۔

ترک عبدالرحمانی جلد ۲ میں نقشہ افغانستان شامل ہے۔ اسمیں ایک جگہ کا نام حضرت۔ اور ایک جگہ کا نام قلعہ یہودی لکھا ہے۔ اور مسٹر بیٹ نے اپنی تاریخ افغانستان کے صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۸۹۶ء میں جنوبی افغانستان میں ایک یادشدہ انبار کو لوگ بتاتے ہیں کہ یہاں بنی اسرائیل کا قلعہ اور حوض تھا۔ یہ تینوں مقام لائق تحقیقات ہیں۔ اور مقام حضرت زیادہ توجہ کے لائق ہے کیونکہ سر ولیم جونس نے ارزرت مقام بنی اسرائیل ظاہر کیا تھا۔ اور آنریبل الفنسٹن نے اسکو ہزارہ جات مغول چنگیزی سے تاویل کر کے رد کر دیا۔ ہزارہ جات اور ارزرت میں بڑا فرق ہے۔ یہ لفظ ارزرت لفظ حضرت سے زیادہ مشابہ ہے اور نقشہ افغانستان سے اسکا وجود پایا جاتا ہے۔

ایسی قوم جو ہمیشہ جلاوطن کیجاتی رہی ہو اور پہاڑوں میں چھپکر جس نے پناہ لی ہو اوسکی آثار قدیمہ درجہ اول کے ملنا ممکن نہیں۔ ایسی چھوٹی چھوٹی نشانیاں جیسا کہ مذکور ہوئیں ملنا ممکن ہیں۔

نتیجہ آخری تحقیقات نسب افاغنہ

افغانی نسب ابتداً بوجہ انکے متواتر پامالی اور جلاوطنی کی گمنامی کی حالت میں رہا۔ اور پھر خود قوم نے نیا نام پشتون (جو مظلومیت کی نشانی تھی) اختیار کر کے نسب کے نام کو مخفی کیا۔ بعد ازاں جب قومی سلطنت غور میں قائم ہوئی۔ تو عربی نسب ضحاک سے ملایا۔ اور بیرون افغانستان جب قوم پھیلی۔ تو غیر قوموں نے انکے نام رکھنے شروع کئے۔ ایرانیوں نے افغان اور ہندیوں نے پٹھان نام رکھا۔ ان ناموں نے نسب پر اور پردہ ڈالا۔ مگر باوصف اسکے بارہ صدی ع تک

ایشیائی مورخ بنی اسرائیل لکھتی رہی۔ اور بعد ازاں افغانی سلطنتوں میں زوال آیا اور ۱۵۲۶ء میں
مغلیہ سلطنت ہند میں قائم ہوئی۔ تو مغلیہ خوشامدی مورخوں نے افغانی نسب کی تذلیل کرنی شروع کی
اور افغانی زبان پشتو میں تصنیف پندرہ صدی ع سے شروع ہوئی۔ اسوقت سے اصلی نسب
اسرائیلی قوم نے ظاہر کیا۔ اور بالآخر انگریزی مورخ میدان میں آئے۔ تو مطلع تاریک پایا۔ بیچ و دم
قوم کی سب سامان موجود اور تاریخی واقعات الجھی ہوئی پائے۔ لاجرم دو گروہ یورپین مورخونکی
ہوگئی۔ ایک نے اسرائیلی نسب قرار دیا۔ دوسرے فریق نے رد کیا۔

یہ کسی طرح گمان نہیں ہوتا۔ کہ اسرائیلی نسب کی تمام آثار قوم سے زائل ہوگئی اور حقیقت معدوم
ہوگئی بے تعصب محققوں کے لئے ایسی کھلی ہوئی سچی نشانیاں موجود ہیں جو شناخت کے لئے کافی ہیں۔

یورپین مورخ لکھتے ہیں کہ کل قوم افاغنہ کی صورتیں ایک سی ہیں اور زمانہ حال کے
یورپین مورخ اور سیاح بالاتفاق (معہ انکے جو اسرائیلی نسب ہونے سے اختلاف کرتے ہیں)
یہ تسلیم کرتے ہیں کہ افغان اور یہودیوں کی شباہت ایک سی ہے۔

یہ تعجب ہے کہ بنی اسرائیل کو افغانستان آئے ہوئے چھبیس سو برس ہوئے اور انکی صورتوں میں
اسوقت تک فرق نہیں آیا۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ جلاوطن ابتدا سے پہاڑوں کے گوشوں میں
سب سے الگ پڑے رہے اور تعصب قومی سے غیر قوموں میں بیاہ شادی کرنے سے گریز کیا۔ اور اپنا
شعار قومی اور نسب کو بگڑنے نہ دیا۔

صورتوں کے علاوہ سیرت یعنی عادات اور اطوار افغان اور بنی اسرائیل کے ایک سے
ثابت ہوتے ہیں۔

مراسم قومی مذہبی۔ اور اخلاقی۔ اور جماعتی بنی اسرائیل کے افغانوں نے مضبوطی سے قائم رکھے
حالانکہ چاروں طرف سے غیر قوموں سے گھرے ہوئے تھے۔ اور ان سے معاملات پڑتے تھے
مگر ان کا مطلق اثر نہ ہوا۔ صورت۔ سیرت۔ مراسم کو غیروں کی آمیزش سے بچایا۔
زبان البتہ آمیزش سے پاک نہ رہ سکی۔ یہ قدرتی مجبوری تھی جسطرح ہندوستان میں مختلف اقوام کی

اجتماع سے نئی زبان اردو پیدا ہوئی۔ اسی طرح مختلف اقوام کی حکومت و معاملات پڑنے سے پشتو زبان بھی پشتو زبان کا لب و لہجہ بتلاتا ہے کہ فارسی و سنسکرت و ہندی و ترکی الفاظ اس قوم کی اصلی زبان کے الفاظ نہیں ہیں۔ کیونکہ تلفظ میں بہت تغیر ہوگیا۔ اور قومی زبان عبرانی کی جو الفاظ پشتو میں باقی رہ گئے ہیں۔ اُنکے تلفظ میں تغیر نہیں ہوا۔ اور عربی زبان جو عبرانی کی شاخ ہی۔ اوسکے مخلوط ہونے کے بعد بھی تلفظ میں بہت کم تغیر ہوا ہے۔

صورت، سیرت، مراسم، زبان، پتہ بنی اسرائیل ہونے کا دیتے ہیں تاریخوں سے اور توریت سے بنی اسرائیل کا خراسان کی طرف نکالا جانا ۷۲۱ قبل مسیح ثابت ہی اور بنی اسرائیل کی جماعت کا افغانستان میں آباد پایا جانا چھٹی اور پانچویں صدی قبل مسیح ثابت ہوتا ہی جس سے خراسان کی طرف نکالنے کی صداقت ثابت ہوتی ہی۔

یہودیان مشہد و یمن۔ افغانوں کو بنی اسرائیل تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہودی رسالہ تیوایرا میں افغانوں کو یہودی قبول کیا ہے۔ یہ شہادت بنی اسرائیل کے فرقہ کی ہی جو خاص توجہ کے لائق ہے۔

اور ساتویں صدی ع میں جب اس قوم میں اسلام آیا۔ اسوقت عبرانی نام سرداران افاغنہ کے تھے اور ان سرداروں میں سے قیس نے بنی اسرائیل عرب کے یہاں شادی کی۔ اور عرب کے اسرائیلیوں کی تحریک سے اس قوم نے اسلام قبول کیا۔

افغانستان کے شہر۔ ملک۔ دریا۔ پہاڑ۔ جنکے نام ملک شام کے ناموں پر رکھے گئے ہیں۔ گواہی دیتے ہیں۔ کہ عبرانی قوم کی ہم نشانیاں ہیں۔ اور قوم خود کہتی ہے۔ کہ ہم بنی اسرائیل ہیں یہ ثبوت بنی اسرائیل ہونے کا کافی ہی۔ متعدد اقسام کے ثبوت ایک ہی۔ واقعہ نسب کی بابت ملجانا دلیل صحت نسب کی ہی۔ جبکہ بیس سو برس سی جس قوم کا نسب گمنامی کی حالت میں رہا ہو۔ اور جہاں یہ قوم آباد ہی۔ وہاں کے کوہ۔ اور دشت۔ اور دریا۔ اور شہر اور باشندے اور اُن کی زبان۔ اور اُن کے مراسم اور عادات۔ اور شباہت یہ پتہ دیں۔ کہ ہم

بنی اسرائیل کی نشانیاں ہیں اور بنی اسرائیل کا بھی ایک فرقہ قبول کرے۔ کہ افاغنہ بنی اسرائیل ہیں۔ تو جملہ اجزار ثبوت متحد ہو جاتے ہیں اور کوئی طریقہ شک کرنیکا باقی نہیں رہتا

LIST OF ENGLISH HISTORIES REFERED IN THIS BOOK.

1. Journal of a mission to Afghanistan by Dr: Bellow.
2. The kingdom of Afghanistan by G. P. Tate 1911.
3. Imperial Gazeteer of Afghanistan 1908.
4. Herodotus by Henry Carry 1892.
5. Early history of India by V. Smith 2nd.
6. Syria and Palestine by Paton Semetic Series.
7. Bactria by Rawbinson 1912.
8. Mukhzun Afghanistan translated by Professor Dorn 1892.
9. Holy Bible.
10. Hebrew and English Dictionary by Bresslaw.
11. Chronology of ancient nation by Albezoni translated by Sachew.
12. Science of religion by Forlong.
13. Malleson Afghanistan.
14. Cladius.
15. Statesman 2 July 1893.
16. Do 12 Do 1913.
17. India by Ptolemy.
18. Viginue Afghans.
19. Review of religion 20 June 1904.
20. Do 1905.
21. Zorastor by Jackson.

22. Wild tribes of Afghanistan Frontier by Pennet.

23 Act of kingdom of Cabul by Elphinston.

24 Burns Travels.

25 Ethnology by Kean.

26 Parthia.

27 Census of India. 1901

28 Rev. Volf's mission in 1831 -34.

کتاب محولہ ہذا

۱۔ اخبار الصنادید۔ نجم الغنی خاں

۲۔ ارمغان اسرائیل۔ منظور الدین

۳۔ اکبر نامہ۔ ابو الفضل۔

۴۔ تاریخ فرشتہ۔

۵۔ مطلع الانوار۔

۶۔ تاریخ آخون درویزہ

۷۔ مخزن افغانی۔

۸۔ حیات افغانی۔ سردار محمد حیات خاں

۹۔ تاریخ خورشید جہاں۔

۱۰۔ تذکرہ آزاد۔ اردوئے معلی۔ محمد حسین آزاد۔

۱۱۔ سخندان فارس۔ محمد حسین آزاد

۱۲۔ طبقات ناصری

۱۳۔ تاریخ شیخ ملی پشتو۔

۱۴۔ تاریخ گزیدہ۔ حمید اللہ مستوفی

۱۵۔ آثار الباقیہ۔ البیرونی

۱۶۔ نیرنگ افاغنہ۔

۱۷۔ تاریخ ایران۔ سر جان مالکم

۱۸۔ تاریخ طبری کلاں فارسی۔

۱۹۔ تفریح الاذکیا۔

۲۰۔ شاہنامہ۔ فردوسی۔

۲۱۔ تاریخ یمینی۔

۲۲۔ مرات العالم تاریخ پشتو۔

۲۳۔ مرات البلاد۔

۲۴۔ تاریخ بیہقی۔

۲۵۔ روضۃ الصفا۔

۲۶۔ تیمور نامہ۔

۲۷۔ طرز معاشرت افاغنہ۔

۲۸۔ تزک عبد الرحمن خانی۔

۲۹۔ رسالہ قادیان۔

۳۰۔ تاریخ ابو الفدا۔

۳۱۔ فرہنگ جہانگیری۔

۳۲۔ برہان قاطع۔

۳۳۔ تیمور نامہ

۳۴۔ گنج پشتو۔

۳۵۔ تذکرہ خوشنویساں تصنیف غلام محمد۔

۳۶۔ سفرنامہ ابن بطوطہ۔